جانِ جاناں
صلی اللہ علیہ وسلم
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی
ادارۂ مسعودیہ
۵/۶/۲۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(ایم۔ اے (اردو، فارسی)

پی ایچ ڈی)



ادارۂ مسعودیہ ۴/۷، ۵ ای، ناظم آباد، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

کتاب ـــــــــ جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف ـــــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
مصحح ـــــــــ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
کاتب ـــــــــ محمد الیاس
طابع ـــــــــ ڈاکٹر صفی الدین
ناشر ـــــــــ ادارۂ مسعودیہ، کراچی
طباعت ـــــــــ ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء
تعداد ـــــــــ گیارہ سو
قیمت ـــــــــ ۷۵ روپے



## ملنے کے پتے

۱۔ ادارۂ مسعودیہ، ۶/۶، ۵۔ ای، ناظم آباد، کراچی
۲۔ مختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی
۳۔ مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی
۴۔ مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی
۵۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
۶۔ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور
۷۔ مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلامِ شیخ سعدی

کتبہٗ گوہر قلم

# انتساب

لہلہاتی بہاروں کے نام
سنہری راتوں کے نام
صبحِ سعادت کے نام
چمکتی فضاؤں کے نام
روشن عذاروں کے نام
شرم آگیں نگاہوں کے نام
پیاری پیاری اداؤں کے نام
جھلملاتے درودوں کے نام
جگمگاتے سلاموں کے نام
مچلتی اُمنگوں کے نام
تڑپتی تمناؤں کے نام
پھڑکتی آرزوؤں کے نام
بلبلاتی آہوں کے نام
ڈبڈباتی آنکھوں کے نام
چھلکتے آنسوؤں کے نام
معصوم شہیدوں کے نام
مسکراتی رُوحوں کے نام
چمکتی رہ گزاروں کے نام

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
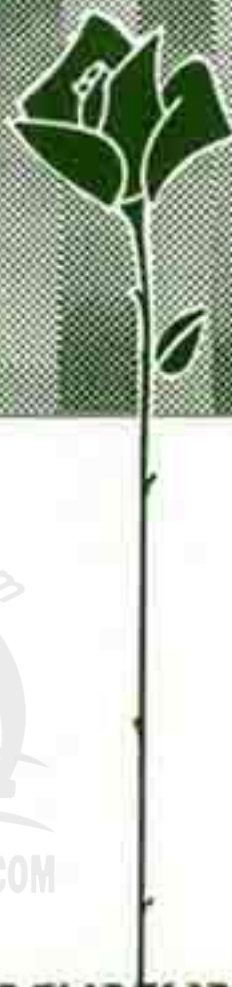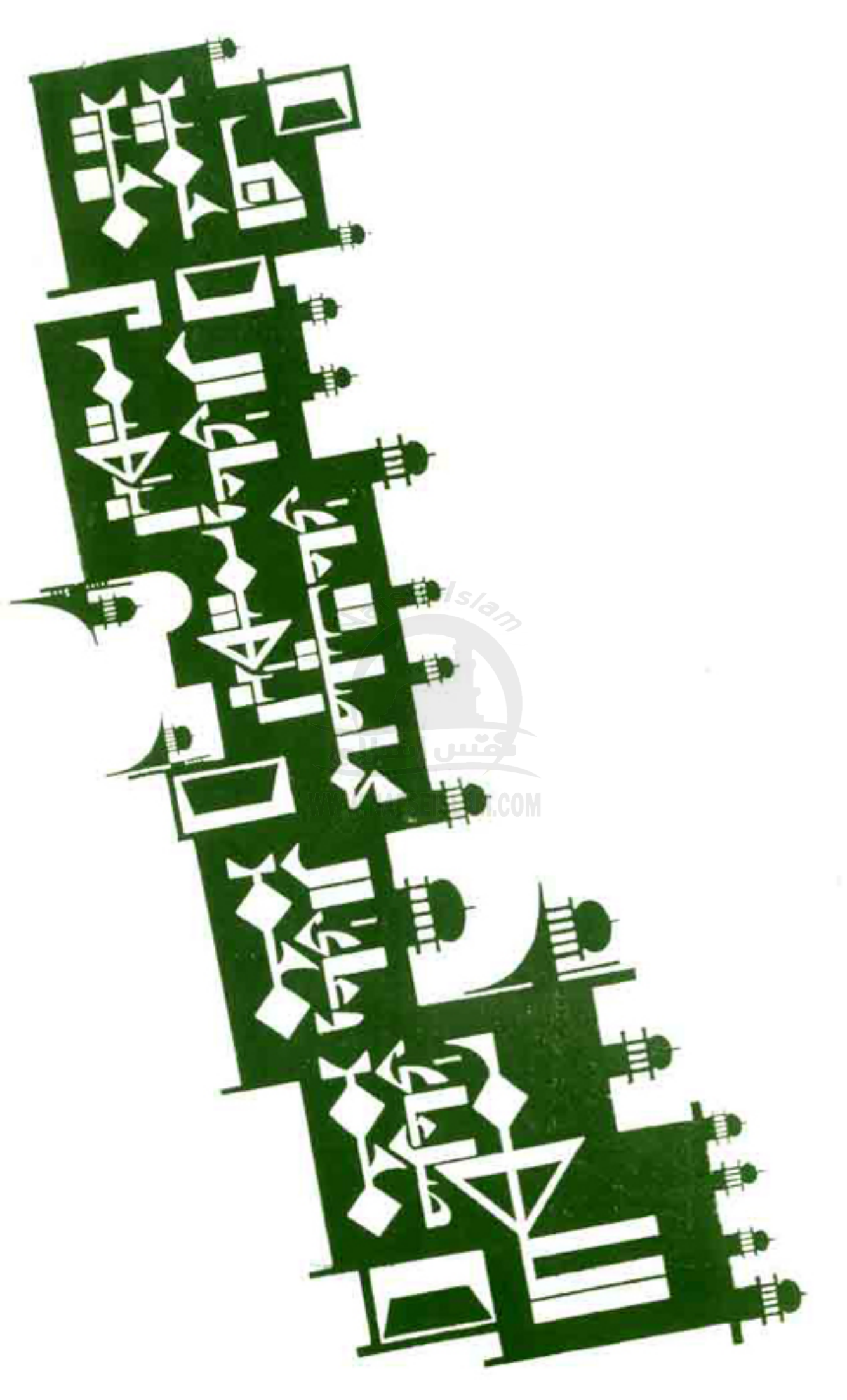
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اظہارِ تشکر

مندرجہ ذیل محسنین و مخلصین و محبّین نے کتاب کی تدوین و کتابت اور طباعت و اشاعت میں مدد فرمائی، راقم ان سب کا تہ دل سے ممنون ہے، مولائے کریم اس حسن عمل کے صلے میں اپنی بیکراں نعمتوں سے نوازے. آمین!

۱۔ ابوالفتح علامہ محمد نصر اللہ خاں، کراچی۔
۲۔ ڈاکٹر کریم بخش خالد، ڈائریکٹر جنرل انفارمیشن حکومت سندھ، کراچی
۳۔ سید ریاست علی قادری، صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
۴۔ سیّد منظور حسین جیلانی، اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ، حبیب بینک کراچی
۵۔ سیّد وجاہت رسول صاحب، اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ، حبیب بینک، کراچی

۶۔ مولانا شاہ محمد خالد میاں فاخری، دائرۃ المصنفین، کراچی
۷۔ پروفیسر حافظ محمد عبد الباری صدیقی، کراچی
۸۔ مولانا غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی
۹۔ سید زین الحسن، ایڈوکیٹ سندھ ہائی کورٹ، کراچی
۱۰۔ شیخ صبور احمد ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی
۱۱۔ مولانا جاوید اقبال مظہری، کراچی
۱۲۔ جناب فرید الدین صاحب، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
۱۳۔ علامہ مفتی عبد الرحمٰن مجدّدی، دار العلوم عثمانیہ مجددیہ، ٹھٹھہ
۱۴۔ علامہ ابوالسّراج محمد طفیل احمد، ڈسٹرکٹ خطیب، ضلع ٹھٹھہ، مکلی (سندھ)

۱۵۔ پروفیسر محمد انور آرائیں، صدر شعبۂ طبیعیات، گورنمنٹ ڈگری کالج ٹھٹھہ (سندھ)

۱۶۔ علامہ مفتی احمد میاں برکاتی، دار العلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

۱۷۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۸۔ مولانا محمد منشا تابش قصوری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۹۔ علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری، لاہور

۲۰۔ حاجی مقبول احمد ضیائی، لاہور۔

۲۱۔ راجہ رشید محمود، مدیر ماہنامہ نعت، لاہور

۲۲۔ علامہ نور محمد قادری، گجرات (پاکستان)

۲۳۔ سید رضاء اللہ عارف نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

۲۴۔ جناب خلیل احمد رانا، جہانیاں منڈی

۲۵۔ جناب محمد صدیق فانی، خانیوال

۲۶۔ آر بی صدیقی، حیدرآباد سندھ

۲۷۔ حکیم محمد عمر قریشی مظہری، لاہور

۲۸۔ جناب اسلم کمال، لاہور

۲۹۔ جناب خورشید عالم گوہر رقم، لاہور

۳۰۔ جناب محمد الیاس صدیقی خوشنویس۔ کراچی

۳۱۔ پروفیسر محمد علی قادری، حیدرآباد سندھ

۳۲۔ پروفیسر محمد طاہر القادری، لاہور

۳۳۔ جناب محمد خان قادری، لاہور

حقیر محمد مسعود احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

۱۹۸۶ء میں محبی سید منظور حسین جیلانی (اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بینک کراچی) نے ایک نجی محفل میں یہ اظہار خیال فرمایا کہ عقائد و اخلاق کی اصلاح کے لئے کتابچے ترتیب دیئے جائیں اور وہ خود اس کی طباعت کا اہتمام فرمائیں گے۔ ساتھ ہی یہ تجویز رکھی کہ اس سلسلہ کا آغاز راقم ہی کرے ــــــ انھیں دنوں ایک کرم فرما سید زین الحسن صاحب (ایڈووکیٹ سندھ ہائی کورٹ، کراچی) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک کتاب لائے جو منفی انداز سے اور منفی مقصد کے لئے لکھی گئی تھی، پڑھ کر افسوس ہوا اور حیرت بھی کہ ایک مسلمان اس طرح بھی سوچ سکتا ہے! ــــــ زین الحسن صاحب نے کتاب مذکور کے بارے میں اظہار خیال کے لئے فرمایا، راقم نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر تحقیقی انداز سے ایک سنجیدہ کتابچہ لکھ دیا جائے مگر جب لکھنے بیٹھا تو فیضانِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک کتاب تیار ہوگئی، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

رحمت حق بہانہ می جوید

راقم کے والد ماجد مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہٗ العزیز نے راقم کو دعا دی تھی "مولا تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے"! ــــــ اس علمی سفر میں یہ دعا رفیق راہ رہی اور مواد کی فراہمی پردۂ غیب سے ہوتی گئی، دل کھلتا گیا، حوصلہ بڑھتا گیا ــــــ ۱۹۸۷ء میں اس کتاب کا آغاز کیا اور ۱۹۸۸ء میں یہ مکمل ہوگئی۔

شکر کدام فضل بجا آورد کسے
عاجز بماند ہر کہ دریں افتکار کرد

انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ کرایا جائے گا تاکہ دنیا

کہ نہ صرف ایک ارب مسلمان ہی فیض یاب ہوں بلکہ وہ کروڑوں غیر مسلم بھی استفادہ کر سکیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق قبول کرنے کا جوہر عطا فرمایا ہے ـــــ اس کتاب کا موضوع ایک ایسی ہستی ہے جو ہمہ گیر اور عالم گیر ہے ـــــ تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب کے لئے آئے اور سب اُن کے لئے ـــــ یہ ایک کائناتی حقیقت ہے ـــــ اپنے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کے لئے آنے والے آتے رہے مگر وہ آنے والا ساری نوع انسانی کے لئے آیا۔

سیلِ انوارِ رحمت رواں جو ہوا نور ہی نور تھا جس طرف دیکھئے
دیدہ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوئے جلوۂ طور تھا جس طرف دیکھئے (کاوش)

وہ کیا آئے خزاں رسیدہ عالم میں بہار آگئی، وہ رحمت بن کر آئے اور نور بنکر پھیل گئے ـــــ وہ اللہ کا عظیم احسان ہیں، وہ اللہ کی عظیم نعمت ہیں :-

نورِ احمد کو رب کا احسان کہوں جانِ جاناں کہوں روحِ خوباں کہوں
نورِ ایماں کہوں رازِ عرفاں کہوں رمزِ قرآں کہوں شانِ یزداں کہوں (کاوش)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے دامن سے وابستہ رکھے اور ہمارے سینوں کو آپ کی محبت و عشق سے سوزاں و بریاں رکھے۔ آمین ثم آمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ (سندھ پاکستان)
۳ رجب ۱۴۰۸ھ، ۱۰ مارچ ۱۹۸۸ء

جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وسلم
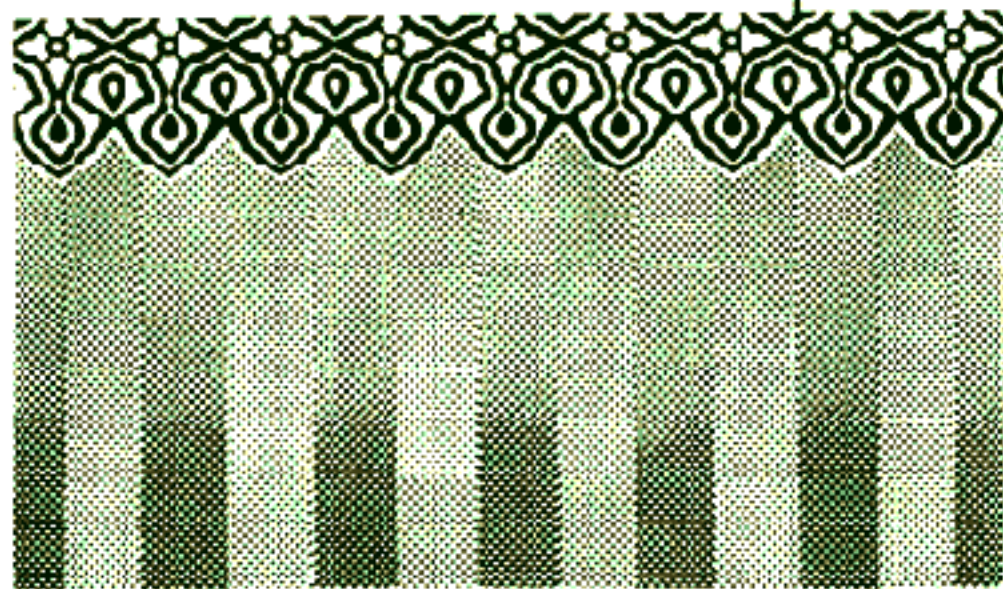
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

# ۱ جھلکیاں

## خلقتِ محمدی

# ۲ ظہورِ قدسی

# ۳ جشنِ ولادت





# حواشی اور حوالے

# ۴

# جشنِ ولادت ــــ ابتدا اور انتہا

۸۵ ـــــــــ ۱۲۸

(الف) انجیل کی تمثیل ـــــ قطرے سے دریا تک ـــــ تخم سے درخت تک ـــــ تصویر سے تحریر تک ـــــ آیت آیت سے قرآن تک ـــــ قرآن سے سیلِ علوم تک ـــــ نماز تہجد سے نماز پنجگانہ تک ـــــ درود ابراہیمی سے درودوں کے سیلِ رواں تک ـــــ ذکر مصطفےٰ، مکان سے لامکاں تک ـــــ جشن میلادِ مصطفےٰ، حرمین سے کونین تک، ـــــ انسان اور عید کا تصور ـــــ نصاریٰ کی عید ـــــ مسلمانوں کی عید ـــــ ابن عباد اور جشن میلاد مصطفےٰ ـــــ ابن جوزی اور جشن میلاد مصطفےٰ ـــــ مجالسِ میلاد مصطفیٰ اور عالمِ اسلام ـــــ جشن میلاد مصطفےٰ اور شاہانِ اسلام ـــــ عمر بن ملا محمد موصلی کی محفل میلاد ـــــ سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین (عزیز سلطان صلاح الدین ایوبی) کا جشن میلاد مصطفےٰ ـــــ ابن خلکان اربلی کے مشاہدات ـــــ عمر بن حسن دحیہ کلبی کا مولود نامہ ـــــ شاہ مصر کا جشن میلاد مصطفےٰ ـــــ ابن جزری کے مشاہدات ـــــ شاہِ تلمسان سلطان ابوحمو موسیٰ کا جشن میلاد مصطفےٰ ـــــ حافظ ابوالخیر سخاوی اور جشن میلادِ مصطفےٰ ـــــ

(ب)

قیام میلاد مصطفےٰ ـــــ حیات محمدی ـــــ ثقافت محمدی شہادت محمدی ـــــ تشہد کی شہادت ـــــ صحابہ کی عادت ـــــ نواب صدیق حسن خاں کے تاثرات ـــــ وہ موجود ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں، وہ سن رہے ہیں ـــــ مولانا قاسم نانوتوی اور

حیات محمدی ــــــ فرشتوں کا کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ــــــ امام تقی الدین سبکی اور علمائے وقت کا قیام ــــــ علمائے اسلام اور استحبابِ قیام ــــــ ذکرِ مصطفےٰ اور معیّت مصطفےٰ ــــــ قیام میلاد اور حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکیؒ ــــــ برہان الدین حلبی کی شہادت ــــــ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی شہادت ــــــ ابن تیمیہ اور ذکر میلاد مصطفےٰ ــــــ قیام و میلاد اور مالکی و شافعی فقہاء ــــــ

(ج)

علمائے اعلام اور ذکر میلاد مصطفےٰ ــــــ شارح بخاری علامہ قسطلانی کا بیان ــــــ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ــــــ میلاد مصطفےٰ اور شاہ عبدالرحیم ــــــ محفل میلاد مصطفیٰ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میلاد مصطفےٰ اور شاہ احمد سعید دہلوی ــــــ شیخ محمد رضا مصری کی شہادت ــــــ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی اور ذکر میلاد مصطفےٰ ــــــ محفل میلاد اور آیات و احادیث ــــــ ارشاد نبوی ہر قوم کی عید ــــــ میلاد کی اہمیت اور ڈاکٹر محمد اقبال ــــــ ابوالحسن علی ندوی کا اعلان حقیقت ــــــ علماء حق کی مساعی ــــــ میلاد مصطفےٰ اور علمائے اعلام کی تصانیف ــــــ

حواشی اور حوالے ، ۱۹۸ ۲۱۳

# رسمیں اور عادتیں

۱۲۹ ــــ ۱۶۲

(ا) حلال اور حرام ـــــ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے ـــــ بڑی جماعت کی پیروی کا حکم ـــــ کثرت رائے کی اہمیت ـــــ کثرتِ رائے کی کرامت ـــــ جمہوریت کی قدردانی ـــــ ہدایت محمدی جماعت سے علیحدگی اسلام سے علیحدگی ـــــ مومن کا مومن سے تعلق ـــــ ملت اسلامیہ جسم واحدہ ـــــ سنن حسنہ اور سنن سیّئہ ـــــ اچھی اور بری رسمیں اور عادتیں ـــــ جس نے اچھا طریقہ نکالا اس کے لئے اس کا دوہرا ثواب ہے ـــــ جس کی اصل دین سے نہیں وہ مردود ہے ـــــ اعمال کا دارومدار نیت پر ـــــ مقاصد، فعل کے احکام تبدیل کر دیتے ہیں ـــــ اختلاف کے اسباب ـــــ عادات و رسوم اور شاہ ولی اللہ ـــــ اچھی رسموں اور عادتوں کو روکا جائے تو انسان درندہ بن جاتا ہے ـــــ رسوم کی تبدیلیاں اور ڈاکٹر محمد اقبال، رسم و رواج اور معاشرہ! ـــــ

(ب) سازشیں ـــــ انگریزوں کی مخالفت اور اس کی وجہ ـــــ مسلمانوں کا جذبۂ فداکاری ـــــ انحطاط و زوال ـــــ سازشیں اور فتنہ گری ـــــ دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیاں ـــــ برطانیہ کا جاسوس ہیمفرے

——— برطانیہ کے عزائم ——— افتراق ملت اسلامیہ کی تدابیر ———
محبت مصطفیٰ اور محبت صلحاء کا دلوں سے استیصال ——— حیاتُ النبیّ
کا انکار ——— اولیاء و صلحاء کے مزارات کا انہدام ——— نئے دین
اور نئے مسلک کی ایجاد ——— برطانیہ کا دوسرا جاسوس لارنس آف عربیا
——— عربوں اور ترکوں کی جنگ ——— سلطنت عثمانیہ کی ویرانی
جاسوسوں کا لامتناہی سلسلہ ——— سازشیں اور ہم ———
بانیٔ میلاد کی خانہ ویرانی ——— محفل میلاد کی مطلق ممانعت ———

(ج)

خود احتسابی ——— راہ دکھانے والے اور گمراہ کرنے والے۔
——— تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ——— محفل میلاد اور
ملت اسلامیہ کی تربیت ——— جذبات کی بیداری ———
جہاں گیری و جہانبانی ——— محبت کی فطرت ——— اہل محبت
کی حالت ——— محبت رسول کی اہمیت ——— اطاعت رسول
کی اہمیت! ———
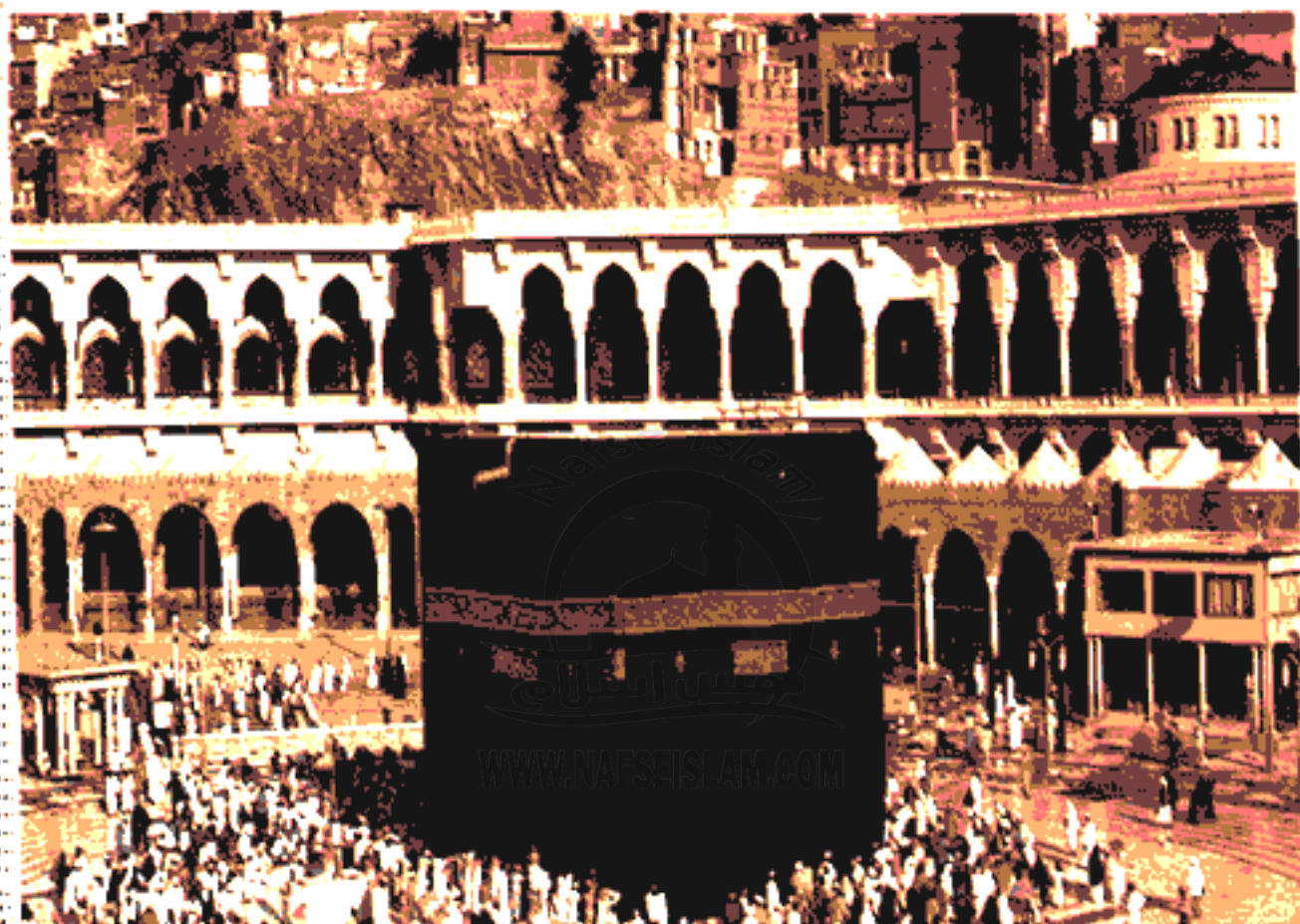
کعبہ شریف کا ایک روح پرور منظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

کچھ نہ تھا ـــــ نہ زمین تھی نہ آسمان ـــــ نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب ـــــ نہ دن تھا نہ رات ـــــ نہ گرمی تھی نہ سردی ـــــ نہ نسیم تھی نہ شمیم ـــــ نہ پھول تھے نہ پھل ـــــ نہ بہار تھی نہ خزاں ـــــ نہ بادل تھے نہ برسات ـــــ نہ چرند تھے نہ پرند ـــــ نہ صحرا تھے نہ گلشن ـــــ نہ شجر تھے نہ حجر ـــــ نہ دریا تھے نہ سمندر ـــــ نہ ہوا تھی نہ پانی ـــــ نہ آگ تھی نہ خاک ـــــ نہ جن تھے نہ ملک ـــــ نہ حیوان تھے نہ انسان ـــــ نہ یہ چہل پہل تھی نہ یہ ریل پیل ـــــ نہ دیوانگی تھی نہ شعور، نہ ہجر تھا نہ وصال ـــــ نہ اقرار تھا نہ انکار ـــــ نہ آہ تھی نہ فریاد ـــــ نہ رونا تھا نہ ہنسنا ـــــ نہ جاگنا تھا نہ سونا ـــــ نہ جذبہ تھا نہ احساس ـــــ نہ جوانی تھی نہ بڑھاپا ـــــ نہ ہوش تھا نہ خرد ـــــ نہ نشیب تھا نہ فراز ـــــ

کچھ نہ تھا ـــــ وہی وہ تھا ـــــ پھر کیا ہوا؟ ـــــ کائنات کی وسیع و عریض فضاؤں میں ایک نور چمکا ـــــ وہ نور کیا چمکا گویا زندگی میں بہار آگئی ـــــ سلسلہ چل نکلا ـــــ چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ ـــــ دیکھتے ہی دیکھتے سارا جہاں جگمگانے لگا ـــــ ٹھہریئے ٹھہریئے ـــــ دیکھئے دیکھئے ـــــ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ کیا فرما رہے ہیں :-

اے جابر! اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، یہ یقینی بات ہے، اس میں کوئی شک نہیں ـــــ پھر وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا

اُس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند
جن و انس کچھ نہ تھا[1] ـــــــ

ایک مرتبہ فرمایا :۔

سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے
ہر چیز پیدا فرمائی[2] ـــــــ

قرآن حکیم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے :۔

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب[3]

کون جانے یہ نور کب ظاہر ہوا! ـــــــ اتنا پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا ـــــــ "تمہاری عمر کتنی ہے"؟ ـــــــ انھوں نے عرض کیا :۔

اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجابِ عظمت میں ہر ستر ہزار
برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جسے میں نے اپنی عمر میں
ستر ہزار مرتبہ دیکھا ـــــــ

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

اے جبریل! ـــــــ میرے رب کے عزت و جلال کی قسم وہ
ستارہ میں ہی ہوں[4] ـــــــ

امام بخاری نے بخاری شریف میں وہ طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام اشیاء بتدریج نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پیدا فرمائیں[5]۔ چنانچہ اسی حدیث کی روشنی میں اہل حدیث کے مشہور فاضل نواب صدیق حسن خاں صاحب بعض عرفاء کے تاثرات و خیالات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

چونکہ ممکنات کی ہر شئے موجودات کے ہر ایک ذرّے میں حقیقتِ محمدیہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری و ساری ہے اس لئے تشبیہ بل حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو خطاب کیا گیا ہے۔ پس آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں اس لئے نمازی پر واجب ہے کہ اس حقیقت سے باخبر رہے اور اس مشاہدے سے غافل نہ رہے تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور بامراد ہو۔۔۔۔۔ ہاں ؎

در راہ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں دعای فرستمت [۷]

سکھ مت کے بانی گرونانک (۱۴۶۹ — ۱۵۳۹) نے ریاضیاتی طور پر ثابت کیا ہے کہ نور محمدی کائنات کی ہر شئے میں جلوہ گر ہے' انھوں نے اپنے شبد میں بڑے یقین کے ساتھ کہا ہے ع

گرونانک یوں کہے ہر شئے میں محمد کو پائے [۸]

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے میں نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہے تو گویا ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے اپنی تخلیق میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہون منت ہے' آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر اس کو دنیا کی ہر مذہبی کتاب میں ہونا چاہیئے' حدیث میں ہونا چاہیئے' دیدہ وردں کے اقوال میں ہونا چاہیئے ۔۔۔۔۔ آئیے ایک نظر احادیث پر ڈالیں ۔۔۔۔۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا :-

اے محمد! میری عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین پیدا کرتا اور نہ آسمان اور نہ یہ نیلگوں چھت بلند کرتا اور نہ یہ خاکی فرش بچھاتا [۹] ۔۔۔۔۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے یوں فرمایا :-

میرے پاس جبریل (علیہ السلام) آئے اور کہا ۔۔۔۔۔ اے محمد! اگر

آپ نہ ہوتے تو جنت پیدا نہ کرتا، آپ نہ ہوتے جہنم پیدا نہ کرتا[1]

ایک اور روایت میں یہ بھی ہے:۔

آپ نہ ہوتے تو دنیا پیدا نہ کرتا"[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ تبارک و تعالٰی نے آدم (علیہ السلام) سے فرمایا' محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:۔

اگر محمد نہ ہوتے تو نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان کو۔[2]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

آپ کا رب فرماتا ہے' بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا، اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو ـــــ تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک کہ میرے ساتھ تم یاد نہ کیے جاؤ' بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے نہ میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا"[13]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہو گئی تو انھوں نے آپ کے وسیلے سے مغفرت کی دعا فرمائی، ـــــ رب تعالٰی نے پوچھا، "محمد کو کیسے پہچانا" ـــــ عرض کیا' آنکھ کھولتے ہی سر عرش یہ کلمہ لکھا دیکھا" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

ـــــ فرمایا، میں نے تمہیں بخشدیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا:۔

وہ تمہاری اولاد میں سے آخری نبی ہیں' اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا"[14]

یہ روایت ابن تیمیہ نے فتاویٰ کبریٰ میں نقل کی ہے۔
انجیل برناباس اور انجیل یوحنا میں بھی اس عالم گیر حقیقت کا ذکر ملتا ہے ــــــ
انجیل برناباس میں رب تبارک و تعالےٰ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:۔

میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر تمام اشیاء بنائی ہیں تاکہ اس کے وسیلے سے تمام اشیاء میری صفت و ثنا کریں[16]

اس انجیل برناباس میں ہے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ آنے والے رسول کا کیا نام ہوگا، تو آپ نے فرمایا:۔

اس کا نام محمد ہوگا، کیوں کہ اللہ نے جس وقت اس کی روح پیدا کی یہی نام رکھا تھا اور اس روح کو ایک آسمانی نور میں رکھا تھا اور فرمایا تھا ــــــ

"محمد انتظار کیجئے کیوں کہ میں تیری خاطر جنت، دنیا اور بکثرت مخلوق پیدا کروں گا، جس پر آپ کو گواہ بناؤں گا ــــــ جو تجھ پر سلام بھیجے گا اس پر سلام بھیجا جائے گا۔[17]



اور انجیل یوحنا میں ہے:۔

ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں، جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی ــــــ اس میں زندگی تھی، اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا[18]

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے اور بیشک آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔
حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۵۰ھ) اپنے نعتیہ قصیدے میں فرماتے ہیں:۔

(۱) اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی انسان پیدا نہیں کیا جاتا اور مخلوق خدا پیدا کی جاتی۔

(۲) آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے چاندنی کا لباس پہنا اور آپ ہی

کے جمال کے نور سے سورج نورانی ہے۔

(ماخوذ از قصیدۃ النعمان مع شرح رحمۃ الرحمان، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۴۰۔۴۱)

حضرت عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶۳۳ھ / ۱۲۳۴ء) نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں قصیدہ تائیۃ الکبریٰ پیش کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں :۔

موجودات کے ہر وجود کی اصل محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کیونکہ آپ ساری کائنات کے لئے روح اعظم کی صورت میں ہیں اور آپ ہی رابطۂ ایجاد ہیں ـــــ مکاشفہ والوں کو شہود کی نعمت عظمیٰ آپ ہی کے سبب ملتی ہے کیوں کہ شہود روح کی صفت اور فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدس تمام روحوں کی اصل ہے۔[19]

علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ / ۱۲۰۰ء) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد پر ملت اسلامیہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

اگر آپ نہ ہوتے تو یہ ساری دنیا ہی نہ پیدا کی جاتی، یہ فخر کی بات ہے ـــــ میں انکار کی بات نہیں کر رہا ـــــ ایسے ہدایت کرنے والے نبی کی اُمت! تمہیں مبارک ہو!

علامہ محمد ہاشم تتوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۴ء تا ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء)[21] سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں اپنے ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں :۔

(۱) تمام جہاں تجھ سے روشن ہوا، تو اے اللہ کے نور مجھے بھی چمکا!

(۲) تمام کائنات کے اطراف تیرے روئے زیبا سے روشن ہوئے۔

(۳) تمام دل محمد عربی کی طرف مائل ہوئے کیوں کہ وہی تو حسن وجمال کو تقسیم کرنے والے ہیں۔

(۴) اگر آپ نہ ہوتے تو سات طبق آسمانوں کے اور نہ ہی جنت اور نغمہ سرا پرندے ہوتے۔[22]

اور ایک عاشق صادق نے کیا خوب فرمایا ہے :۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا فرمایا، پھر اس نور سے تخلیق کا سلسلہ شروع ہوا ——— ہاں، انھیں کے نور سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ روشن ہوا ——— مگر یہ نور کہاں کہاں رہا اور کہاں سے کہاں پہنچا؟ ——— قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں برس پہلے ابھی دنیا بھی آباد نہ ہوئی تھی، ابھی وہ نور دنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا کہ دنیا میں آنے والے ہزاروں پیغمبروں سے ان کے پروردگار نے ایک تاریخی اور یادگار عہد لیا ——— خود پروردگار عالم اس عہد کو ان الفاظ میں یاد دلا رہا ہے:-

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا ———
"جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا" ——— فرمایا ——— "کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا"؟ ——— سب نے عرض کیا ——— "ہم نے اقرار کیا" ——— فرمایا ——— "تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"[۲۳]

انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رسولوں اور پیغمبروں کو آپ کی صورت بھی دکھادی گئی تھی ——— چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:-

یقین جانو میں نے اُسے دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے جیسے اُسے ہر نبی نے دیکھا ہے کیوں کہ اُس کی روح سے خدا نے انھیں نبوت دی، جب میں نے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی"[۲۴]

نور محمدی کی تخلیق کے لاکھوں برس بعد جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور

مبارک اُن کی پشت میں رکھ دیا گیا ——— حدیث شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :۔

اللہ تعالٰی نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو آن کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور یہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم (علیہ السلام) میں ہونے کے پیشانی آدم (علیہ السلام) سے چمکتا تھا اور آدم (علیہ السلام) کے باقی انوار پر غالب آجاتا تھا[۲۵] ———

ہاں اسی نور کا نام سرِ عرش لکھا ہوا تھا جس کو آدم علیہ السلام نے عالم ظاہر میں آتے ہی ملاحظہ فرمایا، پھر اسی نور کے وسیلے سے اپنی لغزش کی معافی چاہی اور ربّ تعالٰی نے اپنے کرم سے معاف فرما دیا ——— یہ تفصیل خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس طرح بتائی ———

آدم علیہ السلام :۔ اے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

رب تبارک و تعالٰی :۔ تم نے محمد کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا؟

آدم علیہ السلام :۔ میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی طرف کی روح پھونکی، میں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے۔ یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

رب تبارک و تعالٰی :۔ آدم تم نے سچ کہا، یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو میں نے تم کو بخش دیا ——— اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ

کرتا۔[26]

انجیل برناباس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولی تو فضاؤں میں ایک چمکتی دمکتی تحریر دیکھی۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دیکھ کر وہ حیران ہو گئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

مجھ سے پہلے بھی انسان ہوئے ہیں؟

اس بارگاہ عالی سے جواب آیا۔

اے میرے بندے آدم! تمہارا آنا مبارک ہو ــــ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا ہے اور جس کا نام تو نے دیکھا وہ تیرا ہی بیٹا ہے لیکن وہ آج سے سالوں بعد دنیا میں آئے گا اور میرا پیغمبر ہوگا ــــ اس کے لئے میں نے تمام چیزیں پیدا کی ہیں ــــ وہ جب آئے گا تو دنیا کو روشن کر دے گا ــــ یہ وہی ہے جس کی روح تخلیق کائنات سے ساٹھ ہزار برس پہلے ایک آسمانی نور کی شکل میں تھی۔[27]

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ سن کر رب تعالیٰ کے حضور التجا کی کلمہ طیبہ کے دونوں جز ان کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آجائیں ــــ خدا کی شان سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے پر لا الٰہ الا اللہ اچانک ظاہر ہوا اور الٹے ہاتھ کے انگوٹھے پر محمد رسول اللہ ــــ آپ نے دیکھتے ہی بیتابانہ اپنے انگوٹھے چوم لیے[28] اور آنکھوں سے لگائے اور فرمایا۔

مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو[29] ــــ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اس سنت پر عمل فرمایا اور آج مسلمانان عالم کی ایک کثیر تعداد اس سنت پر عمل کر رہی ہے۔

علامہ ابن جوزی نے سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مزید

تفصیلات لکھی ہیں اور لکھا ہے:۔

یہ نورِ مبارک آدم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت رکھا گیا، پھر یہ نور پاک اور طاہر پشتوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ کی پشت تک پہنچا اور پھر پیکرِ بشری میں ظاہر ہوا۔[۳۰]

یہ نور دیکھنے والوں نے عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا پھر یہ نور حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہو گیا۔[۳۱]

سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالےٰ نے مجھے صلبِ آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا —— اور مجھے صلب ابراہیم میں آگ میں ڈالا —— میں اسی طرح اپنے والد حضرت عبداللہ تک ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل ہوتا گیا۔[۳۲]

انبیاء علیہم السلام آپ کی آمد آمد کا اعلان کرتے رہے اور آرزوئیں کرتے رہے —— تعمیرِ کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا:۔

اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے، بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔[۳۳]

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ آخری اعلان فرمایا:۔

اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام "احمد" ہے۔[۳۴]

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں —— میں دُعائے ابراہیم ہوں

۔۔۔۔۔ بشارت عیسیٰ ہوں ۔۔۔۔۔ اپنی والدہ کے اُس خواب کی تعبیر ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اور اُن کے لئے ایک نور ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور اُن کے لئے روشن ہو گئے ۔۔۔۔۔ ۳۵

○

وہ نور جو لاکھوں برس پہلے جھلملایا ۔۔۔۔۔ جس کے دم سے کائنات جگمگائی ۔۔۔۔۔ جو چلتا چلتا پشت آدم تک پہنچا اور پشت آدم سے صُلب عبداللہ تک ۔۔۔۔۔ ہاں آنے والے ہر پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو جس کی آمد آمد کی خوشخبریاں سنائیں ۔۔۔۔۔ جو سب کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔ جو ساری قوموں کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔ جو سارے جہان کے لئے آیا تھا ۔۔۔۔۔ سب انتظار کرتے رہے ۔۔۔۔۔ سب راہ تکتے رہے ۔۔۔۔۔ سنیئے، سنیئے قرآن کیا کہہ رہا ہے :۔

عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لکھدوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، وہ غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا، اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو اُن پر تھے اتارے گا۔ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے ۔۔ ۳۶

شاہ حبش نجاشی، حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہم علما یہود و نصاریٰ میں تھے، ان حضرات نے توریت اور انجیل کی پیش گوئیوں کی تصدیق کی اور مشرف باسلام ہوئے ۔۔۔۔۔ قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات میں

اسی قسم کے حضرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ــــــــ

بعثت نبوت سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بشارت دی :-

شیلون (بنی الامان) کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا ملک اور شریعت ختم ہوجائے گی ۳۷ ــــــــ

ولادت نبوی سے دو ہزار برس پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی کی بشارت دی اور آپ کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرمائیں :-

(۱) وہ غیب کی خبریں بتائیں گے
(۲) حضرت اسماعیل کی اولاد میں ہوں گے
(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کریں گے
(۴) بے پڑھے ہوں گے
(۵) امانت دار ہوں گے
(۶) کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ ۳۸

اللہ اکبر! ــــــــ یہ ساری علامتیں اور یہ ساری نشانیاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھیں ــــــــ

حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت اشعیاہ، حضرت دانیال، حضرت ارمیاہ اور حضرت ہبقوق علیہم السلام نے بھی آپ کی آمد آمد کی عظیم خوش خبریاں سنائیں ۳۹ ــــــــ یہ بشارتیں ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ایک سے ڈھائی ہزار برس کے درمیان سنائی گئیں۔

تاریخ نے ایک اور اہم واقعہ اپنے سینے میں محفوظ رکھا ہے۔ آپ بھی سنیئے اور ایمان تازہ کیجئے ــــــــ

ولادت نبوی سے ہزار سال قبل دنیا کا حکمران تبّع اول (حمیرن وردع) چار ہزار علماء و دانشور اور ایک فوج ظفر موج کے ساتھ سفر پر نکلا ــــــــ وزیر خاص عمار بھی

ہمرکاب تھا ـــــــ جب صحرائے مدینہ سے گزر ہوا تو یہاں ایک خیمہ کے سوا کچھ نہ تھا ـــــــ مگر توریت و زبور کے عالم جانتے تھے کہ یہاں ایک آنے والا آنے والا ہے ـــــــ چار سو علماء نے عرض کیا "ہم کو یہیں رہنے دیں" ـــــــ پوچھا "کیوں؟"

حقیقت حال بیان کی گئی کہ یہاں ایک رسول امّی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، وہ ہجرت کر کے یہاں آئے گا اور یہیں بس جائے گا' ـــــــ تبّع اول نے یہ سُن کر حکم دیا کہ مدینہ میں ایک بستی بسائی جائے اور چار سو مکان بنائے جائیں ـــــــ پھر سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام ایک عریضہ لکھا اور ایک عالم کو دیا کہ جب اس رسول امّی کا ظہور ہو تو ان کی خدمت میں یہ عریضہ پیش کر دینا ـــــــ خدا کی شان جس عالم کو خط دیا تھا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے میزبان اوّل حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی عالم کی اولاد میں تھے ـــــــ جب بعثت نبوی کا غلغلہ بپا ہوا تو مدینہ منورہ سے ابولیلیٰ یہ عریضہ لیکر مکہ معظمہ گئے اور دربار نبوی میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی فرمایا "تم ابولیلیٰ ہو؟"

ابولیلیٰ حیران رہ گئے ـــــــ پھر فرمایا، "تبّع اوّل کا خط لاؤ"

ابولیلیٰ نے خط پیش کیا ـــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حکم دیا کہ پڑھ کر سناؤ ـــــــ آپ نے یہ خط پڑھ کر سنایا ـــــــ سُن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا:-

"نیک بخت بھائی، شاباش"![40] ـــــــ

تاریخ کے اوراق میں اس خط کا پورا متن محفوظ ہے ـــــــ یہ بھی ایک معجزہ ہے! ـــــــ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً پانچ سو برس پہلے بدھ مت کا بانی اوّل گوتم بدھ ہندوستان میں پیدا ہوا[41] ـــــــ اس نے واضح الفاظ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئی پیش گوئیاں کی ہیں ـــــــ ان میں سے ایک یہ بھی ہے:-

## میرے بعد ایک اور پیغمبر "میتریا" آئے گا [۴۲]

سنسکرت میں "میتریا" کے معنی رحیم، مہربان یا رحمت عالم اور مہربان عالم کے ہیں [۴۳] ـــــ قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں آپ کو "رحمۃ للعالمین" کہا گیا ہے
جب گوتم بدھ کا انتقال ہونے لگا تو اس کے خادم نے پوچھا کہ اس کے بعد ان کی کون رہنمائی کرے گا؟ ـــــ گوتم بدھ نے جو جواب دیا اس میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک نشانی بتادی تاکہ کسی شک کرنے والے کے دل میں شک نہ رہے ـــــ اس نے کہا:

- ـــ میں ہی اکیلا رسول نہیں ہوں جو دنیا میں آیا اور نہ میں آخری رسول ہوں [۴۵] ـــــ اپنے وقت پر ایک رسول آئے گا۔
- ـــــ مقدس نورٌ علیٰ نور
- ـــ جو علم و حکمت کی تعلیم دے گا؛
- ـــ جو قدرت کے سارے غیبوں سے واقف ہوگا۔
- ـــ جو سراپا شان ہی شان ہوگا۔
- ـــ جو نوع انسانی کا ایک مثالی قائد ہوگا اور جن و انس کا معلّم
- ـــ وہ الٰہی حقیقتیں اس طرح کھولے گا جس طرح میں کھولتا ہوں
- ـــ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا
- ـــ حقیقت میں اس کا مذہب بہترین مذہب ہوگا
- ـــ وہ شان و شوکت اور فضل و بزرگی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جائے گا
- ـــ وہ میری طرح سچائی کی زندگی گزارے گا
- ـــ اس کے پیروکار ہزاروں کے حساب سے بڑھیں گے
- ـــ وہ سراپا رحمت ہی رحمت ہوگا [۴۶] ـــــ

گوتم بدھ نے ایک ایسی بھی پیش گوئی کی ہے جو ہر شک کرنے والے کے دل سے شکوک و شبہات کے سارے خس و خاشاک دور کر دیتی ہے ـــــ سنئیے وہ کیا کہتے ہیں:

اس کی وحی بڑی فصیح ہوگی، جو اس کو سنیں گے وہ سُن سن کر کبھی نہ تھکیں گے بلکہ زیادہ سے زیادہ سننا چاہیں گے[۴۷] ——

قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ بار بار پڑھا جاتا ہے اور بار بار سننے کو دل چاہتا ہے۔ —— دنیا کی کسی کتاب میں یہ خوبی نہیں، ایک دو بار پڑھ کر جی اکتانے لگتا ہے مگر قرآن بار بار پڑھا جاتا ہے، بار بار سنا جاتا ہے —— ہیری، ڈرومن، چیمبر اور پال وغیرہ ماہرین کتب مذاہب نے قرآن حکیم کی اس خوبی کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ ——

۹۶ء میں سینٹ پال نے اپنے مشاہدات و مکاشفات اس طرح بیان کئے:۔

میں آسمان کھلا ہوا دیکھ رہا ہوں —— دیکھو دیکھو ایک سفید گھوڑا —— جو اس پر سوار ہے اس کو "صادق" و "امین" کہا جاتا ہے وہ سچائی سے انصاف کرے گا اور سچائی کے لئے جنگ کرے گا۔[۴۹]

علامہ ابن جوزی نے، سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد پر اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے سیر و حدیث کی حقیقتوں کو کس خوبی سے سمیٹا ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

ہر ایک نبی اپنے رب کے حضور (اس نور محمدی سے) توسل کر کے پناہ مانگتا رہا —— چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ انھیں کے وسیلے سے قبول ہوئی اور حضرت ادریس علیہ السلام کو انھیں کی وجہ سے مقام بلند میں رفع کیا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں انہیں کا وسیلہ پکڑا اور حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی دعا میں اسی وسیلے پر اعتماد فرمایا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام انھیں کو شفیع لائے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے انہیں کے واسطے سے تضرع و زاری کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو انھیں کی منزلت اور مرتبت سے روشناس کرایا اور انہوں نے رب سے دعا مانگی کہ میں ان کا وزیر اور اُمتی بنوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں کے وجود باجود کی بشارت دی اور آپ

جس کی آمد آمد کے ذکر اذکار قرنوں سے چلے آ رہے تھے — جس کے لیئے یہ سارا سنسار سجایا تھا — جس کا انتظار کرتے کرتے دنیا والوں کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں — جس کے لیئے سارا عالم چشم براہ تھا — اب اس کی ولادت باسعادت کی گھڑی قریب آ رہی ہے — زمانہ کروٹ بدل رہا ہے — ستارے چمک رہے ہیں — چاندنی کھل رہی ہے — سنیئے سنیئے — ا کی نبی کیا فرما رہے ہیں :-

ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا' پر اس کے آنے کے دن کی کس کو تاب ہے ؟ اور جب اس کا ظہور ہو گا کون ٹھہرا رہ سکے گا ؟

اور حضرت داؤد علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

وہ آ رہا ہے — وہ زمین کی عدالت کرنے کو آ رہا ہے
وہ صداقت سے جہاں کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کرے گا — ۳

اور سنیئے سنیئے اللہ کے برگزیدہ رسولوں کی یہ کیا آوازیں آ رہی ہیں :-

آئے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے
آسمانوں کو جمال سے چھپائے گا — اس کی ستائش سے زمین بھر جائے گی — ۴

رب سینا سے آیا — ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے ظاہر ہوا — ۵

اور سنیئے حضرت اشعیاہ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

- اے آسمان کان بن جا اور اے زمین خاموش ہو جا!
- اے پہاڑوں! سب دم بخود ہو کر سنو!
- بنی اسماعیل میں سے ایک پیغمبر پیدا کروں گا جو بہرے کانوں کو سننے والا بنا دے اور اندھی آنکھوں کو بینا کر دے۔
- جو دل پردے میں چھپے ہوتے ہیں ان کے پردے اتار پھینکے اور باہر لے آئے۔
- اس کی پیدائش کی جگہ مکّہ ہو گی اور اس کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) ہو گی۔

اور دیکھئے ویاس جی کیا کہہ رہے ہیں :۔

دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہو گا ـــــ ان ہونی باتیں اس سے ظہور میں آئیں گی ـــــ ساتویں صدی میں پیدا ہو گا ـــــ اندھیری رات میں مثل چار آفتاب چمکے گا ـــــ اس کے چار خلیفہ ہوں گے ـــــ اس کی نسل بہت بھاری ہو گی ـــــ اس کے دین کے جاری رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچنا چاہے گا، بغیر محمد کے وسیلے کے پار نہ ہو گا۔

ہاں اس خوشنما ستارے کا سب قوموں کو انتظار تھا ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ایک مجمع میں تقریر فرما رہے ہیں اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارت دے رہے ہیں، حاضرین جوش و خروش میں ہیں اور بے تابانہ التجائیں کر رہے ہیں، دعائیں کر رہے ہیں ـــــ

اے اللہ! اپنے رسول کو بھیجئے! ـــــ اے محمد! دنیا کی نجات کے لئے جلد آیئے ؎

ہاں اُس دن کا انتظار ہے جو سب دنوں کا سرتاج ہے ـــــ وہ آپس میں مبارک بادیں دے رہے ہیں اور بیساختہ کہہ رہے ہیں :۔

مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو ؎

ہاں گھڑی قریب آ رہی ہے ـــــ عبدالمطلب خواب دیکھ رہے ہیں :۔

ان کے ہاتھ میں ایک تناور درخت ہے جس کا سر آسمان سے لگا ہے ——— اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں ——— ایسی روشن ذنابناک کہ کوئی روشنی اس سے زیادہ روشن نہ دیکھی ——— یہ روشنی آفتاب سے ستر گنا سے زیادہ روشن ہے ——— عرب و عجم اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں ۱۱

خواب بہت طویل اور بڑا معنی خیز ہے ——— جب عبدالمطلب نے نجومیوں کے سامنے بیان کیا تو انھوں نے کہا:۔

اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے زیر نگیں مشرق و مغرب ہوں گے اور تمام انسان اس کے مطیع و فرماں بردار ہوں گے ۱۱

ادھر دادا کو خواب میں بشارتیں مل رہی ہیں ادھر والدہ کو خواب میں خوش خبریاں مل رہی ہیں ——— خواب میں ایک آنے والا آیا جو یہ کہہ رہا ہے :۔

- تمہارے بطن میں اس امت کا آقا ہے۔
- ان کے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوگا جس سے سرزمین شام کے مقام بصریٰ کے محلات روشن ہوجائیں گے۔
- جب وہ تشریف لائیں ان کا نام محمدؐ رکھنا۔
- ان کا نام توریت و انجیل میں احمد ہے۔
- تمام اہل زمین و آسمان ان کے مدحت سرا ہیں ۱۲

حلیمہ بنت ابی ذریب نے دو سال دودھ پلایا ——— برکتوں اور رحمتوں کو دیکھ کر اور رکھنے کو دل چاہا ——— مکہ جاکر آمنہ سے اجازت لیکر آئیں۔
شق صدر کا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا ——— حلیمہ گھبرا گئیں

کی تشریف آوری کے زمانے تک قائم و زندہ رہنے کی مہلت مانگی ____ اور استدعا کی کہ وہ آپ کے معاون و مددگار بنیں ؛

علمائے یہود یعنی احبار نے آپ کی تشریف آوری کی خبریں دیں اور اہل کتاب کے عابدوں اور راہبوں نے آپ کے ظہور سراپا سرور کی بشارتیں دیں اور غیبی ہاتفوں نے آپ کے ذکر مبارک، ولادت باسعادت کی منادی کی اور جنّات آپ کی رسالت و نبوت پر ایمان لاتے ____ ۵۱

میں بچے پر اوپری اثر نہ ہو ــــــ فوراً ساتھ لے کر واپس لوٹیں ــــــ آمنہ حیران کہ کچھ دن نہ ہوئے تھے کہ اجازت لے کر گئیں، نہ معلوم پھر کیوں لے آئیں ــــــ حلیمہ نے واقعہ شق صدر کچھ اس طرح سنایا جیسے وہ بچے سے ڈری ہوئی ہوں ــــــ آمنہ جلال میں آگئیں اور فرمایا :-

تم اس بچہ پر شیطان کا خوف کرتی ہو، ہرگز نہیں، خدا کی قسم جب یہ بچہ میرے شکم میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک نور مجھ سے نکلا جس کی وجہ سے شام کے محل دکھائی دینے لگے ۱۳ــ

یہ اس خواب کی تعبیر تھی جو ظہور قدسی سے قبل حضرت آمنہ نے دیکھا تھا ــــــ سنیئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں :-

میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں ــــــ میں جس وقت بطن مادر میں آیا، میری ماں نے دیکھا کہ اُن سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے بُصریٰ اور شام چمک اٹھا ۱۴ــ

ستارے چمک رہے ہیں، چاندنی رات ہے، ہر طرف سناٹا ہے، صبح اپنے چہرے سے گھونگٹ اٹھانے والی ہے کہ اچانک خاموش فضاؤں میں ایک آواز بلند ہوئی ــــــ سب نے سُنی، سب متوجہ ہوئے ــــــ ایک عینی شاہد حضرت ابو نعیم صحابی نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس تاریخی واقعہ کا یوں ذکر فرمایا :-

میں سات برس کا تھا، ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچنے والی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے چیخ رہا ہے ــــــ لوگ اُس کی آواز پر جمع ہو گئے وہ بولا :-

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا ــــــ یہ ستارہ کسی نبی ہی

مسجدِ نبویؐ کا اندرونی منظر

کی پیدائش پر طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے
کوئی باقی نہیں [۱۵]
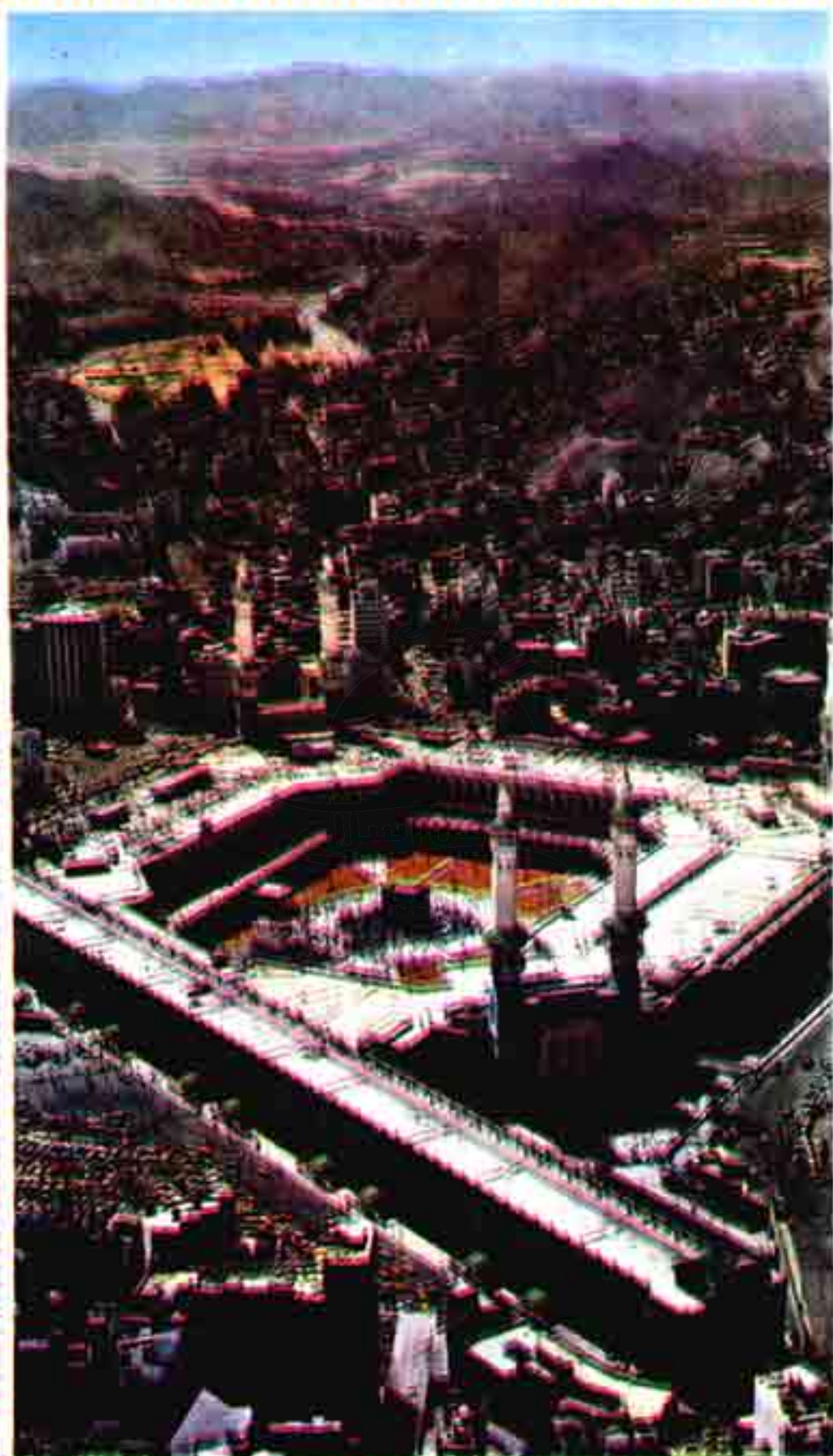
قبیلہ بنی عبدالاشہل میں مالک بن سنان صحابی نے یوشع یہودی
کو یہی خوشخبری سناتی تھی ــــــ پھر وہ قبیلہ بنی قریظہ میں گئے تو وہاں
زبیر بن باطا یہی خوشخبری سنا رہا تھا [۱۶]

عیص نامی ایک شامی راہب اس خیال سے مکہ مکرمہ میں آکر بس
گیا کہ آپ کی آمد آمد کا وقت قریب آرہا تھا [۱۷] ــــــ وہ آپ کے انوار سے
منور ہونا چاہتا تھا ــــــ حسنِ اتفاق سے جس روز آپ کی ولادت باسعادت
ہوئی اسی روز عبدالمطلب اس سے ملنے گئے ــــــ دیکھتے ہی کہنے لگا۔

بیشک وہ لڑکا جس کے متعلق میں تمہیں باتیں سنتا تھا آج
پیر کے دن پیدا ہو چکا ہے اور بحیثیت نبی ان کی بعثت بھی
پیر کے دن ہوگی اور ان کا وصال بھی پیر کے دن ہوگا ــــــ
ــــــ اور آج کی رات ان کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔
ــــــ پھر کہا :

"آپ اس کے جدامجد ہیں" ۱۸

جب آپ عالم آب و گل میں تشریف لائے ایک نور پھوٹا ــــــ
ــــــ عبدالمطلب نے کعبے کے بتوں کو سرنگوں ہوتے دیکھا ــــــ
قصر کسریٰ کے چودہ کنگرے زمیں بوس ہوتے دیکھے گئے ــــــ
آتش کدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا آن کی آن میں ٹھنڈا
ہو گیا [۱۹]

ایک عاشق صادق، عارف کامل، فاضل اجل نے کیسی وارفتگی اور
شیفتگی کے ساتھ اور کس والہانہ پن سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم
کی آمد آمد کا نقشہ کھینچا ہے ــــــ سنئے سنئے، وہ کیا کہہ رہا ہے :-

مکہ معظمہ کا ایک فضائی منظر

جب زمانہ ولادت کا قریب آیا، تمام ملک و ملکوت میں میلاد تھی، ـــــ عرش پر میلاد تھی ـــــ فرش پر میلاد تھی ـــــ ملائکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی ـــــ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں ـــــ سر جھکائے کھڑے ہیں ـــــ جبرئیل و میکائیل حاضر ہیں ـــــ اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے ـــــ سبع سمٰوٰت میں ـــــ عرش و فرش پر دھوم ہے۔ وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے جشن تیار فرما رہا ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادین ظہور فرمانے والے ہیں۔

(سید ریاست علی قادری: امام احمد رضا کے نثری شہ پارے، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸)

○

ظہور قدسی مکۂ معظمہ میں ہوا ـــــ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے شرف ملا ـــــ یہ زمین اللہ نے بنائی ـــــ ساری زمین اسی نے بنائی مگر اس زمین کو کیوں امتیاز بخشا گیا ـــــ ملائکہ کی اُس طرف نظر ـــــ آدم علیہ السلام کی اُس طرف نظر ـــــ ابراہیم علیہ السلام کی اُس طرف نظر ـــــ پہلے فرشتوں نے یہاں بیت اللہ بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے ـــــ پھر ابراہیم علیہ السلام نے ـــــ نشان مٹ رہا ہے لیکن بار بار بنوایا جا رہا ہے ـــــ بار بار حجاج کو پکارا جا رہا ہے ـــــ کوئی تو آنے والا ہے ـــــ یہ کس کا اہتمام ہے ـــــ اس سرزمین پر اب تک تو کوئی نبی اور رسول پیدا نہ ہوا ـــــ ہاں پھر وہ آیا جس کو آنا تھا ـــــ جس کے لئے اس شہر کو سارے عالم کا مرکز بنایا تھا ـــــ جب وہ آیا تو رب کریم نے محبت کی نظر ڈالی اور فرمایا:-

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو
تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم کہ تم ہو۔! ۲۰

سارے انبیاء بشارتیں دیتے آئے، سارے رشی خوش خبریاں سناتے آئے، حد تو یہ ہے کہ شہر مکہ کی نشاندہی ظہور قدسی سے ہزاروں سال پہلے کر دی گئی ـــــ ہاں اس دیار مقدس کو مشرف کرنا تھا کہ صاحب شرف آنے والا تھا ـــــ ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پران کو دیکھئے وہ کیا کہہ رہی ہے ـــــ وہ ہم کو حیرت میں ڈال رہی ہے ـــــ ظہور قدسی سے پانچ چھ ہزار برس پہلے کی بات ہے ـــــ آج یا کل کی بات نہیں ـــــ سنئے سنئے :۔

پیغمبر کی ولادت امن والے شہر مکہ (شنبھل) میں سب سے بڑے سردار (پروہت) کے ہاں ۱۲ ربیع الاول (شکل بیچھ) کو ہوگی باپ کا نام عبداللہ ۲۲ (وشنو یش) ہوگا، ماں کا نام آمنہ (سومتی) ہوگا ۲۳

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :۔

| | |
|---|---|
| ھذا الشھر فی الاسلام فضل | ومنقبۃ تفوق علی الشھور |
| ربیع فی ربیع فی ربیع | ونور فوق نور فوق نور |
| ظھور فی ظھور فی ظھور | سرور فی سرور فی سرور ۲۵ |

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۹۹ء ۲۶ مطابق ۸۸۲ء اسکندرانی مطابق ۳۱۳ قبطیہ، میں ہوئی ـــــ ابن ہشام لکھتے ہیں :۔

سیدہ حضرت آمنہ کے ہاں دوشنبہ کی درخشندہ شب میں اس نور کا ظہور ہوا ـــــ یہ نور واقعہ اصحاب فیل کے سال ماہ ربیع الاول میں عالم تاب ہوا ۲۷

حضرت عثمان بن العاص ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

جس رات حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری ہوئی میری والدہ

حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھیں، وہ بیان کرتی ہیں، گھر کی جس چیز پر نظر ڈالتی وہ پر نور نظر آتی ـــــــ میں ستاروں پر نگاہ ڈالتی تو کیا دیکھتی کہ وہ اس گھر سے قریب آ رہے ہیں ـــــــ اس حد تک کہ میں بول پڑی کہ ستارے میرے اوپر ہی گر پڑیں گے ۲۸

مخزوم ہانی مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (جن کی عمر اس وقت ۱۵۰ برس کی ہو چکی تھی) کہ جب وہ رات آئی جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا:-

- ایوان کسریٰ زلزلے میں آ گیا
- اس کے چودہ کنگرے گر پڑے
- آتش فارس جو ہزار برس سے نہ بجھی تھی، بجھ کر رہ گئی
- دریائے ساوہ خشک ہو گیا ۲۹

بیشک ظہور قدسی کی رات کوئی معمولی رات نہ تھی ـــــــ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری والی رات بڑی متقدس، بڑی مبارک، بڑی عظیم اور بڑی پر نور رات تھی ۳۰

علامہ ابن جوزی نے شب میلاد کو شب قدر سے بھی افضل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں: بے شک شب میلاد شب قدر سے بھی افضل ہے اس لئے کہ شب قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی جب کہ شب میلاد خود آپ کے ظہور کی رات ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذات اقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور افضل ہو گی جو آپ کو دیئے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے ۳۱

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ماثبت بالسنہ میں امام قسطلانی سے یہی الفاظ نقل فرمائے ہیں ۳۲

شب ولادت خوشی کا عجب سماں تھا ـــــــ جب ولادت باسعادت کی خوشخبری سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کو اس کی کنیز ثویبہ

نے سنائی تو ابولہب نے خوشی میں اس کو آزاد کر دیا ـــــ جب ابولہب مر گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا، ابولہب نے بتایا کہ وہ بہت تکلیف میں ہے لیکن پیر کے دن تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہے[۳۳] ـــــ اس کی وجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ[۳۴] نے یہ بتائی :-

یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوش خبری سنائی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا[۳۵] ـــــ

امام ابن جزری نے اس واقعہ سے بڑا لطیف نکتہ نکالا ہے ـــــ وہ فرماتے ہیں :-

شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے (کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) حالاں کہ ابولہب ایسا کافر ہے کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی مومن و موحد کا کیا حال ہوگا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے مطابق خرچ کرتا ہے ـــــ قسم ہے میری زندگی کے مالک کی کہ اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضلِ عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے[۳۶] ـــــ

ہاں جشن کی وہ رات، راتوں کی سرتاج ـــــ رشکِ شب قدر ـــــ نازشِ لیلۃ القدر ـــــ ہاں اس رات ستارے چمک رہے تھے ـــــ چاندنی کھل رہی تھی ـــــ نور کی چادر پھیلی ہوئی تھی ـــــ فضائیں مہک رہی

پیکر بشری میں آرہا تھا ـــــ ہاں رات گزر گئی، وہ آگیا ـــــ صبح ہو گئی، ہر طرف چہل پہل ہے ـــــ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہیں ـــــ ماں خوش ہو رہی ہیں ـــــ دادا عبدالمطلب مسکرا رہے ہیں ـــــ چچاؤں کی دل کی کلیاں کھل رہی ہیں ـــــ خوشی میں باندیوں کے بندھن کھل رہے ہیں ـــــ سدا کے اسیروں کو آزادیاں مل رہی ہیں ـــــ اللہ اللہ! وہ پیارا، ماں کا دلارا، عشیہ کا رون کا سہارا کیا آیا عالم میں بہار آگئی ـــــ اُس کی آمد آمد کی ساتویں دن خوشی منائی گئی ـــــ دادا نے نام رکھا،[۳۷] "محمد" ـــــ مگر یہ نام تو قرنوں پہلے رکھا جا چکا تھا ـــــ

سندھ کے مشہور عالم علامہ محمد ہاشم تتوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے

فانت الذی سماک ربی محمداً واعطاک غفراناً ودار المقامہ

(تحفۃ الزائرین، ج ۴، ص ۲۷۷)

دلوں پر نقش بنانے والے نے یہی نام نقش کیا جو اُس نے رکھا تھا ـــــ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:۔

تخلیق کائنات سے پچاس ہزار برس قبل لوح محفوظ میں یہ لکھا گیا۔

"بیشک محمد خاتم النبیین ہیں"[۳۸] (صلے اللہ علیہ وسلم)

جبھی تو آدم (علیہ السلام) نے جب آنکھ کھولی تو سر عرش یہی نام لکھا ہوا دیکھا،[۳۹] اسی نام کے وسیلے سے اُن کی لغزش سے درگزر کیا گیا ـــــ ویدوں میں، پرانوں میں ژند اوستا میں، توریت میں، انجیل میں ہر جگہ اُس کا نام نامی ہے ـــــ اتھروید میں یہ آواز گونج رہی ہے:۔

اے لوگو! کان کھول کر سنو، "محمد" لوگوں میں مبعوث ہو گا، اس کی بلند و بالا حیثیت آسمانوں کو چھولے گی اور آسمانوں کو نیچا کر دے گی۔[۴۰]

رگ وید میں نام "محمد" کی گونج سنائی دے رہی ہے[۴۱] ـــــ اور بھوشیہ پران

——— ایک بدیسی رسول اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئیگا، اس کا نام "محمد" ہوگا[۴۲] ———

——— اور آتش پرستوں کی کتاب ژند اوستا میں ہے :

وہ ——— اُس کا نام فاتح جہاں، اُس کا نام استوت ارتیا (محمد) ———
رحمت مجسم ہوگا، کیوں کہ وہ جہاں کے لئے رحمت ہوگا[۴۳] ———

ظہور قدسی سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے اُس وعدہ کرنے والے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا جس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا کہ اُن کے بیٹے اسمٰعیل (علیہ السلام) کی صُلب سے شریعت لے کر ایک نبی آئے گا جس کا نام "محمد" ہوگا[۴۴] ———

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب سوال کیا گیا کہ آنے والے نبی کا کیا نام ہوگا۔
——— تو انھوں نے بتایا تھا :

اُس کا نام "محمد" ہوگا کیوں کہ اللہ نے جس وقت اُس کی روح پیدا کی یہی نام رکھا تھا[۴۵]

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک نام "احمد" بھی ہے، یہ نام بھی ماضی کے دھندلکوں میں چمکتا دمکتا نظر آرہا ہے ——— چنانچہ سام وید میں نام "احمد" موجود ہے[۴۶] اور انجیل میں بھی یہ نام موجود ہے جس کی تصدیق قرآن سے بھی ہوتی ہے[۴۷] ——— انجیل میں لفظ فارقلیط[۴۸] آیا ہے جس کا ترجمہ عربی میں احمد بھی ہوسکتا ہے اور محمد بھی ——— امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی، نسائی وغیرہ نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام احمد بھی تھا[۴۹]
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نعتیہ شعر میں اس نام کو باندھا ہے، شعر کا ترجمہ ہے :

اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جھمگٹا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت "احمد" پر درود بھیجا ہے[۵۰] ———

وہ نور جو تخلیق کائنات سے پہلے ——— بہت پہلے پیدا ہوا تھا، جو اپنا طویل سفر طے کر کے پیکر بشری میں اس عالم آب و گل میں ظاہر ہوا تھا ——— جس کی

آمد آمد کا غلغلہ نہ معلوم کب سے بپا تھا ـــــ جس کا نام نامی کا چرچا نہ جانے کب سے ہو رہا تھا ـــــ ہاں وہ احمد مجتبیٰ، ہاں وہ محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جہانِ رنگ و بو میں تشریف لائے ہیں ـــــ حیاتِ ظاہری کی منزلیں طے فرما رہے ہیں ـــــ بچپن، ماشاء اللہ! ـــــ لڑکپن، سبحان اللہ! ـــــ جوانی، نورٌ علیٰ نور ـــــ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نورانی جوانی کا کیسا پیارا نقشا کھینچا ہے ـــــ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کے جھروکوں سے وہ عالم بالا میں جھانک رہے ہیں ـــــ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انھوں نے دو عالم کے دولہا کو دیکھا ہو ـــــ بیشک دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں نے دیکھا اور ہر نبی نے دیکھا[۵۱] ـــــ سنیئے سنیئے ـــــ دیکھئے دیکھئے ـــــ حضرت سلیمان علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے ع

"کھنچی ہے سامنے تصویر یار، کیا کہنا"!

میرا دوست ـــــ نورانی، گندم گوں ـــــ ہزاروں میں سردار ہے ـــــ اُس کا سر ہیرے کی طرح چمکدار ہے ـــــ اُس کی زلفیں مثل کوّے کے کالی ـــــ اُس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر ـــــ دودھ میں دھلی ہوئی ـــــ نگینے کے مانند جڑی ہوئی ـــــ اُس کے رخسار ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور چھلکے پر خوشبو رگڑی ہوئی ـــــ اُس کے ہونٹ پھول کی پنکھڑیاں، جن سے خوشبو ٹپکتی ہے ـــــ اُس کے ہاتھ ہیں سونے سے ڈھلے ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے ـــــ اُس کا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی ـــــ جواہر سے پٹی ہوئی ـــــ اُس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون، سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے ـــــ اُس کا چہرہ مانند ماہتاب جواں ـــــ مانند صنوبر کے اُس کا گلا نہایت شیریں ـــــ اور وہ بالکل محمد (تعریف کیا گیا) ہے۔

——— یہ ہے مرا دوست میرا محبوب ——— اے بیٹیو!
یروشلم کی! ۵۲ ———

حسن وجمال کا یہ داتا ——— جس نے سارے عالم کو حسن وجمال کی بھیک
بانٹی ——— جس کے صدقے کائنات کے ذرّے ذرّے پر نکھار آیا ———
جو کائنات کا سنگھار ہے ——— دیکھئے دیکھئے، آگے قدم بڑھا رہا ہے ـ ـ
——— رُخ سے پردہ اٹھانے والا ہے ——— جلوہ دکھانے والا ہے ———
——— مگر وہ تو آدم (علیہ السلام) کی تخلیق سے پہلے بھی نبی تھا ———
دیکھنے والوں نے اسے دیکھا بھی تھا ——— مگر ہم نے نہ دیکھا تھا ———
——— ہم کو دکھایا جانا تھا ——— اسی لئے نہ معلوم کب سے اُس کی رسالت و
ختمیت کی بات ہو رہی تھی ——— اُس کے آنے سے صدیوں پہلے اُس کے آنے
کی خبریں دی جا رہی تھیں ——— ذرا ماضی کی طرف چلئے، دور،
بہت دور ——— سنیئے، ——— نو عمری کا زمانہ ہے، چچا کے ساتھ
شام کے سفر پر جا رہے ہیں، اچانک بحیرہ راہب کی نظر پڑتی ہے، بیساختہ پکار
اٹھتا ہے کہ یہ بچہ وہی نبی ہے جس کی عیسٰی علیہ السلام نے بشارت دی تھی ۵۳
——— پھر جب جوانی میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تو نسطورا راہب
کی نگاہ پڑ گئی وہ بھی پکار اٹھا آپ اس اُمّت کے نبی ہیں ۵۴ ——— خود
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:-

بیشک اللہ تعالٰے کے نزدیک میں خاتم النبیین ہو چکا تھا اور
آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے ۵۵ ———

صحابہ نے عرض کیا، آپ کو نبوت کب عطا ہوئی ——— فرمایا:-
میں اُس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم (علیہ السلام) ابھی روح

اور جسم کے درمیان تھے ۵۶

کعب احبار یہودی عالم تھے جن کو صحابیت کا شرف ملا ـــــ وہ فرماتے ہیں کہ باپ نے توریت کی تعلیم دی مگر توریت کا ایک باب نہ پڑھایا، اس کو صندوق میں رکھ کر تالا ڈال دیا تھا، اُن کے مرنے کے بعد جب کھول کر دیکھا تو وہ توریت کا باب سفر تھا اور اس میں لکھا تھا:۔

○ ـــ ایک پیغمبر آخر زمانے میں مبعوث ہوگا

○ ـــ بال چھوڑے گا اور اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے گا

○ ـــ اور لنگی کمر پر باندھے گا

○ ـــ اس کی جائے پیدائش مکہ ہوگی

○ ـــ اور ہجرت کا مقام طیبہ (مدینہ) ہوگا ۵۷

اللہ اللہ! کیسی واضح نشانیاں ہیں، ان علامتوں نے شک و شبہ کی گنجائش ہی نہ چھوڑی ـــــ آپ کانوں کی لو تک سر کے بال رکھتے تھے، وضو فرماتے تھے، تہبند باندھتے تھے ـــــ آپ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ہوئی اور آپ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی ـــــ تاریخ و سیر میں یہ تمام باتیں ریکارڈ ہیں ۵۸

کعب احبار سے جب حضرت عطا تابعی نے دریافت فرمایا کہ توریت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی بشارت ہے، تو انھوں نے فرمایا، ہاں ـــــ پھر یہ عبارت سنائی:۔

دیکھ میرا بندہ، جسے میں سنبھالتا، میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ـــــ میں نے اپنی روح اس پر رکھی ـــــ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا ـــــ وہ نہ چلائے گا، نہ اپنی صدا بلند کرے گا اور نہ اپنی آواز بازاروں میں سنائے گا ۵۹

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وہ خوبی ہے جس کو محدثین نے ریکارڈ کیا بلکہ آپ کے حضور میں آنے والے ہر شخص کو قرآن حکیم نے ہدایت فرمائی کہ وہ آواز بلند نہ کرے ۶۰

یہودیوں کو توریت کی بشارتیں یاد تھیں جبھی تو وہ آنے والے پیغمبر کی حمایت سے کفار و مشرکین مکہ کو شکست دینے کی تدبیریں سوچتے تھے ــــــ حضرت عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن کے قبیلے کے لوگ بیان کرتے تھے کہ یہودیوں سے جب لڑائی ہوتی وہ کہتے

جو پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے اُس کی بعثت کا وقت قریب آگیا ہے ہم اُس کے ساتھ مل کر تم کو قوم عاد و ارم کی طرح تہس نہس کر دیں گے ۶۱

قرآن حکیم نے بھی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے اس غائبانہ ایمان و یقین کا اس طرح ذکر فرمایا ہے :۔

آپ کی تشریف آوری سے قبل (یہودی) آپ کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے ۶۲

توریت میں آپ کی بعثت کا ذکر ہے ہی مگر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں جو بعثت محمدی سے ہزاروں برس پہلے مدوّن ہوئیں، آپ کی آمد آمد کا ذکر ہے چنانچہ بھوشیہ پران میں ہے :۔

- ○ ــــ کل جگ میں "سرب انما" (محمد) پیدا ہوں گے۔
- ○ ــــ جن کے سر پر بادل سایہ کرے گا
- ○ ــــ اُن کے جسم کا سایہ نہ ہوگا
- ○ ــــ اُن کے جسم پر مکھی نہ بیٹھے گی
- ○ ــــ وہ زمین کو لپیٹ جائیں گے
- ○ ــــ دنیا کے لئے کچھ تلاش نہ کریں گے
- ○ ــــ تمام عمر کم کھائیں گے
- ○ ــــ وہ اللہ کے محبوب ہوں گے ۶۳

اللہ اللہ! کیسی واضح نشانیاں ہیں، احادیث کو دیکھتے جائیے اور ایک ایک خوبی گنتے جائیے ــــــ صرف اِن علامات پر احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک وقیع مقالہ مرتب ہو سکتا ہے ــــــ

مہادیوجی جب دنیا چھوڑ کر اپنی بیوی پاربتی جی کے ساتھ کیلاش پہاڑ پر جانے لگے تو پاربتی نے آنے والے پیغمبر کی نشانیاں پوچھیں، مہادیوجی نے جواب دیا:۔

○ — وہ اللہ کی پسندیدہ زمین پر پیدا ہوں گے

○ — وہ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوں گے

○ — صرف اُن کے منہ اور سر پر بال ہوں گے

○ — جو پوجا اُن کی قوم کرتی ہوگی، وہ نہ کریں گے

○ — سوائے اللہ کے کسی طرف رجوع نہ کریں گے

○ — اُن کی قوم اُن سے جُدا ہوجائے گی

○ — اُن کا سنہ لکھا جائے گا [64]

اللہ اللہ! آپ کی ذاتِ قدسی میں ایک ایک علامت موجود تھی —— آخری علامت سنہ ہجری ہے جو اب تک چلا آرہا ہے اور نہ معلوم کب تک چلتا رہے گا۔

یونانی فلسفی سقراط نے جو پیش گوئی کی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے آسمانی کتابوں کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تھا اور دل سے مانا تھا، —— وہ کہتا ہے:۔

ایک ہدایت یافتہ پیغمبر ہماری دنیا کے لئے یکہ و تنہا ہوکر ظاہر ہوگا۔

—— میں اسی کو مانتا ہوں، وہی ہمارا ہادی ہے [65]

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے قوم! اب میں نے تم کو سب کچھ بتادیا ہے تاکہ کوئی ساری مخلوق کیلئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظاہر ہونے اور مبعوث ہونے میں شک نہ کرے [66]

ایک مرتبہ اردن سے کچھ آگے جنگل میں نمازِ ظہر کے بعد مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ایک آنے والے کی خبر دی —— عرض کیا گیا، وہ آنے والے کون ہیں؟ —— فرمایا:۔

وہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جب وہ دنیا میں آئیں گے تو جس طرح بارش

اُن اَن گنت نعمتوں کے طفیل جو وہ اپنے ساتھ لائیں گے، نیکیوں کی
بہار آئے گی ـــــــ وہ اللہ کی رحمت کا بھرپور سفید بادل
ہوں گے ـــــــ جس طرح زمین پر بارش کا چھینٹا پڑتا ہے
اسی طرح مسلمانوں پر اللہ کی رحمت کا چھینٹا پڑے گا [۶۷]

اس تاریخی شہادت سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فرمان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے ـــــــ روما (اٹلی) کے گرجا گھر میں روایتی طور پر دو کرسیاں چلی آرہی تھیں جن میں سے ایک حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواری پطرس کی کرسی کہلاتی تھی۔ وہ خالی رہتی تھی۔ ۱۷۹۵ء میں جب نپولین بوناپارٹ نے روما کو فتح کیا اور پطرس کی کرسی کا معائنہ کیا گیا تو اس پر لکھا تھا:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ [۶۸]

یہ وہی کلمہ ہے جو انجیل برنباس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے فضائے بسیط میں لکھا دیکھا تھا [۶۹]

ایران میں عہد گشتاسپ میں ۵۸۹ء میں حکیم جاماسپ گزرے ہیں' انھوں نے اپنی کتاب جاماسپی میں غالباً ژند اوستا کی بنیاد پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ پیش گوئی کی ہے:۔

- ○ ـــــ عرب کے دشت سے ایک مرد ظاہر ہوگا،
- ○ ـــــ خوب رو، خوب گفتار، گندم گوں،
- ○ ـــــ ٹوپی کی جگہ عمامہ سر پر رکھیں گے،
- ○ ـــــ ۳۵ سال تیزی اور زیادتی میں ہوں گے،
- ○ ـــــ ان کے داماد کے ہاں دو لڑکے ہوں گے،
- ○ ـــــ ایک کو زہر دے کر ماریں گے، دوسرے کو ۷۲ تن کے ساتھ
- ○ ـــــ نینوا د عراق، کربلا، میں قتل کریں گے۔

سبحان اللہ! کیسی واضح پیش گوئی ہے ـــــــ! ـــــــ ہر آسمانی اور

مذہبی کتاب میں بعثت محمدی کا ذکر موجود ہے، کوئی کتاب اس ذکر سے خالی نہیں
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مجوسی باپ کے بیٹے تھے ـــــ ژند اوستا اور توریت و انجیل کی پیش گوئیاں ان کے کان میں پڑچکی تھیں، ایران میں رہتے تھے مگر دل اچاٹ ہوگیا، مصیبتیں جھیلتے بالآخر مدینہ منورہ پہنچ گئے ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آوازہ سنا، خدمت میں حاضر ہوئے، ایک ایک نشانی کو پرکھا، ایک ایک نشانی کو دیکھا، قدموں پر گر گئے، اسلام لے آئے[۱] ـــــ ان کے واقعات بہت ہی رقت انگیز ہیں ـــــ اسی طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں مثلاً ایک یہودی عالم کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے چند دینار قرض تھے ـــــ مطالبہ کے لئے آیا، سرکار نے معذرت کی، وہ اڑ کر بیٹھ گیا کہ لے کر جاؤں گا، جب تک تم نہ کہو گے، جا، نہ جاؤں گا ـــــ آپؐ نے اس سے نہ کہا کہ جا ـــــ وہ بیٹھا رہا ـــــ صبح سے شام ہوگئی، شام سے رات، پھر رات سے صبح ـــــ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا کیوں چمٹا ہوا ہے، چلا جا ـــــ اس عالم کو توریت کی پیش گوئی اپنی آنکھوں سے دیکھنی تھی، دیکھ لی اور مسلمان ہوگیا[۲] ـــــ احادیث میں آتا ہے کہ جو ملنے آتا، جب تک وہ خود نہ جاتا آپ اس سے نہ فرماتے چلا جا ـــــ جو مصافحہ کے لئے ہاتھ ملاتا، جب تک وہ ہاتھ نہ چھوڑتا آپ نہ چھوڑتے ـــــ جو بات کرنے آتا جب تک وہ بات کرکے پیٹھ نہ پھیر لیتا، آپ پیٹھ نہ پھیرتے ـــــ توریت ان عادات شریفہ کی تصدیق کر رہی تھی، وہ یہودی عالم یہی دیکھنے اور پرکھنے آیا تھا ـــــ اس نے دیکھ لیا، اس نے پرکھ لیا ـــــ ہاں اس نے دل دے دیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا بنا لیا ـــــ ایک عیسائی عالم جارود بن علا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انجیل کے آئینے میں جب سیرت پاک کو دیکھا تو مشرف باسلام ہوگئے[۳]

ایک یہودی لڑکا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا، بیمار ہوگیا۔ آپ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، باپ سرہانے کھڑا تھا، آپ نے باپ سے ختم

دے کر دریافت فرمایا ——— "توریت میں میرا بھی کچھ ذکر ہے؟" ——— جواب ملا، "نہیں" ——— بیٹے نے باپ کی بات کاٹ کر کہا، ——— "باپ جھوٹ بولتا ہے ——— توریت میں آپ کا ذکر اور تعریف و توصیف ملتی ہے ——— پھر اس نے باپ کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا[۴] ———
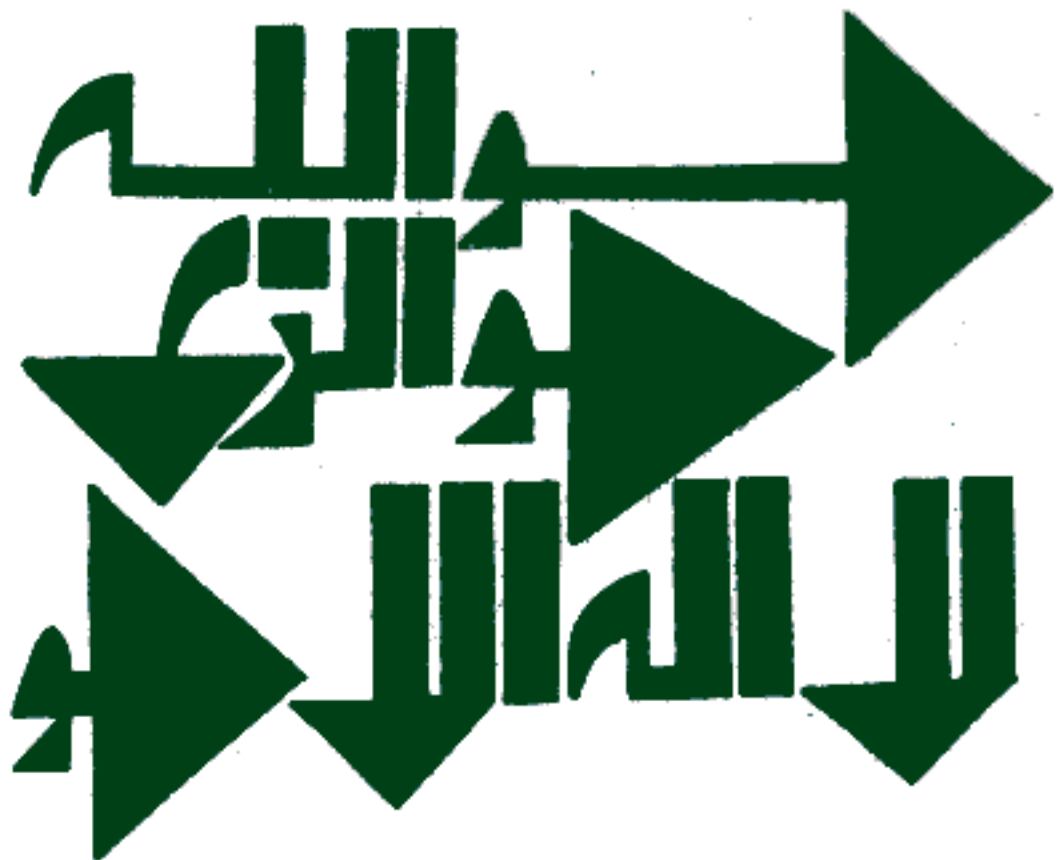
The claim is advanced here in the Holy Qur'án that all the prophets had prophesied the advent of a world Prophet, who, in his turn, would verify the truth of all the prophets who had appeared in the world before him.

## Prophecies in the Old Testament (Torah)

There are many prophecies regarding the Holy Prophet, both in the Old and the New Testaments. Deuteronomy, the Book of Moses, speaks very clearly of the rising of a prophet (who shall be the like of Moses) from among the brethren of Israelites, i.e. the Ishmaelites or the Arabs. The passage in question reads:

**Original Hebrew Text**

טו ׃ נביא מקרבך מאחיך<br>
16 כמני יקים לך יהוה אלהיך אליו תשמעון׃ ככל אשר<br>
שאלת מעם יהוה אלהיך בחרב ביום הקהל לאמר<br>
לא אסף לשמע את־קול יהוה אלהי ואת־האש הגדלה<br>
17 הזאת לא־אראה עוד ולא אמות׃ ויאמר יהוה אלי<br>
18 היטיבו אשר דברו׃ נביא אקים להם מקרב אחיהם<br>
כמוך ונתתי דברי בפיו ודבר אליהם את כל־אשר<br>
אצונו׃

Deut XVIII, 15-18

*Translation:*

"*The Lord thy God will raise up unto thee a prophet from the midst of thee, of thy brethren, like unto me; unto him shall ye harken. According to all that thou desiredst of the Lord thy God in Horeb in the day of assembly, saying, Let me not hear again the voice of the Lord my God, neither let me see this great fire any more, that I die not. And the Lord said unto me, They have well said that which they have spoken. I will raise them up a prophet from among their brethren, like unto thee, and I will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him.*" (Deuteronomy, 18: 15-18.)

جشنِ ولادت

جب رسالت اور ختمیت کا تاج آپ کے فرقِ مبارک پر رکھا گیا تو سارے عالم کی نگاہیں آپ کی طرف پھر گئیں ـــــ ہر کوئی آپ کو دیکھنے لگا ـــــ اب راز کھلا ـــــ اب معلوم ہوا کہ چالیس برس پہلے جو ایک چاندنی رات میں دو عالم کا دولھا آیا تھا ـــــ وہ رات معمولی رات نہ تھی ـــــ وہ ایک عظیم انقلاب کی تمہید تھی ـــــ وہ ایک ناقابل فراموش گھڑی تھی ـــــ وہ ایک یادگار رات تھی ـــــ وہ ایک یادگار دن تھا ـــــ ہاں یادوں کے دریچے کھول دیئے گئے ـــــ دل بچھا دیئے گئے ـــ

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما
کہ کسے نیست بجز دردِ تو در خانۂ ما

اللہ نے بندوں پر بہت سے احسانات فرمائے، بہت سے انعامات فرمائے ـــــ پھر فرمایا ان کو گنتے گنتے تھک جاؤ گے، گن نہ سکو گے ـــــ مگر اتنے احسانات میں، اتنے سارے انعامات میں صرف ایک انعام کو جتلایا گیا ـــــ کوئی تو بات تھی، کوئی تو راز تھا ـــــ سنئے سنئے ارشاد ہو رہا ہے:۔

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول بھیجا ۲ ـــــ

ہاں ان کا آنا محض ایک بشر کا آنا نہ تھا، پیکر بشری میں ایک نور کا آنا تھا ـــــ صادق و امین کا آنا تھا ـــــ رؤف رحیم کا آنا تھا ـــــ خاتم النبین کا آنا تھا ـــــ شافع محشر کا آنا تھا ـــــ جبھی تو قرآن حکیم نے آپ کے یوم ولادت کو یادگار بنا دیا اور آپ کی آمد آمد پر خوشیاں منانے، شادیاں رچانے کا حکم فرمایا ـــــ دیکھئے، دیکھئے قرآن حکیم کیا کہہ رہا ہے:۔

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے ـــــ

آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے) اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں، وہ اُن کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔[۳]

بیشک سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایک ایسی نعمت ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ——— جو انمول ہے ——— جو بے بہا ہے ——— ساری کائنات ایک طرف اور یہ نعمت ایک طرف ——— جبھی تو حضرت داؤد علیہ السلام فرما رہے ہیں:۔

اس سلطان کی مدح گاؤ ——— اس کا نام زمزمہ کرو ——— سوار عرب کیلئے راہ ہموار وصاف کرو جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ ہوگا ——— اس کے سامنے خوشی کرو[۴]

اور دانیال علیہ السلام فرما رہے ہیں:۔

ان کا نغمہ ساری دنیا میں پھیلا ہے[۵]

اور قرآن حکیم کہہ رہا ہے:۔

قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں[۶]

ہاں سب خوشیاں منا رہے ہیں، سب تعریف کر رہے ہیں، سب نعت پڑھ رہے ہیں، سب شادیاں رچا رہے ہیں ——— سنئے سنئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں:۔

میرے بعد رسول موعود آئے گا جو اللہ کی طرف سے ساری دنیا کے لئے بھیجا جائے گا ——— اس کے لئے اللہ نے دنیا بنائی، پھر ساری دنیا میں اللہ کی عبادت اور پرستش کی جائے گی اور رحمت نازل ہوگی اس قدر کہ جوبلی کا سال جو ہر سو سال بعد آتا ہے وہ اس رسول موعود کے طفیل ہر سال اور ہر جگہ منایا جائے گا[۷]

اللہ اللہ! جوبلی کا جشن جو ہر سو سال بعد منایا جاتا تھا، یہ جشن تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور ان کی آمد آمد کی خوشی میں ہر سال اور ہر جگہ منایا جائے گا ـــــ اللہ کے رسول کی پیش گوئی تھی، اس کو پورا ہونا تھا، یہ پوری ہوکر رہی

ولادت باسعادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے آپؐ کی آمد آمد کی خوشی میں عقیقہ کیا تھا ـــــ لیکن ذرا توجہ فرمائیں اور غور سے سنیں ـــــ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا اعلان فرمایا تو پھر آپ نے عقیقے کی تجدید فرمائی اور دوبارہ عقیقہ کیا[۸] ـــــ یہ ایک اشارہ تھا ـــــ آیۂ کریمہ میں خوشی منانے کا حکم دیا گیا تھا، آپؐ نے اپنی ولادت کی خوشی مناکر اس جشن کا آغاز فرمایا جس کی خوشخبری صدیوں پہلے حضرت عیسٰی علیہ السلام سنا چکے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب شریف اور اپنی ولادت باسعادت کا ذکر مبارک منبر پر کھڑے ہوکر خود بیان فرمایا[۹] ـــــ اپنی ولادت کے ساتھ ساتھ دوسرے انبیاء و رسل کا بھی ذکر فرمایا[۱۰] ـــــ بعض صحابہ کو آپ نے خود حکم دیا اور انھوں نے تعمیل ارشاد میں آپ کے فضائل و شمائل بیان فرمائے[۱۱] ـــــ شعراء آپ کی بارگاہ میں نعت اور نعتیہ قصائد پیش کرتے، آپ انہیں انعام واکرام سے نوازتے، دعاؤں سے سرفراز فرماتے، خوش ہوتے[۱۲] ـــــ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو بارگاہ رسالت میں نعتیہ قصیدہ پیش کیا، سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے، موتیوں کی طرح دندان مبارک نظر آنے لگے[۱۳] ـــــ قوم جنات میں سے ایک صحابی عمر رضی اللہ عنہ نے قصیدہ جنیہ پیش کیا[۱۴] ـــــ اور نواور ورقہ بن نوفل اور آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب نے بھی آپ کی شان اقدس میں قصائد کہے ـــــ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ

عنہ کے لئے منبر رکھتے، چادر مبارک بچھاتے اور پھر حسان بن ثابت اس پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و فضائل بیان فرماتے، آپ کی مدافعت کرتے اور مفاخرت فرماتے ــــــ اور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے "اے حسان! رسول اللہ کی طرف سے جواب دو ــــ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما"![۱۵] ـــــ ۹ھ / ۶۳۰ء میں غزوہ تبوک سے جب تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا، اجازت ہو تو آپ کی صفت و ثنا بیان کروں ــــ فرمایا کہو، اللہ تعالےٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے ــــ ــــ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اشعار پیش کئے ــــ اشعار کیا ہیں ذکر میلاد مبارک ہے ــــ اور میلاد کی یہ وہ محفل ہے جس میں خود سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور سماعت فرما رہے ہیں ــــ ــــ آپ بھی ان اشعار کا ترجمہ سماعت فرمائیں :-

(۱) آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

(۲) پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے، نہ گوشت پوست، نہ جما ہوا خون

(۳) بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا، جب طوفان نے بت نسر کے پوجنے والوں کو ڈبویا

(۴) آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے، یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے

(۵) آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے، جب اُن کی صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے؟

(۶) تاآں کہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانا ہوا جو بلند تھا

(٧) جب آپ پیدا ہوئے، آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

(٨) تو اب ہم اس ضیاء نور میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں ١٦ ـــــ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بطور خاص میلاد پاک کا ذکر فرمایا اور وہ بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور! ـــــ یقیناً یوم ولادت باسعادت تمام دنوں میں ایک اہم دن ہے ـــــ ہم اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ سب دن ایک جیسے ہیں لیکن سب ایام ایک جیسے نہیں ١٧ ـــــ سب اقوال ایک جیسے نہیں ـــــ سب ادیان ایک جیسے نہیں ـــــ سب انسان ایک جیسے نہیں ـــــ سب اعمال ایک جیسے نہیں ـــــ سب افلاک ایک جیسے نہیں ـــــ سب احجار ایک جیسے نہیں ـــــ سب اشجار ایک جیسے نہیں، حتیٰ کہ ایک ہی درخت کے دو پتے بھی ایک جیسے نہیں تو پھر سب دن ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟



واقعات و حادثات دنوں کو اور دنوں سے ممتاز کر دیتے ہیں ـــــ بلکہ ایک زمانہ کو دوسرے زمانہ سے ممتاز کر دیتے ہیں ـــــ یہ ایک فطری عمل ہے ـــــ یہ ایک فطری بات ہے ـــــ اسلام دین فطرت ہے اس نے فطرت کے ان تقاضوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے ـــــ سنیئے سنیئے، سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کیا فرما رہے ہیں:۔

مجھے نوع انسانی کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا ـــــ زمانے پر زمانے گزرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے اس زمانہ میں رکھا گیا جس میں موجود ہوں ١٨ ـــــ

شخصیات زمانے کو متاثر کرتی ہیں؛ ع ایام کا مرکب نہیں، راکب ہے قلندر

سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ پر چھا گئے اور وہ زمانہ سب زمانوں میں

بہترین زمانہ قرار پایا ـــــ جن ذوات عالیہ سے زمانہ کو عزت وعظمت ملتی ہے انہیں ذوات عالیہ سے دلوں کو بھی فخر نصیب ہوتا ہے ـــــ خود حق تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے رسول حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

اور سلامتی ہے اُس دن جس دن پیدا ہوا ـــــ اور جس دن مرے گا ـــــ اور جس دن مردہ اٹھایا جائے گا [١٩] ـــــ

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آغوش مادر میں ایک شیر خوار بچہ ہی ہیں مگر زبان فیض ترجمان سے فرما رہے ہیں :-

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن پیدا ہوا ـــــ اور جس دن مروں ـــــ اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں [٢٠] ـــــ

ان دونوں آیات میں نہ صرف یوم ولادت کا بطور خاص ذکر کیا گیا بلکہ دو اور اہم دنوں کا ذکر کیا گیا ـــــ یُوم وصالؔ اور یومُ بعثؔ ـــــ حق تبارک و تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہ السلام کی حیات طیبہ کے یہ تینوں دن اہم ہیں پھر ان کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے ؟ یہی وجہ ہے کہ جس دن کوئی فضیلت والا واقعہ پیش آیا اس دن سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نیکی اور خیرات زیادہ فرماتے تھے ـــــ یہ آپ کی عادت شریفہ تھی ـــــ چنانچہ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے دیکھا ـــــ ان سے دریافت فرمایا یہ روزہ کیوں رکھتے ہو ؟ ـــــ انھوں نے جواب دیا ، یہ دن نہایت مقدس اور مبارک ہے ـــــ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات بخشی ـــــ ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں ـــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ ہم موسیٰ (علیہ السلام) کا دن منانے کے تم سے زیادہ حقدار ہیں ـــــ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بھی روزہ

رکھنے کا حکم دیا [۲۱] ـــــ اور آپ نے ایک روزے کے بجائے دو روزے رکھے یعنی اس دن کی تعظیم و تکریم میں زیادتی فرمائی ـــــ اللہ اللہ! جب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوم نجات کی اتنی خوشی منائی اور فرمایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کا ہم پر یہودیوں سے زیادہ حق ہے ـــــ تو ذرا غور فرمائیں کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں پر کیا حق ہے؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے "پیر" کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا:

اس میں میں پیدا ہوا اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی [۲۲]

ایک روز اپنے پیارے موذن بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

میں دوشنبہ ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور دوشنبہ ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور دوشنبہ ہی کے دن ہجرت کی ہے [۲۳]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں:

آپ دوشنبہ کو پیدا ہوئے، دوشنبہ ہی کو آپ کی بعثت ہوئی، اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے [۲۴]

جب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کنیزہ ثویبہ نے دی تو اس نے خوشی میں آکر کنیز کو اسی وقت آزاد کر دیا، اللہ کو یہ عمل ایسا پسند آیا کہ ہر ہفتے یوم ولادت کو اس کے عذاب میں ذرا تخفیف ہو جایا کرتی تھی ـــــ یہ بات خواب میں اس نے اپنے بھائی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کو بتائی۔ چنانچہ آپ تخفیف عذاب کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ [۲۵]
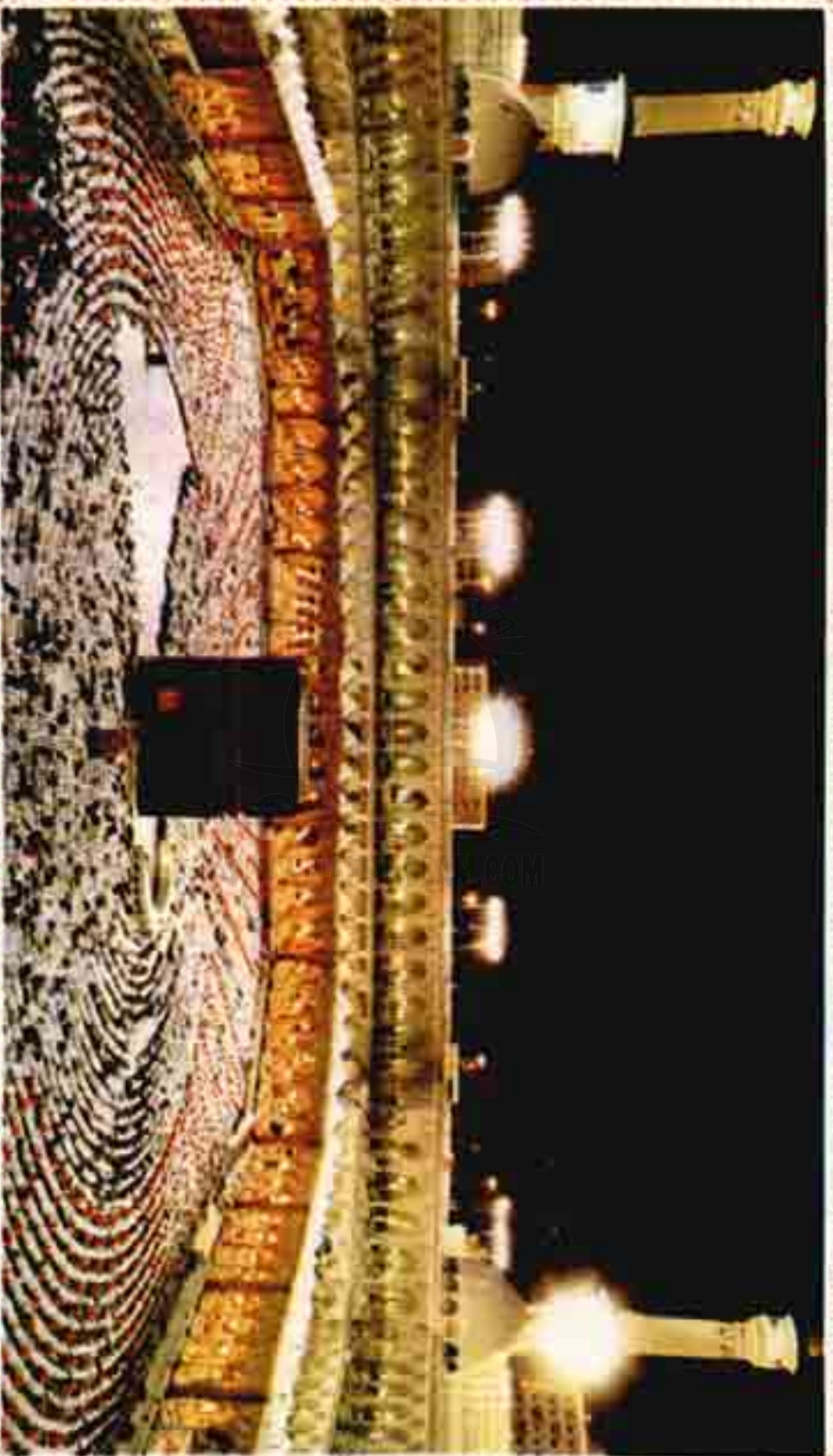
کعبہ شریف میں نمازِ عشاء کا خوبصورت منظر

حقیقت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن آزادی کا دن ہے، نجات کا دن ہے، عید کا دن ہے [۲۶] ــــــ اسی لئے عرفاء اور فقہاء نے اس دن کا روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے ــــــ چنانچہ عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بہ خطاب مالکی (م۔ ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ زروق شرح قطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو کہ ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے، مکروہ قرار دیا ہے کیوں کہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے، چاہیے کہ اس روز روزہ نہ رکھیں [۲۷] ــــــ

○

تبع تابعین کے سردار، امام المحدثین حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹۳ھ۔ م ۱۷۹ھ) جن کی ولادت باسعادت پہلی صدی ہجری میں ہوئی [۲۸] ــــــ جنہوں نے ۹ سو سے زیادہ تابعین اور مشائخ و علماء سے علم دین حاصل کیا [۲۹] ــــــ جنہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر فرمائیں ــــــ جنھوں نے برسہا برس درس حدیث دیا ــــــ جنہوں نے فن حدیث پر باقاعدہ سب سے پہلی کتاب لکھی ــــــ جن کی زندگی کی کوئی رات ایسی نہ گزری جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوئی ہو ــــــ جن کی تعریف میں امام اوزاعی، حضرت سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر محدثین و فقہا رطب اللسان نظر آتے ہیں ــــــ ہاں اس جلیل القدر ہستی کے حضور جب کوئی طالب حدیثِ رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سننے آتا تو بڑا اہتمام فرماتے، محبوب کی باتیں سننا سنانا ہنسی کھیل نہیں ــــــ عاشقِ صادق کے لئے یہ گھڑیاں بڑی مبارک گھڑیاں ہیں ــــــ اللہ اللہ محبوب کی یادیں، محبوب کی باتیں! ــــــ سینئے سنئے حریمِ جاناں میں حاضری کا سلیقہ سیکھئے ــــــ ذرا یہ اہتمام تو ملاحظہ ہو

پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے ــــــ ان کے لئے ــــــ ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا ــــــ اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خضوع و خشوع سے اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان فرماتے اگر سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی ۳۱ــــ

عرض کیا گیا آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں"؟ فرمایا:
مجھے تعظیم رسول سے پیار ہے' میں بغیر وضو اور سکون و وقار کے حدیث بیان نہیں کرتا ۳۲ــــ

عرفاء اور اہل اللہ کو سرکار دو عالم کے اذکار سے پیار ہے' ان کے یوم ولادت اور تاریخ ولادت سے پیار ہے ــــــ علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ قرۃ الناظر و خلاصۃ المفاخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سال میں ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو سرکار دو عالم کی نیاز دلوایا کرتے تھے، یہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ پھر آپ ہر ماہ کی گیارھویں کو اہتمام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز دلواتے ــــــ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز قرار پائی، حالانکہ آپ کا وصال ایک روایت کے مطابق ۷ ربیع الآخر کو ہوا ہے ۱۱ ربیع الآخر کو نہیں ۳۳ــــ گیارھویں شریف حقیقت میں بارھویں شریف ہے' حضرت محی الدین غوث الاعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے نو سو برس پہلے جس کا آغاز فرمایا ــــــ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک خلفائے راشدین نے کیا' صحابہ نے کیا، تابعین نے کیا' تبع تابعین نے کیا، عرفاء نے کیا، صلحاء نے کیا کہ ان کا ذکر محبوب اور مقصود رب العالمین ہے ــــــ اُن کا ذکر کہاں نہیں' ان کے ذکر

سے آسمان و زمین گونج رہے ہیں ـــــــ اُن کا ذکر اُن کے مولیٰ نے بلند کیا اور اتنا بلند کیا، اتنا بلند کیا کہ خود بلندیاں اس بلندی کو نہیں چھو سکتیں ـــــــ فرمایا:

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا [۳۴]

پھر اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے خود دریافت فرماتے ہیں:

آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟

عرض کرتے ہیں:

اللہ بہتر جانتا ہے۔

فرمایا:

اس طرح بلند کیا کہ جب میرا ذکر کیا جائے، آپ کا میرے ساتھ ذکر کیا جائے [۳۵]

سبحان اللہ! ؏ یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے آپ کو اپنا ذکر بنا دیا جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا [۳۶] ـــــــ سبحان اللہ!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلندیٔ ذکر یہ ہے کہ اذان میں، تکبیر میں، تشہد میں اور منبروں پر خطبوں میں ہر جگہ آپ کا ذکر مبارک ہے [۳۷] ـــــــ پھر یہ ذکر بھی خالصتاً آپ کے لئے ہے اسی لئے فرمایا "تمہارے لئے" کہیں کسی شک کرنے والے کو یہ گمان نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کی بلندی کے لئے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا، مقصود سرکار کا ذکر بلند کرنا نہیں ـــــــ اس خیال خام کو اس طرح رد فرمایا اور صاف صاف فرما دیا کہ محبوب تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا گیا ہے، کوئی ہم نے اپنی خاطر تمہارا ذکر بلند نہیں کیا ـــــــ

پھر بلندیٔ ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اہتمام کہ خود ذکر فرمایا، فرشتوں کو حکم دیا اور ہر مسلمان پر واجب کر دیا کہ وہ آپ کا ذکر جمیل کرتا رہے،

ارشاد ہوتا ہے :-

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (غیب بتانے والے) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۳۸

اللہ اللہ! کس اہتمام سے درود و سلام واجب کیا، شان محبوبیت کو چار چاند لگ گئے ——— ساتھ ہی ساتھ اس بدنصیب کے لئے وعید سنائی جو نہ خود درود و سلام پڑھتا ہے اور نہ دوسروں کو پڑھنے دیتا ہے اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے ——— اس محبوب رب العالمین کو یاد کرنے والوں کی بھی عجب شان ہے ——— سچ ہے جو بلندیوں کے ساتھ چلتا ہے، بلند ہوتا جاتا ہے ——— سبحان اللہ! ارشاد فرماتا ہے :-

وہی ہے درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے ۳۹

اللہ اللہ! جب سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو نوازا تو ان کے غلاموں، اُن کے یاد کرنے والوں، اور ان کے عاشقوں کو بھی نواز دیا ——— کہاں ہم اور کہاں اُس کا اور اُس کے فرشتوں کا درود و سلام!

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں سے بہت پیار ہے ——— غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ عبادات بھی محبوبوں کی اداؤں کی نشانیاں ہیں ——— ارکان حج پر نظر ڈالیں تو عجب نظارہ سامنے آتا ہے ——— طواف کعبہ ہزاراں ہزار محبوبوں کی یاد ——— وقوف عرفات آدم و حوا (علیہما السلام) اور ابراہیم و ہاجرہ (علیہما السلام) کی یادگار ——— سعی صفا و مروہ ہاجرہ (علیہا السلام) کی یادگار ہے ——— رمی جمار ابراہیم (علیہ السلام) کی یادگار[۴۱] ——— قربانی ابراہیم و اسمٰعیل (علیہما السلام) کی یادگار[۴۲]

—— اللہ اکبر! محبوبوں کی اداؤں کو عبادت بنا دیا۔

ہاں ذکر تھا محبوب کبریا صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا —— اُن کا ذکر کہاں نہیں مولوی اشرف علی تھانوی نے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دل پذیر جائزہ پیش کیا ہے [۴۳] —— وہ کہتے ہیں :-

نماز کے اندر ہر قعدے میں السلام علیک ایہا النبی موجود ہے ——
اور قعدے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشار میں دو دو ہیں اور فجر میں ایک —— تو کل نو قعدے ہوئے —— اور سنن مؤکدہ اور وتر میں لیجئے —— ظہر میں، مغرب میں ایک، عشار میں تین اور صبح میں ایک —— تو کل سترہ قعدے ہوئے —— پس یہ سترہ مرتبہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہوا —— پھر پانچواں وقت فرائض و سنن و وتر کے قعدہ اخیرہ میں —— کل گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے —— پس سترہ اور گیارہ کل اٹھائیس بار تو لامحالہ ہر مسلمان کو آپ کا ذکر مبارک کرنا روزانہ ایسا ضروری ہے کہ اس سے کسی طرح مفر ہی نہیں۔

پھر پانچوں وقت اذان و تکبیر ہوتی ہے، اس میں اشہد ان محمدا الرسول اللہ موجود ہے جس کو موذن اور سننے والا دونوں کہتے ہیں —— پھر ہر نماز کے بعد دعا بھی سب ہی مانگتے ہیں ——
اور دعا کے آداب میں سے کر دیا گیا ہے کہ اس کے اول و آخر درود شریف ہو —— غرض اس حساب سے اٹھائیس سے بھی زیادہ تعداد حضور کے ذکر شریف کی ہوگی۔

اور یہ تو وہ مواقع ہیں کہ ان میں پڑھے بے پڑھے سب شامل ہیں۔ اور جو طالب علم حدیث پڑھتے ہیں وہ تو ہر وقت حضور ہی کے ذکر میں رہتے ہیں —— اس لئے کہ ہر حدیث کے شروع میں آپ کے نام مبارک

کے ساتھ درود شریف موجود ہے ـــــــ اور درمیان میں بھی جہاں کہیں بھی حضور کا اسم مبارک آیا ہے وہاں بھی درود شریف موجود ہے ـــــــ گویا حضور کے ذکر کو ایسا گوندھ دیا ہے کہ بغیر ذکر کے مسلمان کو چارہ نہیں [۴۴]

خود قرآن حکیم بھی بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ذکر فکر ہے [۴۵] ـــــــ اس کی حفاظت کا ذمہ خود حق تبارک و تعالیٰ نے لیا اور فرمایا:۔

بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں [۴۶]

اور اس ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کا ادب یہ بتایا:۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو [۴۷]

رحم کیوں نہ ہو کہ اس میں رحمۃ للعالمین کا ذکر و فکر ہے ـــــــ اس کی حفاظت، ذکر مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت ہے ـــــــ فضاؤں میں اس کی گونج، ذکر مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گونج ہے ـــــــ اللہ اللہ! ذکر مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رفعت و بلندی اور حفاظت و صیانت کا کیا اہتمام فرمایا ہے ـــــــ! اللہ اکبر!

یہی نہیں بلکہ اس محبوب دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام نامی کے جلوے، آسمان و زمین اور بحر و بر ہر جگہ نظر آتے رہتے ہیں اور بھولنے والے انسانوں کو اس کی یاد دلاتے رہتے ہیں ـــــــ

---

(۱) ایک صحابی یا تابعی کلیب بن وائل رضی اللہ عنہ ہندوستان تشریف لائے اور یہاں انھوں نے ایک ایسا درخت دیکھا جس کے سرخ رنگ کے پھول پر سفید حروف میں "محمد رسول اللہ" لکھا ہوا تھا ـــــــ تاریخ نے اس مشاہدے کو ریکارڈ کیا ہے [۴۸]

(۲) سنہ ۱۹۲۷ء میں جبل پور اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں آسمان پر نورانی قلم سے "محمد" لکھا ہوا ایک عالم نے دیکھا۔ اس دل ربا منظر کی خبریں معاصر اخباروں میں شائع ہوئیں ۴۹

(۳) سنہ ۱۹۲۱ء میں ٹنڈو سائیں داد (سندھ، پاکستان) میں بیلو کے پتوں پر نام "محمد" لکھا ہوا دیکھا اور دیکھنے والوں میں عارف کامل، فاضل اجل خواجہ محمد حسن جان سرہندی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ یہ پتے راجستھان (بھارت) گئے جہاں ایک اور عارف کامل شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ نے اس کی زیارت کرائی ۵۰

(۴) سنہ ۱۹۳۰ء سے قبل نئی دہلی میں تعمیراتی مقصد کے لئے جب سنگ مرمر کو تراشا گیا تو اس پر قلم قدرت سے نام نامی محمد لکھا ہوا دیکھا گیا، یہ پتھر عام زیارت کے لئے عجائب خانے میں رکھوا دیا گیا ۵۱

(۵) سنہ ۵۴۲ھ میں خراسان کے ایک پہاڑ پر نام نامی "محمد" ایک گز لمبے پتھر پر جگمگا رہا تھا ۵۲

(۶) خود راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے کتب خانے میں دو ایسے پتھر محفوظ تھے جس پر قلم قدرت سے نام نامی محمد لکھا ہوا تھا۔ راقم نے بھی بارہا زیارت کی ۵۳

(۷) بعض سواحل پر ایسی مچھلی دیکھی گئی جس کے ایک پہلو پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا ــــــ یہ مچھلی مسالہ لگا کر لندن کے عجائب خانے میں رکھدی گئی تھی ۵۴

اور تو اور سنہ ۱۰۰۰ھ میں ہندوستان میں ایک محیر العقول واقعہ پیش آیا، واقعہ تاریخی ہے اور شیخ فرید بھکری مورخ نے لکھا ہے کہ راوی مرزا محمد سعید جس نے یہ واقعہ آنکھوں سے دیکھا ایسا سچا ہے کہ اس کی صداقت پر شک کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس واقعہ میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ــــــ یہ واقعہ

کیا ہے، ہزار برس گزر جانے کے بعد سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد اس طرح تازہ کی گئی کہ دنیا والے اس طرف دیکھنے لگیں اور ایک ایک کا منہ تکنے لگیں۔

واقعہ یہ ہے کہ گورنر لاہور قلیچ محمد خاں کی جونپور کے علاقے میں ایک زمین تھی ـــــ جب مکان تعمیر کرنے کے لئے اس کو کھودا گیا تو اچانک ایک کلس نکلتا نظر آیا ـــــ اور کھودا گیا تو ایک گنبد نظر آیا ـــــ اور کھودا گیا تو پورا گنبد نکل آیا ـــــ کھودتے کھودتے ایک ہفتہ گزر گیا، دن رات کھدائی ہوتی گئی ـــــ یہاں تک کہ گنبد کا دروازہ بھی نکل آیا ـــــ دروازہ کا قفل ایک من وزنی ـــــ توڑا گیا، دروازہ کھولا گیا ـــــ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دھان پان سا آدمی، ہڈیوں کی مالا، آلتی پالتی بیٹھے مراقب ہے ـــــ سر جھکائے ہے ـــــ غل شور کی آواز سن کر سر اٹھایا اور ہندی زبان میں کچھ سوالات کئے ـــــ آخری سوال یہ کیا:۔

کیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں ظاہر ہو گئے؟

جواب دیا گیا:۔

ہزار سال ہوئے آپ تشریف لائے اور پردہ فرما گئے [۵۵]

پھر اس نے کہا مجھے نکالو ـــــ نکالا گیا، باہر خیموں میں رکھا گیا، وہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا رہا، چھ ماہ بعد اس نے انتقال کیا ـــــ یہ شخص کون تھا؟ ـــــ کب سے یہاں سر جھکائے بیٹھا تھا ـــــ؟ سوالات سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں برس سے اس خلوت خانے میں محفوظ تھا ـــــ اس کو معلوم تھا کہ وہ کب نکالا جائے گا ـــــ جب وقت آیا وہ نکال لیا گیا اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سارے عالم میں روشن کر گیا اور یہ بتا گیا کہ سماء و سمک و در و بحر و بر ان کے ذکر سے خالی نہیں ـــــ ان کا آنا ایک حقیقت تھا ـــــ وہ حقیقت عالم آشکار ہوئی تو سب نے دیکھا

پھر جب اسلام نے سندھ میں قدم رکھا تو جاننے والوں کو معلوم تھا کہ وہ آنے والا آگیا ــــــ سندھ کے راجہ داہر کا دادا سیلاچ، برہمن آباد کے ایک مندر میں پجاری تھا۔ ویدوں، اپنشدوں، پرانوں کی پیش گوئیوں کا اُسے علم تھا ــــــ داہر کا باپ چچ بھی اچھی طرح جانتا تھا ــــــ داہر کا بیٹا جے سنگھ بھی جانتا تھا اسی لئے جب خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دعوت اسلام پیش کی تو جے سنگھ مشرف باسلام ہو گیا [۵۶] ــــــ اور تو اور جب دیبل کا محاصرہ کیا گیا تو سات روز بعد ایک برہمن خفیہ طور پر اسلامی لشکر میں آیا، محمد بن قاسم سے ملا اور کہا :

مجھ کو اپنی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلا ہے یہ ملک اسلام کے زیر دست ہو گا۔ یہ وہی وقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ملک کو فتح کرنے والا تو ہے اس لئے میں تیری رہنمائی کے لئے آیا ہوں [۵۷]

بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے ذکر تھا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار کا، ان کی تجلیات کا، ان کے نام نامی کی جلوہ ریزیوں کا ــــــ

ــــــ خدا کی شان دیکھئے ان کی تعریف و توصیف، صنف ادب میں نعت قرار پائی اور نعتیہ قصائد اور نعتوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا ــــــ نعتیہ شاعری پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں ملنے لگیں [۵۸] ــــــ عربی، فارسی، اردو اور پاک و ہند کی مقامی زبانوں میں ہزاروں نعتیں اور نعتیہ قصائد ملتے ہیں مگر چین بھی پیچھے نہ رہا ــــــ خاندان مینگ کے بادشاہ ٹائی چو کی نعت "صد حروف" چھ سو برس قبل ایک کتبہ پر کندہ کی گئی تھی [۵۹] ــــــ اور نہ معلوم عاشقان خستہ جگر اور عندلیبان سوختہ دل نے تاجدار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیا کیا کہا ہو گا ــــــ عرض یہ کرنا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ ہم نے "تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا" ــــــ تو وہ ذکر بلند ہوتا گیا حتیٰ کہ یہ خدمت ادب کی ایک صنف کو سونپ دی گئی [۶۰] ــــــ اور شاعر کیا ناثر کیا سب اس کے زمزمہ خواں ہو گئے ــــــ سبحان اللہ! نعتیہ شاعری کا وجود میں آنا سرکارِ دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعجاز ہے۔

○

ہاں اُن کا ذکر بار بار کیوں کیا جارہا ہے ـــــ اُن کی یاد بار بار کیوں دلائی جارہی ہے ـــــ اُن کا اعلان بار بار کیوں کیا جارہا ہے ـــــ اُن کا نام نامی بار بار کیوں لکھا جارہا ہے ـــــ اُن کے گیت بار بار کیوں گائے جارہے ہیں ـــــ اُن کے نغمے بار بار کیوں الاپے جارہے ہیں ـــــ ہاں اس لئے کہ دل محبت مصطفٰے سے جلنے لگیں ـــــ ہاں اس لئے کہ سینے عشق مصطفٰے سے پھکنے لگیں ـــــ اُن کو محض عام بشر بناکر نہیں[61] محبوب بناکر بھیجا گیا ـــــ ارض وسماوات سے اُن کی محبت اور اُن کی تعظیم وتوقیر کا مطالبہ کیا گیا[62] ـــــ اُن پر مر مٹنے کا حکم دیا گیا ـــــ نہ معلوم ہم کس دنیا میں کھوئے ہوئے ہیں ـــــ ہمیں کچھ نہیں معلوم ـــــ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے ـــــ دل ودماغ کو خس وخاشاک سے پاک ہونا چاہیئے ـــــ دیوانگی وجنوں سے عقل بے مایہ کو شرمانا چاہیئے ـــــ سنئے سنئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا فرمارہے ہیں :۔

وہ سب کو محبوب ہوگا اور سب بنی آدم اس کو محبوب ہونگے[63]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مصر سے آرہے ہیں، عیسائی راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی یہ شان بتائی :۔

اُن کے اصحاب اُن کے ادنیٰ اشارے پر جان فدا کرنے کے لئے تیار ہوں گے ـــــ اُن کو اپنی اولاد، ماں باپ اور بھائیوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھیں گے[64]

ہاں سنئے سنئے قرآن کیا کہہ رہا ہے ـــــ یہ کیسی آواز آرہی ہے :۔

تم فرماؤ، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان ـــــ یہ سب چیزیں اللہ، اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا [۶۵] ـــــ

اللہ اللہ! ـــــ ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گنا دیں، ـــــ دنیا میں آنے والے ہر انسان کا دل جن میں الجھتا ہے ـــــ ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے ـــــ ایک ایک چیز دل لبھاتی ہے ـــــ مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہونگی سب چیزوں سے دل ہٹانا ہوگا ـــــ جان کی بازی لگانی ہوگی ـــــ محبت ہنسی کھیل نہیں ـــــ سب کچھ لٹانا ہوگا ـــــ اگر یہ منظور نہیں تو تم سرکش ہو، تم باغی ہو ـــــ اللہ کے عذاب کا انتظار کرو، ـــــ اور سنیئے۔ تاجدارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود کیا فرما رہے ہیں:۔

اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے تمام اہل و عیال، مال و دولت اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں [۶۶] ـــــ

اور دیکھئے کیا فرما رہے ہیں:۔

کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں [۶۷] ـــــ

حقیقت میں "محبت و عشق" نام ہے "چبھن" کا ـــــ جب محبوب کا ذکر ہو تو دل جلنے لگے اور سینہ پھکنے لگے ـــــ اور جب اس کی جناب میں کوئی زبان درازی کرے تو خون کھولنے لگے ـــــ دماغ پھٹنے لگے [۶۸] ـــــ سنیئے

سنیئے وہ کیا فرما رہے ہیں :-

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ دیکھنے والا یہ نہ کہنے لگے کہ یہ تو دیوانہ ہے[۶۹] ـــــ ہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ۔

آئیے ذرا چند دیوانوں کو دیکھیں :-

(۱) حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے پاپیادہ چلتے، فرماتے مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اُس کو جانور کے سُموں سے روندوں!

(۲) سلمی بن احمد فضلویہ زاہد غازی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک میں کمان لی تھی تو انھوں نے کمان کو بے وضو کبھی ہاتھ نہ لگایا۔

(۳) بعض صالحین چالیس چالیس برس مقیم رہے مگر کبھی حرم محترم میں حاجاتِ ضروریہ سے فارغ نہ ہوئے۔

(۴) بعض صلحا مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، روضۂ رسول کی دور سے ہی زیارت کر کے واپس ہو گئے ـــــ پوچھا حاضر کیوں نہ ہوئے؟ فرمایا مجھ جیسا گنہگار اس لائق کہاں کہ اس بارگاہِ بےکس پناہ میں حاضر ہو۔

(۵) سردار ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے نماز کے قعدے کے علاوہ کبھی نہ بیٹھے، برابر کھڑے رہے،

(۶) حال ہی میں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۴ء کو سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عالم عارف مولانا ابوالسعد سالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا انھوں نے وصیت فرمائی، "خاکِ روضۂ اقدس جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر بعد از موت خود من در چشم ما قدرے خاک پاک انداختہ شود، زہے قسمت"![۷۱]

(ترجمہ) اگر میرے مرنے کے بعد روضۂ اقدس جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

کی خاکِ پاک میری آنکھوں میں ڈال دی جائے تو زہے قسمت!

اللہ اللہ! آرزو کرنے والے خاکِ پاک درِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آرزو کر رہے ہیں ـــــ ہاں یہ کیسی تمنا ہے، یہ کیسی آرزو ہے! ـــــ یہ کیسی دیوانگی ہے، یہ کیسا جنون ہے! ـــــ آپ نے محبت کرنے والوں کی محبت دیکھی، ـــــ آپ نے ادب کرنے والوں کا ادب دیکھا ـــــ آپ نے عشق کرنے والوں کا عشق دیکھا! ـــــ محبت کرنے والوں کی کیا بات! ـــــ عشق کرنے والوں کی کیا شان! ـــــ سنئے سنئے ایک عاشقِ رسول کیا کہہ رہا ہے ؎

خاور دمد از شبنم ہایں تیرہ شبی
کوثر چکد از لبم بایں تشنہ لبی
اے دوست ادب کہ در حریم دل ماست
شاہنشاہِ کونین رسولِ عربی

بلغ العلی بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

جشنِ ولادت
ابتداء و
انتہا

اس کائناتِ رنگ و بو کا یہ ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ جو وجود میں آتا ہے، رفتہ رفتہ وجود میں آتا ہے پھر آہستہ بڑھتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے ——— انجیل میں بڑے دلکش انداز میں اس حقیقت کو سمجھایا گیا ہے، سنیئے :-

آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے ——— جیسے ایک شخص نے اپنے کھیت میں بویا، وہ سب بیجوں میں چھوٹا ہے، پر جب اُگتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا پیڑ ہوتا ہے کہ ہوا کی چڑیاں آکر اس کی ڈالیوں میں بسیرا کریں !

عادت الٰہی یہی ہے ——— ہر شئے ابتداء سے انتہا تک مختلف مرحلوں سے گزرتی ہے ——— مختلف منزلوں کو عبور کرتی ہے ——— حتیٰ کہ جذبات انسانی کا بھی یہی حال ہے ؎

گاہ بحیلہ می بُرد گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتداء عجب عشق کی اِنتہا عجب

خود حضرت انسان ہی کو لیجئے ——— کہاں سے چلتے ہیں اور کہاں جا پہنچتے ہیں ! ——— قطرے سے خون بستہ ——— پھر خون بستہ کا ہڈیاں بننا ——— ہڈیوں پر بوٹیاں چڑھنا ——— اس کے بعد ہڈیوں اور بوٹیوں کا صورت و شکل اختیار کرنا ——— پھر بن سنور کر عالم آب و گل میں جلوہ گر ہونا ؟ اور نئی نئی منزلیں طے کرنا ——— شیر خوارگی و طفلی ——— پھر لڑکپن پھر بلوغ کی طرف قدم ——— پھر جوانِ رعنا بن کر قطرے سے دریا ہو جانا اور بحرو بر پر چھا جانا ——— کشمکش حیات میں شریک ہو کر وہ وہ گل کھلانا کہ چمن عالم بھی انگشت بدنداں رہ جائے ———

اور ایک بیج کو دیکھئے ——— ننھا سا بیج کیا کیا گل کھلاتا ہے ———

—— کس طرح بڑھتا اور پروان چڑھتا ہے پہچانا نہیں جاتا —— سینۂ گیتی کو چیرتا ہے —— سر اٹھاتا ہے، فضائے بسیط کی ہوا کھاتا ہے —— بڑھتا ہے اور دھیرے دھیرے درخت بنجاتا ہے —— پتے نکلتے ہیں —— پھول آتے ہیں پھل آتے ہیں —— یہ ساری بہاریں ایک ننھے سے بیج کی ہیں —— کوئی سوچ بھی نہیں سکتا —— پھر بھی نہیں وہ درخت ہزاروں، لاکھوں بیجوں کو جنم دیتا ہے اور وہ بیج ہزاروں لاکھوں درختوں کو —— یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور نہ تھمنے والا سیلاب امنڈتا رہتا ہے —— مگر لاحقین کا سابقین سے تعلق ہے اور ان سب کا اُس ایک بیج سے گہرا رشتہ ہے جس کے یہ سب شگوفے ہیں۔

کوئی ایسا معقول انسان نظر نہیں آتا جو پھلتے پھولتے درخت کو دیکھ کر یہ کہے :۔

یہ کنپلیں جو اب پھوٹیں، جب کہاں تھیں ؟ —— یہ پتیاں، جو اب نکلیں، پہلے کیوں پنہاں تھیں ؟ —— یہ پتلی پتلی ڈالیاں جو اب جھومتی ہیں، نو پیدا ہیں —— یہ ننھی کلیاں جو اب مہکتی ہیں، تازہ جلوہ نما ہیں —— اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ جاتے ؟ —— تو اس کی حماقت پر اس الٰہی باغ کا ایک ایک پھول قہقہہ لگائے گا[۳] ——

تحریر کو لیجئے —— بات تصویروں سے چلی تھی —— تصویروں نے رفتہ رفتہ حروف کا روپ دھارا[۴] —— حروف سے الفاظ بنے —— الفاظ سے جملے بنے اور جملوں سے عبارتیں بنیں —— پھر عبارتوں سے مضامین بنے، مقالات بنے اور کتابیں بنیں —— اور کتابوں سے کتب خانے بھر گئے —— پھر علم و دانش کا وہ سیلاب امنڈا کہ دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے، —— صدیاں بیتیں جو یہ بہاریں آئیں —— اور آرہی ہیں —— اور قرآن کو دیکھئے —— آیت آیت اترا[۵] —— بوند بوند برسا ——

منتشر ورقوں پر لکھا گیا ـــــ ایک ایک ورق الگ الگ ـــــ پھر ورق ورق
جمع ہونے لگے، کتاب بننے لگی ـــــ ہاں کتاب بن گئی ـــــ اب نقلیں
تیار ہونے لگیں ـــــ پھر وہ نقلیں پھیلنے لگیں ـــــ اور دیکھتے ہی دیکھتے جو
بوند بوند اترا تھا، سیلاب بن کر پھیلنے لگا ـــــ پھر خطّاطوں نے، فنکاروں
نے، جلد سازوں نے، قلمکاروں نے اس میں چار چاند لگائے ـــــ جب پریس
ایجاد ہوا ـــــ جب نئی نئی سائنسی ایجادات ہوئیں تو یہی قرآن کہاں سے
کہاں پہنچا ـــــ عقل حیران ہے ـــــ جو فرمایا تھا کہ ہم نے ذکر اتارا ـــــ
ربِّ ذوالجلال کا ذکر، محمد رسول اللہ کا ذکر ـــــ اور ہم ہی اس کی حفاظت
کریں گے ـــــ یہ فرمان سچ ہو کر رہا ـــــ عالم اسلام میں اوّل اوّل صرف
قرآن تھا، کوئی کتاب نہ تھی ـــــ پھر اسی قرآن سے علوم کے دریا بہنے لگے
ـــــ اور رفتہ رفتہ ایسا سماں بندھا کہ عقل حیران رہ گئی ـــــ

ایک دیدہ ور عاشق صادق نے ان بہاروں کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:۔

بے خلشِ صرصر و اندیشۂ سموم اور ہی آبیاریاں ہونے لگیں، فکرِ صائب
نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں، ذہنِ رواں نے زلالِ تحقیق
کی ندیاں بہائیں، علماء اور اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نونہالوں
کے لئے تھالے بنیں ـــــ خواہانِ دین و ملت کے انفاس
معتبر کرنے عطر بیزیاں فرمائیں ـــــ یہاں تک کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کا باغ ہرا بھرا، پھولا پھلا، لہلہاتا اور اس کے بھینے پھولوں،
سہانے پتوں نے چشم و کام، دماغ پر عجب احسان فرمایا ـــــ
والحمد للہ رب العالمین ۹ ـــــ

نمازوں کو دیکھیں، رفتہ رفتہ انھوں نے یہ صورت اختیار کی اور عہدِ نبوی ہی
میں شباب تک پہنچیں ـــــ پھر تراویح عہدِ نبوی سے چل کر عہدِ فاروقی میں
شباب تک پہنچی ـــــ پھر اذان جمعہ عہدِ نبوی سے عہدِ عثمانی میں شباب تک

پہنچی ـــــ پھر اذان کے بعد درود کا سلسلہ رواں ہوا جو کہاں سے کہاں تک پہنچا خود درود ہی کو لیجئے ـــــ درود پڑھنے کا حکم آیا ـــــ گویا اس حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی کا حکم آیا ـــــ عرض کیا گیا ہم کو ثنا خوانی کا سلیقہ بتایئے ـــــ وہ تو اپنے غلاموں پر کرم فرماتے ہیں ـــــ درود ابراہیمی تلقین فرمایا ـــــ پھر کیا تھا اشارہ پاتے ہی عاشقوں نے دھوم مچادی اور درودوں کی ایسی برسات ہوئی کہ تھمائے نہیں تھمتی ـــــ ایک اُمّی عاشق صادق کے سینے سے جو سیلاب امنڈا درود پاک کے اتنے صیغے لکھے کہ دو ضخیم جلدیں تیار ہو گئیں! ـــــ جس کو کچھ نہ آتا تھا جب عشق مصطفےٰ نے زبان کھولی تو وہ بولتا ہی چلا گیا ـــــ سچ ہے درود و سلام اُسی نے القا فرمائے جس نے درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا ـــــ وہی رزق بانٹنے کا حکم دیتا ہے اور وہی رزق عطا فرماتا ہے ـــــ کیسا کریم، کیسا رحیم ہے اپنا ہی مال اپنے غلاموں سے لٹواتا ہے۔

ارشاد فرمایا ـــــ ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کیا[۱۱] مگر جب یہ کہا گیا اُن کا ذکر سارے عالم میں نہ پھیلا تھا ـــــ ہاں اذانوں اور نمازوں میں اُن کے چرچے ضرور تھے ـــــ پھر رفتہ رفتہ اُسی ضابطے کے تحت، اُسی قاعدے کے تحت ذکر مصطفےٰ کا یہ پودا تناور درخت بن کر سارے عالم پر چھا گیا ـــــ اور اس بلندی تک پہنچا کہ آج تک کوئی نہ پہنچا ـــــ جو چرچے عہد نبوی میں شروع ہوئے تھے، رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ منظم ہونے لگے ـــــ وہ ایک شکل و صورت اختیار کرنے لگے ـــــ وہ ایسے حسین و جمیل ہو گئے کہ سب کا دل کھنچنے لگا ـــــ سب کا دل تڑپنے لگا ـــــ

آپ پڑھ چکے ہیں کہ سرکار دو عالم نے برسر منبر خود اپنا ذکر فرمایا اور اپنے احوال بتائے ـــــ آپ پڑھ چکے حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی صفت و ثنا کی ـــــ آپ پڑھ چکے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ذکر ولادت فرمایا ـــــ

آپ پڑھ چکے ہیں ـــــــ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب ذکر رسول فرماتے تو کیا کیا اہتمام فرماتے ـــــــ اور آپ پڑھیں گے کہ عارف کامل فاضل اجل امام تقی الدین سبکی رضی اللہ عنہ، علماء کی مجلس میں تشریف فرماتے ـــــــ ذکر مصطفیٰ سنتا تھا کہ سب کے سب سروقد کھڑے ہوگئے ۱۲ ـــــــ وہ کیا کھڑے ہوگئے آج سارا عالم کھڑا ہوگیا ـــــــ ہاں محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بکھرے ہوئے جلوے تھے جو رفتار زمانہ کے ساتھ ایک نقطے پر مرکوز ہونے لگے ـــــــ رفتہ رفتہ سمٹنے لگے ـــــــ پھر اپنے شباب کو پہنچے ـــــــ رعنائیاں قدم چومنے لگیں ـــــــ تجلیاں بلائیں لینے لگیں ـــــــ عیدوں کی عید آرہی ہے ـــــــ بہاروں کی بہار آرہی ہے ـــــــ آرزوؤں کی آرزو آرہی ہے ـــــــ تمناؤں کی تمنا آرہی ہے ـــــــ خوشیاں مچل رہی ہیں ـــــــ کہ ایام اللہ کی دھوم مچ رہی ہے ۱۳ ـــــــ

○

جب انسان خوش ہوتا ہے، خوشی منانے کو دل چاہتا ہے، شادی رچانے کو دل چاہتا ہے ـــــــ یہ اس کی فطرت ہے، یہ اس کی امنگ ہے ـــــــ دیکھ دیکھ کر مسکراتا ہے ـــــــ دوستوں اور یاروں سے مل مل کر پھولا نہیں سماتا ـــــــ ایک ایک سے گلے ملتا ہے ـــــــ مبارک باد دیتا ہے اور مبارک بادیں لیتا ہے ـــــــ ہر مذہب و ملت میں اسی جذبے نے عیدوں کو جنم دیا ـــــــ انسان جذبات کا ایک دریا ہے، احساسات کا ایک سمندر ہے ـــــــ اس میں طوفان بھی آتا ہے، اس میں تلاطم بھی آتا ہے ـــــــ خوشیوں میں خوش ہوتا ہے، غموں میں آنسو بہاتا ہے ـــــــ شادی رچانا، سوگ منانا اس کی عادت ہے، اس کی فطرت ہے اور فطرت کے تقاضوں پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا ـــــــ زندگی غموں کے سہارے سنورتی ہے اور خوشیوں کے سہارے آگے بڑھتی ہے ـــــــ سچی خوشیاں زندگی کی بہاریں ہیں یہ نہ ہوں تو جنت، جہنم ہے ـــــــ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو اللہ نے ہدایت دی اور وہ ایمان لے آئے

مگر طمانیت قلب کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں آسمان سے پکے "پکائے کھانوں کے خوانِ نعمت اتریں ـــــــ خود کھائیں اور دوسروں کو کھلائیں کہ کافر ایمان لائیں ـــــــ حضرت عیسیٰ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا:-

اے اللہ! اے رب ہمارے! ـــــــ ہم پر آسمان سے خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے "عید" ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی' اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے[۱۴] ـــــــ

دعا میں حواری بھی شریک تھے' مطلب یہ تھا کہ جس دن خوانِ نعمت آترے اس دن خوشیاں منائیں۔ اُس دن کی تعظیم و تکریم کریں اور اس دن کو ہمیشہ عید بنا کر یادگار بنا دیں ـــــــ اللہ اکبر! ـــــــ جس دن آسمان سے خوانِ نعمت اترا جب وہ دن عید بنایا گیا تو اس دن کا کیا عالم ہوگا جس دن محبوب رب العالمین تشریف لائے! صلی اللہ علیہ وسلم ـــــــ کھانا نفس کا سرور ہے اور آپ کا تشریف لانا روح کا سرور!

ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ "آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو "عید" بنا لیتے ـــــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ـــــــ یہ آیت "عید" کے دن ہی نازل ہوئی ہے"

ـــــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت یوم جمعہ اور یوم عرفہ کو نازل ہوئی[۱۵] ـــــــ اس واقعہ سے ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی اہم اور خوشی کے دن "عید" منانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور دوسری طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فطرت کے اس تقاضے کو تسلیم فرمایا اور جواب میں فرمایا یہ آیت "عید" کے دن ہی نازل ہوئی ہے[۱۶]

کھانا اترا نبی پر ـــــــ آیت اتری رسول پر ـــــــ جب وہ دن عید منائے جا سکتے ہیں تو جس دن جانِ نعمت اتری وہ دن تو عیدوں کی عید ہے' فرمایا:-

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو[۱۸]

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں؟ یہاں اُن کے ذکر مبارک کے اشارے ہو رہے ہیں ـــــ ابتداء میں آپ پڑھ چکے کہ سارا عالم نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھکاری ہے ـــــ بیشک وہی اللہ کی نعمت ہیں اور نعمتوں کی اصل ـــــ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت فرمائی ہے :۔

جو لوگ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوں' فرشتے اُن کا احاطہ کر لیتے ہیں[۱۹]

تو اس کے ذکر کا کیا عالم ہوگا جس کا ذکر خود اللہ تبارک و تعالےٰ فرما رہا ہے ـــــ قرآن ہی فرما رہا ہے کہ درود پڑھنے والوں پر درود و سلام پڑھے جاتے ہیں ـــــ گویا ذکرِ مصطفےٰ اتنا مرغوب و محبوب ہے کہ ذاکر بھی مذکور بن جاتا ہے' طالب بھی مطلوب بن جاتا ہے' محب بھی محبوب بن جاتا ہے' عاشق بھی معشوق بن جاتا ہے ـــــ ابن عباد نے رسائل کبریٰ میں کیا خوب فرمایا :۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تعاریب میں سے ایک تقریب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح ہے مثلاً روشنی کرنا اچھا لباس پہننا' جانوروں پر سواری کرنا ـــــ اس کا کسی نے انکار نہیں کیا[۲۰]

محفل میلاد صلے اللہ علیہ وسلم منانے والوں کو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ دعائیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

اللہ تعالےٰ اُس شخص پر رحمتیں فرمائے جس نے ولادت کی مبارک رات کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنالیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علتِ مصیبت ہو جائیں اُس پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے[۲۱]

مسجدِ نبوی کا ایک فضائی منظر

ملا علی قاری رضی اللہ علیہ ابن جوزی کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:۔

جب نصاریٰ اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر مناتے ہیں تو اہل اسلام کو ان سے زیادہ اپنے نبی کی تکریم و تعظیم کرنی چاہیئے[۲۲]

عرض کیا جاچکا ہے کہ عادت الٰہی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے اور ہر فکر و عمل رفتہ رفتہ آگے بڑھتا ہے پھر شباب تک پہنچتا ہے ــــــ کوئی چیز اچانک ابتداء سے انتہا تک نہیں پہنچ جاتی ــــــ صدیاں لگتی ہیں ــــــ ــــــ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحاء اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں اور طریقوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ولادت باسعادت کی خوشیاں بھی رفتہ رفتہ سمٹ کر ایک نقطے پر آگئیں اور پھر باضابطہ اور باقاعدہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں سجنے لگیں ــــــ اور ان کو سجنا تھا ــــــ ویدوں میں اشارے ہو رہے تھے، توریت میں اشارے ہو رہے تھے، انجیل میں اشارے ہو رہے تھے، اور قرآن میں صاف صاف ہدایت کی جارہی تھی، حکم دیا جارہا تھا ــــــ ــــــ تو پھر شباب کی وہ گھڑی کب آئی؟ ــــــ سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے:۔

میلاد کی مجلسوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا ہے[۲۳] ــــــ

اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین صدیوں تک محفل میلاد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ضابطہ میں نہ آئی پھر جو اس کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک قائم ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں، اس رات لوگ مختلف صدقہ دیتے ہیں۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں[۲۴] ــــــ

علامہ سخاوی کے بیان سے یہ تصدیق ہو گئی، محفل میلاد کا باقاعدہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آغاز ہوا تھا وہ انتہا تک پہنچا، ایک ضابطہ قائم ہو گیا اور ایک مستقل صورت و شکل نکل آئی ـــــ

علامہ ابن جوزی نے جن کا تعلق چھٹی صدی ہجری سے ہے، اپنے زمانے سے قبل کا ایک تاریخی واقعہ قلم بند کیا ہے ـــــ وہ لکھتے ہیں کہ بغداد میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محفل سجاتا تھا اور یوم ولادت باسعادت مناتا تھا ـــــ پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا ـــــ ہر سال جشن بہاراں دیکھ کر اس کی بیوی کو ٹوہ لگی، خاوند سے کہا، نہ معلوم ہمارے پڑوسی کے ہاں ہر سال کیا ہوتا ہے جو یہ جشن مناتا ہے ـــــ خاوند نے جواب دیا:

غالباً یہ مسلمان یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی اس مہینے میں پیدا ہوئے ہیں، ان کی پیدائش کی خوشی میں یہ سب کچھ کرتا ہے کہ اس سے اُن کے نزدیک وہ مسرور اور خوش ہوتے ہیں ۲۵

یہودیہ بدعقیدہ تھی اُس نے انکار کیا، اُس کو یقین نہ آیا ـــــ رات ہو گئی، یہودیہ سو گئی ـــــ خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، اُس نے سلام کیا، آپ نے جواب دیا ـــــ حیران ہو گئی کہ یہودیہ ہوتے ہوئے یہ کرم کیسے فرمایا! ـــــ مگر اُس کو معلوم نہ تھا کہ اُس کی قسمت پلٹ گئی ہے، اس کا مقدر کھل گیا ہے ـــــ اخلاق کریمانہ سے اتنی متاثر ہوئی کہ مسلمان ہو گئی ـــــ اب معلوم ہوا کہ آپ نے ایک مسلمہ کو سلام کیا تھا، جب سلام کا جواب دیا تو وہ یہودیہ سے مسلمہ ہو چکی تھی ـــــ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

اُس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ اگر میں نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گی اور آپ کی محفل میلاد منعقد کروں گی ۲۶

خدا کی شان اسی رات اُس کے خاوند نے بھی خواب دیکھا اور صبح وہ بھی مسلمان اٹھا، پھر دونوں نے مل کر میلاد کی محفل سجائی ـــــــ

یہ واقعات تاریخ نے ریکارڈ کئے ہیں ـــــــ مگر یہ تو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے ـــــــ شاہانِ اسلام بھی آپ کے غلامانِ غلام ہیں ـــــــ جشن میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان یہی تھا کہ بادشاہ آپ کی غلامی کا حق ادا کریں اور آنے والے بادشاہوں کے لئے روشن مثالیں قائم کردیں تاکہ وہ بھی غلامی کا دم بھرتے رہیں۔

معلومہ تاریخ کے مطابق عوامی سطح پر عمر بن ملّا محمد موصلی نے باضابطہ محفلِ میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کی، یہ ایک نیک اور متقی انسان تھے اور ان کا شمار علمائے امت میں ہوتا تھا[۲۷] ـــــــ پھر جس بادشاہ نے اُن کی پیروی کی اور سرکاری سطح پر جشن ولادت باسعادت منایا وہ سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین تھے، جن کا شمار جلیل القدر بادشاہوں میں ہوتا ہے[۲۸] ـــــــ

ابن خلکان اربلی شافعی (م۔ ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء) نے جو اس جشن مقدس کے عینی شاہد ہیں جشن کا آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے جس سے مندرجہ ذیل تفصیلات کا علم ہوتا ہے:۔

(۱) اس جشن میں شرکت کے لئے ہر سال قرب جوار کے شہروں سے بکثرت لوگ آتے تھے، جن میں علماء، صلحاء، واعظین، حفاظ و شعراء سب ہی ہوتے تھے۔

(۲) آغاز محرم سے ربیع الاوّل کے آغاز تک آنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔

(۳) سلطان ایک وسیع وعریض میدان میں لکڑی کے خوبصورت قبّے اور خیمے بنواتا تھا جن میں امراء اور ارکان حکومت قیام کرتے تھے۔

(۴) ولادت باسعادت کی رات بکثرت جانور ذبح کراتا، قسم قسم کے کھانے پکواتا

⑤ ۱۲ ربیع الاول کی شب یعنی ولادت کی رات مغرب کے بعد قلعہ میں مجلس منعقد ہوتی۔

⑥ بادشاہ شمع بردار جلوس کے ساتھ محفل میں آتا۔

⑦ ساری رات محفل ہوتی اور صبح کو فرش دفروش بچھتے اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا ــــــ عوام وخواص سب ہی کھاتے اور یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔[۲۹]

تاریخ مرآۃ الزماں کے مطابق اس جشن پر اس زمانے میں تین لاکھ دینار صرف کئے جاتے تھے جو آجکل کے کروڑوں روپوں کے برابر ہوں گے۔[۳۰]

اس جشن نے عالم اسلام میں سلطان اربل ابوسعید مظفرالدین کا نام روشن کردیا،[۳۱] اس کا شہرہ سن کر اس وقت کے ایک جلیل القدر عالم ابوالخطاب عمر بن حسن دحیہ کلبی اندلسی بلنسی[۳۲] (م ۶۳۳ھ / ۱۲۳۵ء) نے میلاد پاک پر کتاب لکھی جو غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب تھی، اس سے پیشتر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے حالات قرآن وحدیث اور کتب تاریخ وسیر میں منتشر تھے ــــــ عالم موصوف نے سب کو جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام ؛

"التنویر فی مولد السراج المنیر"

رکھا ــــــ اس کتاب کا دوسرا نام "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" بھی ملتا ہے[۳۳] ۶۰۴ھ / ۱۲۰۷ء میں عالم مذکور سلطان اربل کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی ــــــ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا اور خوشی میں عالم موصوف کو ایک ہزار دینار یا ایک ہزار اشرفیاں بطور انعام نذر کیں[۳۴] ــــــ سبحان اللہ کیسے کیسے دل والے تھے، کیسے کیسے محبت والے تھے ــــــ سچ تو یہ ہے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کچھ لٹانا عین سعادت ہے ــــــ جب وہ سامنے ہوں تو پھر کس کے لئے بچا کے رکھیں؟

۸۸۵ھ / ۱۳۸۳ء میں شاہ مصر نے دھوم دھام سے جشن میلاد پاک منایا

اُس نے ایک عظیم الشان شامیانہ بنوایا جس کے نیچے بارہ ہزار آدمی آتے تھے، بارہ ربیع الاوّل کی رات لگایا جاتا تھا باقی دنوں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا کہ وہ اسی جشن کے لئے مخصوص تھا [۳۵] علامہ ابن جزری اس جشن میں شریک ہوئے ہیں، انھوں نے جو چشم دید حالات لکھے ہیں، ان سے یہ تفصیلات ملتی ہیں:۔

(۱) محفل کی شان و شوکت دیکھ کر علامہ ابن جزری حیران رہ گئے۔

(۲) اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا گیا [۳۶]

(۳) کھانے پینے کی چیزیں، خوشبوئیں، شمعیں اتنی وافر مقدار میں تھیں کہ سبحان اللہ، ماشاء اللہ!

(۴) صرف قرآن پڑھنے والے چھوٹی عمر کے لڑکوں کے پچیس حلقے تھے [۳۷]

باقی تفصیلات اپنی جگہ۔

سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم بڑی شان و شوکت سے منایا کرتے تھے جیسا کہ اُن کے زمانے اور اُن سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے [۳۸] اس جشن کی تفصیل حافظ سعید ابو عبد اللہ تونسی ثم تلمسانی نے اپنی کتاب راح الارواح میں بیان کی ہے [۳۹] اس جشن کی خاص خاص باتیں یہ ہیں:۔

(۱) انواع و اقسام کے کھانے پکوائے جاتے اور خاص و عام کی دعوت ہوتی۔

(۲) اعلےٰ قسم کے قالین اور پھول دار چادریں بچھائی جاتی تھیں۔

(۳) بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے تھے۔

(۴) بڑے بڑے بخور دان جلائے جاتے، خوشبوؤں سے فضائیں مہک جاتیں۔

(۵) علمائے کرام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثنا کرتے اور فضائل و شمائل بیان کرتے [۴۰]

علامہ ابن جوزی جو پانچویں صدی ہجری ختم ہوتے ہی چھٹی صدی ہجری میں ۵۱۱ھ پیدا ہوئے، جشن ولادت باسعادت پر اُن کے زمانے میں عالم اسلام میں جو کچھ ہوتا تھا

اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ عمل ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ میں، مصر و یمن و شام تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں ـــــ اور ماہ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی

- ـــــ خوشیاں مناتے
- ـــــ غسل کرتے
- ـــــ عمدہ عمدہ لباس پہنتے
- ـــــ زیب و زینت اور آراستگی کرتے
- ـــــ عطر و گلاب چھڑکتے
- ـــــ سرمہ لگاتے۔

اور ان دنوں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد و جنس وغیرہ میں سے، خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں ـــــ اور میلادِ مبارک کے سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک و احتشام کرتے ہیں ـــــ اور اس اظہارِ مسرت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب اور خیر و برکت، سلامتی و عافیت، کشادگی رزق، مال و دولت، اولاد، پوتوں نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے[۴۱] ـــــ اور آباد شہروں میں امن و امان اور سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے[۴۲] ـــــ

عالم اسلام میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سماں آج سے تقریباً نو سو برس پہلے تھا ـــــ اللہ اللہ! محبت والے کب سے اپنی محبوب کی یاد مناتے چلے آرہے ہیں! ـــــ حافظ ابو الخیر سخاوی نے لکھا ہے مصر، اندلس، مغرب کے بادشاہ بڑی شان و شوکت سے جشن عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم مناتے چلے آرہے

ہیں ۴۱ ــــ اور نورالدین ابوسعید بورانی نے لکھا ہے کہ اس مبارک موقع پر اطراف و جوانب کے علماء جمع ہوتے ہیں اور یہ شان و شوکت دیکھ کر کافر و گمراہ لوگ جلتے ہیں ۴۲ ــــ

آپ نے ملاحظہ فرمایا کچھ کم ہزار برس ہو گئے، میلاد کی محفلیں مسلسل سجتی چلی آ رہی ہیں ــــ اور اس سے پہلے بھی چار سو برس تک سجتی رہیں ــــ مگر تاریخ نے ایک دل آویز اور جاں نواز واقعہ ریکارڈ کیا ہے جس نے محافل میلاد میں چار چاند لگا دیے عشق و محبت اور سوز و ساز کی ایک نئی جوت جگائی۔

سات سو برس قبل عالم اسلام کے ایک جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی کے دولت کدے پر مجلس جمی تھی، علماء کا اجتماع تھا ــــ یہاں علم و دانش اور عشق و محبت کے سوا کچھ نہ تھا ــــ یہاں جہالت کی تاریکی نہ تھی، یہاں علم و دانش کا اجالا تھا ــــ ہاں اس اجالے میں ایک عاشق رسول نے کسی عاشق صادق کا یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے ــــ

عزت و شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر
صف بہ صف یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جاتے ہیں۔

نہ معلوم شاعر نے کس دل سے یہ بات کہی تھی، دلوں کے پار ہو گئی، سنتے ہی امام تقی الدین سبکی اور اس مجلس کے سارے علماء سرو قد کھڑے ہو گئے، اللہ اللہ وہ کیا کھڑے ہوئے سارا عالم کھڑا ہو گیا ــــ عجب کیف کا عالم تھا، جس نے محبت کی ہو وہ ان رموز کو اچھی طرح جانتا ہے ؎

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟

عقل والے حیران ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے ــــ کیا وہ زندہ ہیں جو ہم کھڑے ہو رہے ہیں ــــ ہم تو زندوں کے لیے ہی کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی جب وہ آمنے سامنے ہوتے ہیں ــــ کیا وہ ہمارے سامنے ہیں یا ہم ان

کے سامنے ہیں؟ ـــــ مگر نہیں ہم مُردوں کے لئے بھی کھڑے ہوتے ہیں ـــــ
آپ نے سنا ہوگا جب کوئی بڑا آدمی مرجاتا ہے تو دنیا کی اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں ایک دو منٹ خاموش کھڑے ہوکر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیاجاتا ہے ـــــ وہ تو سامنے نہیں ہوتا، اپنی قبر میں ہوتا ہے ـــــ اور تو اور ہم کھڑے ہوکر جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں اور سلامی لیتے ہیں ـــــ ہم کھڑے ہوکر قومی ترانے سنتے ہیں ملکہ ایسا بھی ہوا ہے کہ آزادی کے دن ایک وقت خاص قومی ترانہ بجاکر سارے ملک کو کھڑا کیا گیا اور سب کھڑے ہوگئے ـــــ کسی نے چوں چرا نہ کی ـــــ تو کھڑا ہونا دورِ جدید کے انسان کے لئے کوئی نئی بات نہیں بلکہ اب تو عادت سی ہوگئی ہے' ماتحت' افسر کے سامنے کھڑا رہتا ہے حد تو یہ ہے کہ صدیوں ہم نے بیٹھ کر کھانا کھایا، اب ہم بڑے شہروں میں کھڑے ہوکر کھانا کھاتے ہیں ـــــ پرانے وقتوں میں قیام ضرور نئی بات ہوگی مگر انھوں نے یہ دیکھا کہ نام کس کا لیا جارہا ہے ـــــ جس کا نام فرشتے بھی کھڑے ہوکر لیتے ہیں ہم تو پھر بھی انسان ہیں' جب امام وقت کھڑا ہوگیا تو ہم کیوں نہ کھڑے ہوں ـــــ اور پھر دوجہاں کے سردار' ہمارے اور آپ کے آقا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہیں' بلکہ سارا عالم اُن کے طفیل زندہ ہے' آپ پڑھ چکے ان ہی کے لئے یہ زمین و آسمان سجائے گئے ـــــ اب پھر دیکھئے اب پھر سنئے' ہاں سہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

وہ زندہ تھے' وہ زندہ ہیں ـــــ سنئے سنئے حضرت عیسیٰ نبینا وعلیہ السلام کیا فرمارہے ہیں :-

یقین کرو کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور اُس کے حضور خراج عقیدت پیش کیا ہے اسی طرح جس طرح ہر پیغمبر نے اُس کو دیکھا ـــــ

——— اور دیکھئے وقت اللہ نے اُن کو، اُس کی آمد آمد کی خبر دی ۴۵
یہی نہیں بلکہ وہ اپنے حواریوں کو بشارت دے رہے ہیں :-

وہ تمہیں فارقلیط بخشے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا ۴۶

اور دیکھئے حواری یحنس سے کیا فرما رہے ہیں :-

وہ مجھ پر اور تم پر گواہ ہے ۴۷

اب قرآن حکیم کو دیکھئے اور سنئے کہ آن کا آقا و مولیٰ ان کی شان عالی میں کیا ارشاد فرما رہا ہے :-

(اے محبوب) ہم نے تمہیں (تمہاری امت کے اعمال پر) گواہ بنا کر بھیجا اور (مسلمانوں کو) خوشی اور (کافروں کو) ڈر سنانے والا بھیجا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو ۴۸

اور سنئے، وہ فرما رہے ہیں :-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انھیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے ۴۹

اور سنئے، کیا فرما رہا ہے :-

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں ۵۰

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "شاہد" اور "گواہ" کہا گیا ——— شاہد اور گواہ کے لئے ضروری ہے کہ جس واقعہ کی شہادت دے جب وہ واقعہ وقوع پذیر ہوا ہو اُس وقت وہ :-

- ——— زندہ بھی ہو
- ——— موجود بھی ہو
- ——— دیکھتا بھی ہو

اگر یہ تینوں یا ان میں سے ایک بات بھی معدوم ہو تو اس کو شاہد نہیں کہا جاتا۔ نہ اس کی گواہی مقبول و معتبر ہوگی ——— اس لئے یہ آیات کریمہ اس حقیقت کی شہادت دے رہی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ہر آن اپنی امت کے اعمال کی نگرانی فرما رہے ہیں جبھی تو آپ کو شاہد بنایا جائے گا اور آپ کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے گا۔ مولانا جلال الدین رومی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

در نظر بودش مقامات العباد
زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد [51]

نماز کے قعدے میں تشہد کی تلقین خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمائی ——— اس میں یہ الفاظ ملتے ہیں :۔

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ [52]

اے نبی! آپ پر ہر طرح کا سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں!

نماز میں یہ خطاب اس وقت بھی کیا اور اب بھی کیا جاتا ہے، روزانہ نماز پڑھنے والا مسلمان بار بار اسی طرح خطاب کرتا ہے اور شاید اس کو پتہ نہیں کہ کسی عظیم ہستی کو خطاب کر رہا ہے ——— عربی گرامر کے لحاظ سے جب کسی موجود اور حاضر شخص کو خطاب کریں تو 'علیك' کہتے ہیں (یعنی آپ پر یا تم پر) ——— کسی غائب اور غیر موجود شخص کے لئے یہ لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا ——— صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ جب کسی مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے :۔

صلی اللہ تعالیٰ و ملائکتہ علی محمد السلام علیک ایھا النبی [53]

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ ——— اے نبی! آپ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔

صحابہ کرام کو ہر دم آپ کی حیات مبارکہ کا احساس تھا ——— نواب صدیق حسن خاں نے تشہد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی حکمت پر اظہار خیال

کرتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے :-

چوں کہ ممکنات کی ہر شے اور موجودات کے ہر ایک ذرّے میں حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری و ساری ہے اس لیے تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔ پس آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں اس لیے نمازی پر واجب ہے کہ اس حقیقت سے باخبر رہے اور اس مشاہدے سے غافل نہ رہے تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے وہ روشن و سرفراز ہو، ہاں ؎

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
می بینمت عیاں و دعا می فرستمت ۵۵

ہم نظر سے محروم ہیں، نہیں دیکھ سکتے، مگر وہ تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ دیکھ رہے ہیں، سنئے سنئے، وہ خود فرما رہے ہیں :-

بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جس کو تم نہیں سنتے ۵۶

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا :-

بیشک اللہ نے میرے لیے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں ۵۷

بیشک وہ زندہ ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں، وہ سن رہے ہیں، موجود ہیں۔ ——— جبھی تو ان کے حضور آج تک بلند آواز سے بات نہیں کی جاتی کہ ان کے آقا و مولیٰ نے اُن کے غلاموں کو یہ ادب سکھایا اور ارشاد فرمایا :-

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کرو ۵۸

صدیاں بیت گئیں، کسی کو جرأت نہیں کہ بلند آواز سے گفتگو کرے ———

یہ ادب اس محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے جو زندہ ہے اور ہمارے اعمال کا نگراں ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں کہ آپ نے ہر اس چیز کو ملاحظہ فرمایا جو عدم سے وجود میں آئی، کوئی چیز آپ کی نظروں سے اوجھل نہ رہی ـــــ یہ وہ نعمت ہے جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ـــــ کوئی چیز آپ کی نظروں سے ایک لحظہ غائب نہیں ہوئی، حتیٰ کہ آدم علیہ السلام پر جو کچھ گزری آپ سب ملاحظہ فرما رہے تھے [۵۹]

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر آب حیات کے نام سے مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا تعارف کراتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

یہ تقریر اوّل مثبتِ حیاتِ خلاصۂ موجودات علیہ اعلیٰ آلاء افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہے ـــــ دوسرے اس اثبات سے اس مردہ دل کو امید زندگانی جاودانی ہے ـــــ اس رسالے کا نام آبِ حیات رکھا ہے [۶۰]

اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ آیاتِ کریمہ النبی اولیٰ بالمومنین الآیہ' اور اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الآیہ اور مَا کَانَ لَکُمْ ان توذو رسول اللہ الآیہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوام حیات پر دلالت کرتی ہیں [۶۱] ـــــ مولانا اشرف علی تھانوی نے آیۂ کریمہ لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون کا ترجمہ یوں کیا ہے:۔

یعنی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی حیات و جان کی قسم ہے [۶۲]

پھر لکھا ہے:۔

اس قسم سے اللہ تعالےٰ نے آپ کی حیات شریف کی عظمت شان بیان فرمادی ہے [۶۳]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ کی عظمت و جلالت تو اس آیۂ کریمہ سے ایسی روشن و تابناک ہے کہ کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں، یہ بار بار پڑھی

جاتی ہے اور بار بار سننے کو جی چاہتا ہے ——— اس کی گہرائی میں جائیں گے "تو
کائنات کی وسعتیں سمائی ہوئی نظر آئیں گی ——— سنئے سنئے :۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے مسلمانو! تم
بھی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو ۶۴

اللہ اکبر! ——— اللہ بھی درود بھیج رہا ہے اور فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں
——— کس کیفیت وحالت میں بھیج رہا ہے، کچھ نہیں معلوم ——— وہ تو ہر دن
ایک نئی شان میں ہے کل یوم ھو فی شان ۶۵ ——— عرش پر جلوہ گر ۶۶ ———
الرحمٰن علی العرش استوی ——— مگر اس کے فرشتے صف بہ صف کھڑے ہیں،
درود پڑھ رہے ہیں ——— اور رب ذوالجلال اُن کی قسم کھا رہا ہے، سبحان اللہ!

والصّٰفّٰت صفّاً ۶۷

اُن صف بستہ فرشتوں کی قسم

عرش اٹھانے والے فرشتے بھی کھڑے ہیں :۔

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے
ساتھ اس کی پاکی بولتے ۶۸

وہ تو قیامت کے دن بھی کھڑے ہوں گے :۔

(الف) جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پرا باندھے (کھڑے ہونگے)
کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی ۶۹

(ب) اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب
کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ۷۰

اللہ اکبر! اللہ اکبر! یہ فرشتے، یہ فرشتے کہیں صف بہ صف کھڑے ہیں، کہیں عرش
اٹھائے کھڑے ہیں، کہیں پرا باندھے کھڑے ہیں، کہیں عرش کے آس پاس حلقہ کئے
کھڑے ہیں ——— انہیں فرشتوں کے لئے تو خالقِ عالم فرما رہا ہے :۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۷۱

ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے، صحابہ اس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک آپ حجرہ شریف میں داخل نہ ہو جاتے [۲]

اب آپ امام تقی الدین کی مجلس میں آئیے ـــــ کون امام تقی الدین؟ ـــــ مجتہد و محدثِ وقت ـــــ جن کو مولانا عبدالحق مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان القاب سے یاد فرمایا ہے:۔

عالم الائمہ و مقتدی الائمہ دیناً و ورعاً [۳]

ہاں امت کے اس امام' اور اماموں کے اس پیشوا کے حضور علماء وقت جمع ہیں ـــــ امام تقی الدین کے صاحبزادے شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الدین سبکی' طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ علماء کی اس مجلس میں کسی نے امام صرصری کے اشعار پڑھے ـــــ وہ امام صرصری جن کے متعلق علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی نے سبل الھدیٰ والرشاد میں حسّان وقت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق لکھا ہے ـــــ ہاں انھوں نے جب یہ شعر پڑھا:۔

وان تنهض الاشراف عند سماعه

قياماً صفوفاً او جثياً على الركب [۴]

(ترجمہ) بیشک عزت و شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جاتے ہیں۔

ـــــ یہ شعر سننا تھا عجب کیف کا عالم طاری ہو گیا ـــــ پوری محفل جھوم گئی ـــــ امام سبکی اچانک کھڑے ہو گئے، وہ کیا کھڑے ہوئے سارے علماء کھڑے ہو گئے ـــــ یہ کھڑے ہونے والے وہ مقدس حضرات تھے جن کے ذہنوں میں عظمت مصطفیٰ کے دیئے جل رہے تھے ـــــ جن کے دلوں میں عشق مصطفیٰ کے چراغ جل رہے تھے ـــــ جن کی نگاہوں کے سامنے محبوب رب العالمین کا سراپا تھا ـــــ ان کی نظر قرآن پر بھی تھی ـــــ اُن کی نظر حدیث پر بھی تھی ـــــ سب عالم و فاضل تھے، کوئی عامی و جاہل نہ تھا ـــــ یہ مجلس یگانہ و یکتا تھی ـــــ عاشقِ رسول

کے نعتیہ اشعار، عاشق صادق نے سنائے اور عاشقوں نے سُنے اور سب کے سب سروقد کھڑے ہو گئے ـــــ رب العالمین کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ سارا عالم کھڑا ہو گیا ـــــ وہ اپنے محبوبوں کی اداؤں کو عبادت بنا دیا کرتے ہیں ـــــ یہ ایک کھلی حقیقت ہے ـــــ وہ اپنے پیاروں سے بہت پیار فرماتا ہے ـــــ

امام تقی الدین سبکی شافعی (۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء تا ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء) آج سے سات سو برس پہلے مجلس علماء کے ساتھ کیف و سرور کے عالم میں کھڑے ہوئے ـــــ کیسی مبارک ساعت تھی، بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی اور سب کھڑے ہونے لگے[5] ـــــ تمام علماء اور صلحائے امت نے اس ادا کو پسند فرمایا، اور پھر یہ ان کا معمول بن گیا

پاک و ہند کے مشہور و معروف محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) (فن حدیث میں جن کے کمال اور علمی تبحر کا ہر مسلک فکر کے اکابر کو اعتراف ہے) کس عاجزی و انکساری، درد مندی اور دل سوزی کے ساتھ اپنے مولیٰ کے حضور التجائیں پیش کر رہے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے وسیلے سے اپنی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں ـــــ سنیئے وہ کیا فرما رہے ہیں:-

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال، فساد نیت کا شکار رہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل ہے ـــــ اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! ـــــ

وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ ـــــ

اس لئے اے ارحم الراحمین! ——— مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی)
اخبار الاخیار، ص ۶۲۴ مطبوعہ کراچی

——— سید جعفر برزنجی نے اپنے رسالے عقد الجواہر فی مولد النبی الازھر (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھا ہے کہ صاحب درایت و روایت اماموں نے ذکر ولادت کے وقت قیام کو مستحسن سمجھا ہے[۷۶] ——— سچ ہے عوام الناس کی پسند کی بات ہوتی تو اور بات تھی (حالانکہ عوام الناس کی بات کو بھی شریعت نے نظر انداز نہیں فرمایا بلکہ بعض حالات میں قانون کی شکل دی ہے ——— تفصیل آئندہ اوراق میں آئے گی انشاء اللہ)

جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے رسالہ مذکور کی شرح لکھی جس کا عنوان ہے:۔

الکوکب الازہر علی عقد الجوہر

اس میں بھی ذکر ولادت کے وقت قیام کو مستحسن قرار دیا ہے ——— کس کس کا نام لکھا جائے ——— پھر بھی چند علماء و فضلاء کے نام پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) حافظ ابو شامہ شیخ النووی (۲) علامہ نصیر الدین مبارک (۳) امام ظہیر الدین (۴) ابو عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل (۵) امام صدر الدین موہوب بن عمر الجزری (۶) عبداللہ سراج حنفی محدث (۷) مفتی حنفیہ عبداللہ سراج مکی (۸) فقیہ عثمان بن حسن دمیاطی شافعی محدث (۹) ابو زرعہ عراقی (۱۰) علامہ مدالتقی (۱۱) امام صرصر حنبلی،

(۱۲) عبداللہ بن محمد المیرغنی الحنفی مفتی مکہ مکرمہ (۱۳) مفتی مالکیہ حسین بن ابراہیم مکی (۱۴) مفتی شافعیہ عمر بن ابی بکر مکی (۱۵) مفتی حنابلہ محمد بن یحیٰی ۷۸ (۱۶) علامہ ابو زید (۱۷) سید احمد زین احلان مکی (۱۸) مفتی حنفیہ علامہ جمال بن عبداللہ بن عمر مکی (۱۹) علامہ انباری (۲۰) شیخ صدیق بن عبدالرحمٰن کمال مکی (۲۱) مولانا محمد بن محمد کتبی مکی (۲۲) مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ (۲۳) مفتی مالکیہ حسین ابراہیم مکی (۲۴) مولانا محمد بن محمد عزب شافعی (۲۵) مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی (۲۶) فقیہہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری (۲۷) مولانا ابراہیم بن خیار حسینی شافعی مدنی (۲۸) مفتی حنابلہ مولانا حسن (۲۹) مفتی مالکیہ مولانا محمد شرقی (۳۰) مولانا احمد فتاح (۳۱) مولانا محمد بن سلیمان (۳۲) مولانا احمد جلس (۳۳) مولانا محمد صالح (۳۴) مولانا احمد بن عثمان (۳۵) مولانا احمد بن عجلان (۳۶) مولانا محمد صدقہ (۳۷) مولانا عبدالرحیم بن محمد زبیدی (۳۸) مولانا یحیٰی بن مکرم (۳۹) مولانا علی شامی (۴۰) مولانا علی بن عبداللہ (۴۱) مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمٰن (۴۲) مولانا محمد بن عبداللہ (۴۳) مولانا احمد بن محمد بن خلیل (۴۴) مولانا عبدالرحمٰن بن علی حضرمی ۷۹ وغیرہ وغیرہ۔ کہاں تک نام گنائے جائیں، ایک عالم نہیں۔ ایک عالم قیام کو مستحسن سمجھتا ہے ـــــــ

علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی جن کا ۱۹۸۱ء میں ۱۰۴ برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں وصال ہوا ہے ان کے شیخ طریقت محدث بدر الدین حسن شامی مسجد نبوی شریف میں باب رحمت پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے ۸۰ ـــــــ اقبال جیسے فلسفی اور سر سید جیسے عقل پرست بھی میلاد کی محفلوں میں خلوص دل سے کھڑے ہوتے تھے ۸۱ ـــــــ مولانا ممتاز علی دیوبندی نے صلوٰۃ و سلام کے وقت قیام کے بارے میں صحیح فرمایا:

مگر جو کرتے ہیں وہ برا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں ۸۲ ـــــــ

اور ایک جگہ لکھتے ہیں:-

جب ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے آنے کا ذکر کرتے ہیں تو میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے احاطۂ رویت وسماعت میں آجاتے ہیں ـــــ پس اگر آپ کی نگاہ اور سماعت میں آ گئے تو وہی آپ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت میں ہماری حاضری ہے [۸۳]

ایک حدیث میں خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ "میں ہر اس شخص کے ساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے" [۸۴] ـــــ سبحان اللہ! جب آپ سن رہے ہیں، جب آپ دیکھ رہے ہیں ـــــ جب آپ ساتھ ہیں تو تقاضائے محبت کے خلاف ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ کھڑے ہوں [۸۵] ـــــ اکابرین دیوبند کے شیخ طریقت حضرت حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) کا یہ معمول تھا کہ وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کراتے اور صلوٰۃ وسلام کے وقت قیام فرماتے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کراتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں [۸۶]

ایک مرتبہ آپ کھڑے ہوئے تو کیف وسرور کے عالم میں سلام ختم ہونے کے بعد کافی دیر تک کھڑے رہے۔ سچ ہے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مندرجہ بالا تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ ذکر ولادت کے وقت صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کا سلسلہ گزشتہ سات سو برس سے جاری ہے ـــــ صاحب 'انسان العیون' علامہ برہان الدین حلبی تحریر فرماتے ہیں:-

اکثر وبیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیدائش کا ذکر سنا فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ۸۷

الغرض علماء اور صلحاء امت صدیوں سے محافل میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے اور صلوٰۃ وسلام کے لئے قیام کرتے چلے آتے ہیں ــــ شروع ہی سے مکہ معظمہ میں آپ کی جائے ولادت کو مقدس مقام کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی اور وہاں جشن عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم منایا جاتا تھا ــــ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں :۔ ــــ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش تمام مسلمانوں کے لئے محترم

اور متبرک مقام ہے ۔ یہ مقام ابتداء یعنی پہلی صدی ہجری میں اپنی اصلی حالت میں ایک مکان اور گھر کے طور پر برقرار رہا تھا تا آں کہ ہارون الرشید کی والدہ خیزران (م ۱۷۳ھ / ۷۸۹ء) نے اُسے ایک زیارت گاہ بنا دیا ۔ لوگ عقیدت مندی وحصولِ برکات کے لئے آپ کے مولد کی زیارت بھی کرنے لگے ــــ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس بڑھتی ہوئی عقیدت مندی کا اظہار باقاعدہ طور پر شاندار اور مناسب تعمیر کی صورت میں بھی ہو گیا ۔ اب یہاں ایک کتب خانہ قائم ہے ۸۸

اور مکہ معظمہ میں جشن عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے مقالہ نگار لکھتے ہیں :۔

مکہ مکرمہ کی بابت ہمیں ابن جبیر (م ۶۱۴ھ / ۱۲۱۷ء) کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں انفرادی رسوم کے علاوہ ایک عام جشنِ سالگرہ اس دن منایا جاتا تھا ۔ ابن جبیر اسے اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا ایک بہت دنوں سے قائم شدہ رسم ہے جو مکہ مکرمہ میں ان کے سامنے منائی گئی

اس تقریب کی نمایاں خصوصیت صرف یہ ہے کہ زائرینِ مولد کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے اور وہ اس غرض کے لئے دن بھر کھلا رہتا ہے ۸۹

ابن تیمیہ نے بھی مجالس میلاد منعقد کرنے پر محتاط خیالات کا اظہار کیا ہے، اُن کے خیالات سے مندرجہ ذیل نکات ملتے ہیں :-

(۱) بعض لوگوں کو میلاد منعقد کرنے پر ثواب ہوتا ہے۔

(۲) محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے ۹۰

مالکی اور شافعی فقہاء نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کو مستحسن، باعث اجر و ثواب وخیر و برکت قرار دیا ہے ــــــ مثلاً زین العراقی، علامہ جلال الدین سیوطی، ابن الحجر الھیتمی، علامہ سخاوی، علامہ ابن جوزی وغیرہ ــــــ مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاد حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حق یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح مبارکہ کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے ۹۲

محدثین و فقہاء اس حقیقت کی توثیق فرماتے ہیں کہ مجالس میلاد مبارک عالم اسلام میں ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی تحریر فرماتے ہیں :-

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی

کرتے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے ...... اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنا لیا ۹۳

اور اس مبارک موقع پر مکہ معظمہ میں جو کچھ ہوتا تھا وہ شیخ قطب الدین الحنفی اور شیخ جمال الدین محمد بن جار اللہ بن ظہیرہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے، شیخ قطب الدین الحنفی اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بارہ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا تھا — تمام علاقوں کے علماء، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی، مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوجاتے — ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل (بازار) سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (وہ مکان جس میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی) کی زیارت کے لئے جاتے — ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں (گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا)، وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی — پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے، تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے — واپسی پر مسجد میں بادشاہِ وقت، مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا — پھر عشاء کی اذان اور جماعت ہوتی، اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے

یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز کے دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے! (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، ص ۱۹۶)

اور شیخ جمال الدین محمد بن جار اللہ بن طہیرہ رحمۃ اللہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاول کی رات کو (اہل مکہ کا) معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ـــــ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے ائمہ، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں، وہاں جاکر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہِ وقت، امیر مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لئے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں ـــــ مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں ـــــ پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہوجاتے ہیں ـــــ

(الجامع اللطیف فی فضل مکۃ واہلہا وبناء البیت الشریف بحوالہ القول الفصل مطبوعہ ریاض ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۵ - ۱۴۶)

اسی قسم کی ایک مبارک محفل میں پاک و ہند کے عظیم محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) جو فن حدیث میں مسلک اہل سنت، مسلک اہل حدیث، مسلک دیوبند وغیرہ کے اکابرین کے امام اور استاذ الاساتذہ ہیں شریک ہوئے ہیں، وہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

مکہ معظمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی محفل میلاد میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ درود و سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا ـــــ تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل میں انوار و تجلیات کی بارش

شروع ہو گئی ـــــ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کا ہوش نہیں کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے ـــ بہرحال جو بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین ص ۸۰ ـ ۸۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے کہ اہل اسلام میلاد کے زمانے میں ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں ۹۴ ـــــ مندرجہ بالا تمام تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں، انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نگار نے مجالس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مسلّمہ عالمی حقیقت قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

مولد (میلاد) کی تقریب کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن عقیدت کے اظہار کا بہترین ذریعہ عموماً تمام عالم اسلام میں تسلیم کرلیا گیا ہے ۹۰ ـــــ

ہندوستان کے متاخرین محدثین بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میں شریک ہوتے اور خود بھی مناتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے مبارک موقعہ پر کھانا پکوا کر کھلایا کرتے تھے۔ ایک سال قحط کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہیں آیا، وہی چنے تقسیم کر دیئے، رات کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ وہی چنے نوش فرما رہے ہیں ۹۶

ـــــ سچ ہے اس دربار عالی میں تو اخلاص کی پوچھ ہے ـــــ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۹۷ رحمۃ اللہ علیہ جب مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو وہاں میلاد مبارک کی محفل میں شریک ہوئے، اس وقت حاضرین محفل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہو رہا تھا اور وہ خوارق بیان کئے جا رہے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے ـــــ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

میں نے میلاد کی اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے ۹۸

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحب زادے اور محدثِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ

- ۱۲ ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، درود کا دور ہوتا پھر شاہ صاحب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور بعض احادیث سناتے۔
- اس کے بعد ذکرِ ولادت، رضاعت، حلیہ شریف اور آثار وغیرہ کا ذکر ہوتا۔
- پھر جو کچھ سامنے ہوتا کھانا یا مٹھائی اس پر فاتحہ دے کر حاضرینِ مجلس میں تقسیم کر دی جاتی۔
- موئے مبارک کی زیارت بھی کرائی جاتی۔

(الدر المنظم، ص ۸۹)

الغرض یہ محفلیں یہ مجلسیں برابر منعقد ہوتی چلی آرہی ہیں —— شیخ محمد رضا مصری نے ۱۹۳۴ء میں اپنی کتاب محمد رسول اللہ، لکھی —— اس میں وہ لکھتے ہیں:

ہمارے زمانے میں بھی مسلمانانِ عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں ۹۹

پھر اس مبارک موقع پر مصر میں جس طرح جشن منایا جاتا ہے اس کی تفصیلات دی ہیں، مثلاً

۱. پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ ظہر کے بعد پیادہ جلوس نکالا جاتا ہے۔
۲. وزراء و حکام، شاہِ وقت سب شریک ہوتے ہیں۔
۳. علماء و مشائخ کا بادشاہ خود استقبال کرتا ہے پھر ذکرِ میلاد سنتا ہے، خلعتیں تقسیم کرتا ہے اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔۔۔

مولانا عبدالحیّ لکھنوی نے بھی محافل میلاد میں مٹھائی تقسیم کرنے کا ذکر فرمایا ہے[۱۰۱]

——— یہ مجلس مبارک ناسازگار حالات کے باوجود مدینہ منورہ میں برابر منائی جاتی رہی مگر نجی طور پر ——— مدینہ منورہ میں فاضل جلیل، عارف کامل حضرت مفتی محمد ضیاء الدین مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ[۱۰۲] کے دولت خانے پر یہ محافل اکثر ہوتی تھیں، چنانچہ ۱۹۵۵ء کی ایک محفل کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں:۔

۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج پر اور امسال عمرہ پر رمضان المبارک کے مقدس موقع پر میرے مخلص قلبی و روحی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی الملقب بہ محبوب رحمانی بڑے اخلاص اور بڑے ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل نعت میں تشریف فرما ہوئے، حسب دستور سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انھوں نے ایک عظیم جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے[۱۰۳]

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا دولت کدہ گنبد خضرا کے بالکل سامنے تھا ——— اللہ اکبر! اس محفل پاک میں کیا لطف و سرور ہو گا؟

سبک روانیٔ اشک و خنک نسیم کرم
نشاط درد دل بیقرار، کیا کہنا!

اس میں شک نہیں کہ سرزمین حجاز میں عوامی سطح پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے اور بعض خواص بھی مناتے ہیں گو حکومت سعودیہ کی نظر میں یہ عمل گمراہی ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ——— حجاز کے ایک قلمکار عاتق بن غیث البلادی جو حکومت وقت کے ہم خیال نظر آتے ہیں اصل حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں، اہل حجاز کی محبت رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کا عالم دکھاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنا فتویٰ بھی سناتے جاتے ہیں ——— ملاحظہ فرمائیں:

۱۲ ربیع الاول حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یوم ولادت ہے جیسا کہ تاریخ

میں آیا ہے کہ آپ کی ولادت سال فیل میں ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی —
—— یہ مذہبی عیدوں میں سے ایک عید ہے جس میں مسلمان اجتماع کرتے ہیں لیکن یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(۲) ولادت کی رات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سیرت پیش کرتے ہیں جس کا آغاز آپ کے ذکر ولادت سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بنی سعد میں آپ کی کفالت اور معجزات وغیرہ بیان کرتے ہیں (جب ذکر کرتے کرتے) کسی خاص مقام پر پہنچتے ہیں تو اس عقیدے کے ساتھ کھڑے ہوجاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں۔

(۳) اپنے ساتھ پانی سے بھرا ہوا ایک مٹکا رکھتے ہیں، جب ذکر اذکار سے فارغ ہوتے ہیں تو اس مٹکے سے پانی پیتے ہیں اور اس عقیدے کے ساتھ سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف آوری کے بعد اس مٹکے سے پانی نوش فرمایا ہے۔

(۴) مال دار لوگ صدقہ کے طور پر جانور ذبح کرتے ہیں، روپے پیسے، جوڑے تقسیم کرتے ہیں، بعض لوگ غلام آزاد کرتے ہیں اور مخالف کے ساتھ تسامح کرتے ہیں حالانکہ یہ دین کے خلاف ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔

(عاتق بن غیث البلادی: الادب الشعبی فی الحجاز، العادات التقالید (الاعیاد) مطبوعہ مکۃ المکرمہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء، ص ۱۷۵)

ہندوستان کہنے کو ایک سیکولر ملک ہے مگر وہاں ملک کے طول وعرض میں بڑی شان وشوکت سے یہ جشن منایا جاتا ہے حتیٰ کہ مسلمان اعیان مملکت بطور خاص جشن مناتے ہیں، چنانچہ ہندوستان کے سب سے بڑے صوبے اتر پردیش (یوپی) کے راج بھون (گورنر ہاؤس) میں ۴ جنوری ۱۹۸۳ء کو تزک احتشام سے جشن میلاد النبی منایا گیا جس میں چراغاں کیا گیا اور گورنر الحاج محمد عثمان عارف صاحب بیگر اعیان سلطنت

کے ساتھ شریک ہوئے۔ محفل کا اختتام حسبِ معمول صلوٰۃ وسلام پر ہوا۔ یہ جشن ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۱ء تک برابر منایا گیا پھر بند ہوگیا تو موجودہ گورنر نے اس کا احیاء کیا۔[۱۰۴]

ہمارے ملک عزیز پاکستان میں عوامی سطح پر بڑے تزک احتشام سے یہ دن منایا جاتا ہے بلکہ پورا ماہِ ربیع الاوّل ہی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے، سرکاری سطح پر وزارتِ مذہبی امور حکومتِ پاکستان عین ۱۲ ربیع الاوّل کو یہ جشن مناتی ہے اور دو روز تک سلسلہ چلتا ہے افتتاحی اور اختتامی اجلاس کے علاوہ تین اور اجلاس ہوتے ہیں، پورے ملک بلکہ بعض مرتبہ پوری دنیائے اسلام سے مندوبین اور محققین وعلماء شریک ہوتے ہیں، صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان اپنے تمام وزراء اور فوجی افسروں اور دوسرے ارکین سلطنت اور اراکین اسمبلی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور خوشی ومسرت کا عجیب سماں ہوتا ہے ـــــــ یہ جشن دارالسلطنت اسلام آباد میں منایا جاتا ہے، راقم بھی شریک ہوتا ہے۔

الغرض پوری دنیا میں جشن عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں :۔

سارے جہاں میں آپ کی ولادت کے دن خوشی کرتے ہیں اور اس جشن میں مشرق ومغرب سب خوشیاں مناتے ہیں [۱۰۵]

اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار یہ تاریخی فیصلہ سناتے ہیں :۔

عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے۔[۱۰۶]

مزید لکھتے ہیں :۔

آج تمام اسلامی دنیا میں جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) متفقہ طور پر منایا جاتا ہے [۱۰۷]

اگر آپ غور فرمائیں تو جو کچھ محافل میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے فرداً فرداً سب کے احکام قرآن وحدیث میں موجود ہیں، مثلاً :۔

مجالس مبارکہ کو روشنیوں سے جگمگایا جاتا ہے، قمقموں سے سجایا

جاتا ہے ـــــ روشنی کرنا اظہار مسرت کا ایک فطری انداز ہے، سارے عالم پر نظر ڈالیں، آپ کو خوشیوں میں روشنیاں ہی روشنیاں نظر آئیں گی ـــــ قرآن حکیم میں ولادت باسعادت پر خوشی منانے کا حکم موجود ہے[۱۰۸]

● ـــ محافل مبارکہ کو پھولوں، اگربتیوں، عطریات وغیرہ سے مہکایا جاتا ہے ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت ہی پسند تھی[۱۰۹] ـــــ ہر وقت خوشبوؤں میں بسے رہتے تھے ـــــ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب خوشبو کی دھونی لیتے تو لوبان کے ساتھ کافور بھی ملا لیا کرتے اور فرماتے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب دھونی لیتے لوبان میں کافور ملا لیا کرتے تھے[۱۱۰]

● ـــ مجالس مبارکہ میں قرآن خوانی ہوتی ہے ـــــ تلاوت قرآن کا حکم خود قرآن حکیم میں موجود ہے[۱۱۱] اور احادیث میں تلاوت قرآن کی تاکید اور فضیلت آئی ہے[۱۱۲]

● ـــ محافل مبارکہ میں درود پڑھا جاتا ہے ـــــ قرآن حکیم میں درود کا حکم موجود ہے[۱۱۳] ـــــ درود و سلام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی مرغوب تھا، احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے[۱۱۴] ـــــ پھر خلوتوں میں درود پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے تو جلوتوں میں کیوں نہ ہوگی ـــــ بلکہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ فرما رہے ہیں کہ جب مجھے کوئی یاد کرتا ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں[۱۱۵]

● ـــ مجالس مبارکہ میں نعت خوانی ہوتی ہے ـــــ احادیث میں موجود ہے کہ صحابۂ کرام نعتیہ قصائد و اشعار پیش کرتے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے[۱۱۶] ـــــ پھر سارا قرآن سیرت و

اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے، قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی تاکید احادیث میں موجود ہے ۱۱۷ یہ بھی نعت مصطفیٰ ہی ہے تو نعتوں کو خوش الحانی سے پڑھنا بھی عین منشاء شریعت کے مطابق ہے۔

● مجالس مقدسہ میں ذکر ولادت باسعادت ہوتا ہے، آپ کے محامد و محاسن اور فضائل و شمائل کا ذکر ہوتا ہے، آپ کے معجزات کا چرچا ہوتا ہے — قرآن کریم، احادیث شریفہ اور کتب قدیمہ میں یہ سب ذکر اذکار موجود ہیں ۱۱۸ — خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ذکر فرمایا، صحابۂ کرام سے سن سن کر خوش ہوئے ۱۱۹ یہ ذکر اللہ کو مرغوب ہے، یہ ذکر آپ کو محبوب ہے —

● ذکر اذکار ختم ہونے کے بعد بعض مجالس و محافل مبارکہ میں حاضرین مجلس کھڑے ہو کر دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام پیش کرتے، سلام کا ادب یہی ہے کہ کھڑے ہو کر پیش کیا جائے جب کہ سلام لینے والا دیکھ بھی رہا ہو اور سن بھی رہا ہو — — پھر یہ تو اللہ کے فرشتوں کی سنت ہے، اللہ کے نیک بندوں کی سنّت ہے — اس میں نیک بندوں اور عاشقوں کا ہی کلام پڑھا جاتا ہے — یہ کسی کافر فرنگ کی سنت نہیں نہ اس میں کسی دشمن رسول اور گستاخ رسول کا کلام پڑھا جاتا ہے — — جب ہم اپنی نجی اور اجتماعی زندگی میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے طور طریقے اپنا رہے ہیں تو اللہ کے فرشتوں اور نیک بندوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کے طور طریقے اپنائے جائیں۔

● محافل مبارکہ میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے — سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — آدھا چھوارا دے کر دوزخ کی

آگ سے بچو[۱۲۰] ــــــ جب آدھے چھوارے کی یہ قدر و منزلت ہے تو پھر شیرینی کی کیوں نہ ہوگی خصوصاً جب کہ وہ ولادت باسعادت کی خوشی میں تقسیم کی جارہی ہو۔

● ــــ مجالس مبارکہ میں کھانا بھی کھلایا جاتا ہے ــــــ کھانے کا حکم قرآن حکیم میں جا بجا موجود ہے[۱۲۱] ــــ احادیث میں بھی اسکی فضیلت آئی ہے اور تاکید کی گئی ہے ــــــ دعوت کھلانا سنّت بھی ہے[۱۲۲]۔

الغرض ابتداء سے انتہا تک مجلس میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالیں گے تو کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف نظر نہ آئے گی ــــــ ہاں آجکل بعض باتیں جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی نظر آتی ہیں جو تفریح طبع کے ذیل میں آسکتی ہیں سو اس کے لئے یہ حدیث مبارکہ سامنے رکھیں جس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے وقت انسانی نفسیات کے پیش نظر رعایت فرمائی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ عید کے روز کچھ لڑکیاں کھیل رہی تھیں، اور دف بجا رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے ــــــ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، انھوں نے لڑکیوں کو جو کھیلتے دیکھا تو ان کو ڈانٹا ــــــ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی کرم فرمایا اور ارشاد فرمایا:-

ان لکل قوم عیدا وھٰذا عیدنا[۱۲۳]

(ترجمہ) ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

یعنی اگر خوشی کے دن کوئی کھیلتا ہے تو اس کو کھیلنے دو، منع نہ کرو کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ خوشی میں اس کے جذبات و احساسات کی دنیا ہی بدل جاتی ہے ــــــ ہاں اگر کوئی ایسا کھیل کھیلتا ہے یا ایسی بات کرتا ہے جس کی قرآن و حدیث میں صراحتہً ممانعت ہے تو اس کو رد کیا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر محافل منعقد کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر کے خود کو اس

رنگ میں رنگیں، اپنے اعمال واقوال کا محاسبہ کریں اور سنّت کے سانچے میں ڈھلنے کی کوشش کریں ـــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے اپنے ویران دلوں کو آباد کریں، دوسروں کے لئے مثال بنیں، چراغ سے چراغ جلائیں، سراج منیر کی روشنی سے گھر گھر، گلی گلی، کوچہ کوچہ، شہر شہر، ملک ملک روشن کریں اور ایسی چاندنی پھیلائیں جو دلوں کی دنیا ہی بدل دے ـــــــ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بے جان رسم نہیں، یہ جاندار رسم ہے، اس میں زندگی کی حرارت ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

> من جملہ اُن ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں، ایک میلاد النبی کا دن ہے ـــــــ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ اُن کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت اُن کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو مدنظر رکھیں تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبۂ عمل قائم رہے [۱۲۴]

شخصیت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر اقبال نے محافل و مجالس کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:۔

> جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لئے اُن کا ہونا ضروری ہے ـــــــ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود اُن عظیم الشان بزرگوں کی ذریّت ہونے کا فخر اور گھمنڈ دل میں نہ پیدا کرے گی تب تک اُن کے سینوں میں الوالعزمی اور بلند حوصلگی جوش زن نہیں ہو سکتی [۱۲۵]

اقبال نے دل لگتی بات کہی کہ قومی تشخص کی بقا کے لئے ایسی محافل کا ہونا ضروری ہے ـــــــ اس وقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا میں منایا جاتا ہے، جس عملِ خیر کو عالمگیریت حاصل ہو اُس سے والہانہ وابستگی عالم گیر فضا اور عالمگیر اتحاد پیدا کر سکتی ہے، دنیائے جدید کو اس اتحاد اور اس جذبۂ عشق و محبّت کی سخت ضرورت ہے ـــــــ مولانا

ابوالحسن علی ندوی نے جو ایک جہاں دیدہ انسان ہیں اپنی ذاتی مشاہدات و تجربات کی روشنی میں پندرھویں صدی میں عالم اسلام کے لئے دس نکاتی پروگرام تجویز کیا ہے، اس پروگرام کی شق نمبر ۳ کے تحت وہ لکھتے ہیں:۔

ذاتِ نبوت (علیہ الف الف سلام) سے مسلمانوں کے روحانی اور جذباتی تعلق پیدا ہونے اور برقرار رکھنے کی کوشش، دل میں آپ کے لئے گہری محبت اور مسلم معاشرے میں عشق نبوی پیدا کرنے کی کوشش جو ایک مسلمان کی نظر میں آپ کو اہل و عیال، یہاں تک کہ اپنی ذات سے زیادہ محبوب بنادے جیسا کہ صحیح احادیث کے مطابق وہ ایمان کا تقاضا اور اس کی علامت ہے اور اس بات پر پورا پورا اطمینان اور اعتماد کہ آپ ـــــــ

"ختم الرسل، مولائے کل، دانائے سُبل"

ہیں اور ایسے تمام اثرات سے احتراز جو محبت کے ان سرچشموں کو خشک و پایاب، سنت پر عمل کرنے، اسوہ رسول کی پیروی اور سیرت کے مطالعہ کے شغف اور اس کے تاثر کو کمزور کردے ـــــــ یہی وہ وابستگی اور گرویدگی تھی جس نے عجمی قوموں کو اسلام کے رشتے سے منسلک اور غیر اسلامی تہذیب اور قومیتوں میں تحلیل ہوجانے سے محفوظ رکھا[۱۲۶]

ابوالحسن علی ندوی نے آج جس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے صدیوں پہلے علمائے حق اس کی طرف توجہ دلاتے رہے اور عشق رسول میں وارفتگی و شیفتگی پیدا کرتے رہے، پھر بعض ایسے قائدین پیدا ہوگئے جنہوں نے سارا زور توحید پر لگادیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسان کی صف میں لا کھڑا کیا، شاید وہ اس طرز عمل کے بھیانک نتائج سے بے خبر تھے، یہ نتائج ابوالحسن ندوی نے اپنی آنکھوں سے عالم اسلام میں دیکھے اور وہ اس ہمہ گیر تجربے و مشاہدے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے جس نتیجہ پر علمائے حق پہنچے تھے۔

کاش وہ سوز دروں پھر پیدا ہوجائے۔ ہاں ؎

عطا اسلاف کا سوزِ دروں کر  شریک زمرۂ لایحزنوا کر  آمین!

چونکہ ملت اسلامیہ کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک فطری اور والہانہ لگاؤ ہے اس لئے میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ قرن دوم ہی سے شروع ہو چکا تھا اور آج مختلف زبانوں میں اس موضوع پر اتنی کتابیں لکھی جا چکیں اور چھپ چکیں جن کا احاطہ کرنا ناممکن نظر آتا ہے ـــــ سینیٹر مفتی محمد ظفر علی نعمانی (کراچی) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ محدث جلیل امام اوزاعی[۱۲۷] علیہ الرحمہ (م ۱۵۶ھ) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی تھی جو بیروت سے شائع ہو چکی ہے ـــــ یہیں پر امام اوزاعی کا انتقال بھی ہوا تھا ـــــ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اب تک جس کو اولیت دی جا چکی ہے اور جس کا ہم نے بھی پچھلے اوراق میں ذکر کیا ہے اس کو اولیت نہیں دی جا سکتی بلکہ اولیت کے مستحق امام اوزاعی ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ـــــ

علامہ محمد بن علوی المالکی الحسنی نے اپنی کتاب[۲۸] میں چند قدیم مصنفین اور ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں :-

(۱) حافظ محمد بن ابوبکر بن عبداللہ القیسی الشافعی المعروف بہ ابن ناصر الدین الدمشقی (۷۷۷ھ / ۱۳۷۵ء ـ ۸۴۲ھ / ۱۴۳۸ء) موصوف جامعہ اشرفیہ، دمشق کے شیخ الحدیث تھے، ابن تیمیہ آپ سے بہت ہی محبت کرتے تھے ـــــ

ـــــ موصوف نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف کیں :-

(ا) جامع الآثار فی مولد النبی المختار (تین مجلدات)

(ب) اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق

(ج) مورد الصادی فی مولد الهادی

(۲) حافظ عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن المصری المعروف بالحافظ العراقی (۷۲۵ھ / ۱۳۲۴ء ـ ۸۰۸ھ / ۱۴۰۵ء) موصوف نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ کتاب لکھی:۔

**المورد الھنی فی المولد النبی**

③ امام محقق ملا علی قاری بن سلطان محمد الہروی (م ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء) جلیل القدر عالم اور محقق تھے ـــــــ موصوف نے یہ کتاب لکھی:۔

**المورد الروی فی المولد النبوی**

اس کو علامہ محمد بن علوی المالکی نے تعلیقات کے ساتھ مرتب کر کے پہلی بار شائع کرایا۔

④ حافظ محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد القاہری المعروف حافظ السخاوی (۸۳۱ھ / ۱۴۲۷ء ـــــــ ۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ء) بے مثال مؤرخ اور حافظ حدیث تھے ـــــــ موصوف نے میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی تھی۔



⑤ حافظ امام عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر[129] (م ۷۷۴ھ / ۱۳۷۵ء) ـــــــ جو مختلف علوم و فنون کے ماہر اور بہترین محدث تھے، ابن تیمیہ آپ سے محبت رکھتے تھے ـــــــ موصوف نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھی جس کو ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی تحقیق کے بعد شائع کیا گیا ـــــــ اردو ترجمہ پاک و ہند سے شائع ہو چکا ہے جو ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری نے کیا ہے۔

⑥ حافظ وجیہہ الدین عبدالرحمٰن بن علی محمد الشیبانی الیمنی الزبیدی (۸۶۶ھ / ۱۴۶۱ء ـــــــ ۹۴۴ھ / ۱۵۳۷ء) ـــــــ ائمہ کرام میں سے ہیں، علم حدیث آپ پر ختم ہے ـــــــ موصوف نے میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھی جس پر علامہ محمد بن علوی المالکی نے تحقیق کی ہے، تعلیقات کا اضافہ کیا ہے اور مندرجہ احادیث کی

تخریج بھی کی ہے۔

بعض کتابیں یہ ہیں:۔

(۱) محمد بن عثمان دمشقی: الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم

(۲) ابن جزری: عرف التعریف فی مولد الشریف

(۳) مجدد الدین: نفحات العنبریہ فی مولد خیر البریۃ

(۴) جلال الدین سیوطی: الوسائل فی شرح الشمائل

(۵) ″ ″ : حسن المقصد فی عمل المولد

(۶) ابن حجر مکی: النعمۃ الکبریٰ (یہ رسالہ جواہر البحار کی تیسری جلد میں چھپ چکا ہے)۔

(۷) احمد سعید دہلوی: سعید البیان فی مولد سید الانس و الجان

(۸) ″ ″ : الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف

(۹) سید جعفر برزنجی: عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر

(۱۰) جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی: شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوہر
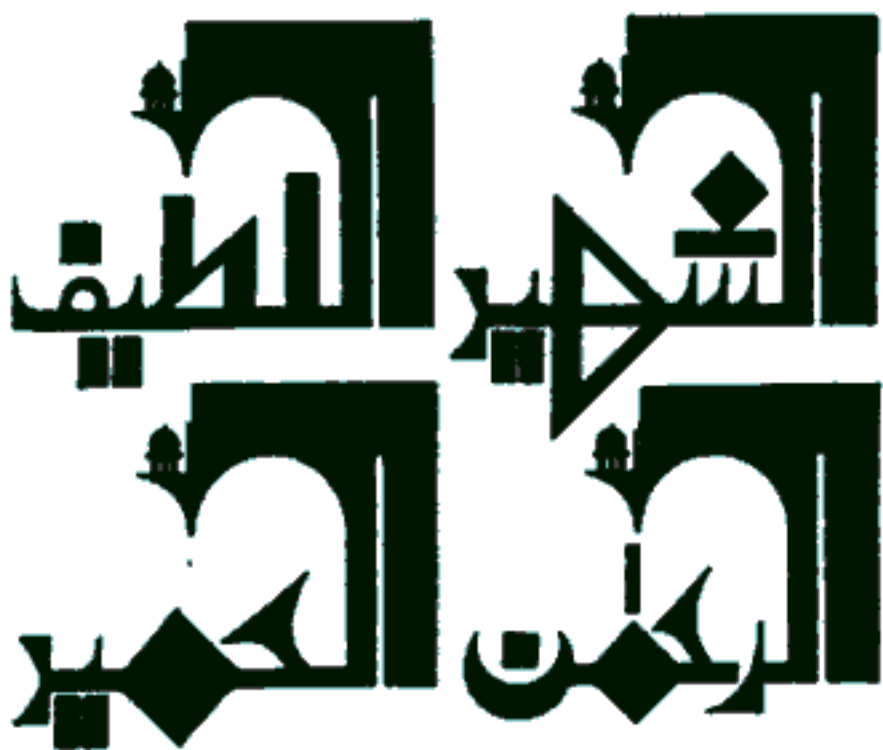
رسمیں اور عادتیں
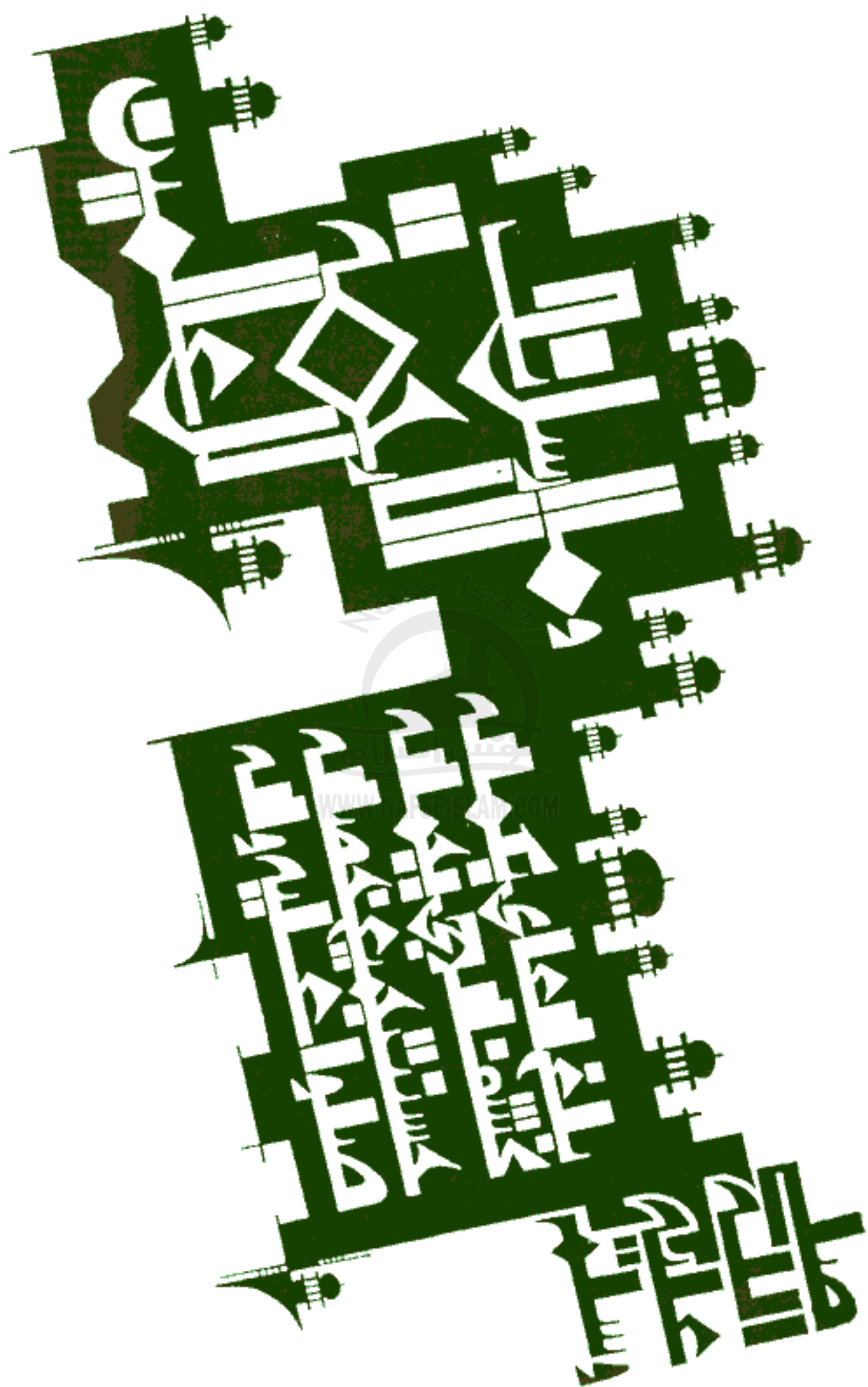
گزشتہ ابواب میں آپ نے ولادت باسعادت اور جشن ولادت کے متعلق تفصیلات ملاحظہ فرمائیں، ان تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ زمانہ ماقبل تخلیق کائنات سے ہی ظہور قدسی کی تیاریاں ہو رہی تھیں، اور مسلسل اُن کے ذکر اذکار ہو رہے تھے، پھر جب وہ تشریف لے آئے تو سارے عالم میں اُن کا چرچا ہونے لگا اور جشن ولادت کا سلسلہ چل نکلا ــــــــ یہ وہ حقائق ہیں جو قرآن و حدیث، کتب تاریخ و سیر اور کتب ماضیہ سے ثابت ہیں، جس میں کسی معقول انسان کے لئے کلام کی گنجائش نہیں لیکن اسلامی معاشرے میں بعض باتیں ایسی بھی رائج ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس لئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ ایسے حقائق کے بارے میں احادیث سے جو اصول و ضابطہ معلوم ہوتا ہے اس کو پیش کر دیا جائے تاکہ ایک قطعی معیار سامنے آجائے اور اسی معیار اور کسوٹی پر مسلمانوں کے ہر عمل کو پرکھ کر اندازہ لگا لیا جائے کہ وہ شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ ــــ

مشہور صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا ــــــــ اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا ــــــــ اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (جائز) ہے ــــ!

اسی طرح حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، پس انھیں ضائع نہ کرو (یعنی ان پر ہر حال میں عمل کرو) ــــــــ اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں، ان کی حرمت نہ توڑو ــــــــ اور کچھ حدیں قائم کیں، اُن سے آگے

نہ ڈھو ——— اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان کے (یعنی جان بوجھ کر) خاموشی اختیار فرمائی، ان میں بحث نہ کرو[۲] ——— (یعنی وہ تمہارے لئے جائز قرار دے دی گئیں ہیں)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم نے صاف لفظوں میں حلال فرمایا' وہ حلال ہو گیا ——— اور جس کو حرام فرمایا' وہ حرام ہو گیا ——— اور جن امور کے بارے میں کچھ نہ فرمایا وہ جائز و مباح ہیں ——— یہ ایک فطری اصول ہے ——— اب اگر کوئی ایسے امور کے متعلق جن سے قرآن و حدیث میں خاموشی اختیار فرمائی یہ حکم لگائے کہ یہ حلال ہے' وہ حرام ——— اس کے لئے قرآن حکیم کا یہ ارشاد کافی ہے:

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور وہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو' بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتے [۳] ———

بلا شبہ مناسب و معقول بات یہی ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کیا' اس کو حلال سمجھیں ——— اور جس کو حرام کیا' اس کو حرام سمجھیں اور خواہ مخواہ فقیہانہ موشگافیوں میں مبتلا ہو کر اتحاد کو پارہ پارہ نہ کریں' وہ اتحاد جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے ——— کسی چیز کا عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، عہد خلافت راشدہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں ہونا اس کی فضیلت کی دلیل ہے اور نہ ہونا اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے' ہو سکتا ہے کہ وہ مباح اور جائز ہو ——— زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس میں انقلابات اور تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور وہ انسان کی پوری زندگی کو متاثر کرتا ہے' شریعت کے دائرے میں رہ کر ان تبدیلیوں اور انقلابات کو قبول کیا جا سکتا ہے' اس کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں ———

ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہر حال میں جائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اس جائز چیز سے منع نہ کیا گیا ہو ——— اسی طرح جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ ہر حال میں ناجائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اس کے کرنے کی اجازت نہ ہو ——— یہ موٹی سی بات ہے جس کو سمجھنے کے لئے عام انسان کی عقل کافی ہے —

مثلاً قرآن حکیم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے؟ تو یہ تعظیم و تکریم ہر صورت میں جائز ہوگی، تعظیم و تکریم کے مختلف قوموں کے مختلف انداز ہیں اپنے اپنے انداز کے مطابق وہ تعظیم و تکریم کر سکتے ہیں جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں تعظیم کی ممانعت نہ ہو ——— مثلاً آپ کو یا آپ کے روضۂ اقدس کو سجدہ کرنا اس کی صراحتاً ممانعت ہے ——— اسی طرح مردار کھانے کی ممانعت ہے، وہ ہر حال میں حرام ہے، ہاں کوئی خاص صورت مستثنیٰ ہو تو اس میں کھانے کی اجازت ہوگی مثلاً حالتِ اضطرار میں۔

جیسا کہ عرض کیا کہ زمانے میں انقلابات و تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، نئی نئی باتیں سامنے آتی رہتی ہیں ——— اس کے لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑا اچھا اصول ہم کو دیا ہے جس نے ہر قسم کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا ——— آپ نے فرمایا:-

جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے

——— یہاں اہل علم و نظر مسلمانوں کی اکثریت مراد ہے ——— اس کی وضاحت ایک اور حدیث سے یوں ہوتی ہے ——— حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

تم بڑی جماعت (سواد اعظم) کی پیروی کرو۔

پھر مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی تشریح یہ کی گئی ہے:-

سواد اعظم (بڑی جماعت) سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت اور جمہور کے ساتھ رہنے کی شدید تاکید فرمائی، یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں جو ہم سب کے لئے مینارۂ نور ہے ——— حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

جس طرح بکری کے لئے بھیڑیا ہے اسی طرح شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے ـــــ (بھیڑیئے کی عادت ہے کہ وہ)

- ـــ گلہ سے بھاگنے والی ـــــ اور
- ـــ دُور چلے جانے والی ـــــ اور
- ـــ ایک جانب رہ جانے والی
- ـــ (بکریوں) کو پکڑتا ہے
- ـــ تم اپنے آپ کو گھاٹیوں سے بچاؤ۔
- ـــ اور ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو[۹] ـــــ

بعض حضرات عوام کی رائے کو وقعت نہیں دیتے اور ان کو جاہل و اَن پڑھ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں ـــــ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے پڑھے لکھے تھے؟ مگر آپ ہمیشہ مشورہ فرماتے[۱۰] اور عوامی رائے کو نظر انداز نہ فرماتے ـــــ آپ نے اس رسم کہن کو ختم کر دیا کہ ایک بادشاہ اپنی خواہش نفس سے جو چاہے فیصلہ کر کے عوام پر نافذ کر دے ـــــ آپ کے ذاتی فیصلے بھی وحی کے تابع ہوتے تھے، آپ نے کبھی خواہش نفس سے فیصلہ نہیں فرمایا[۱۱] ـــــ آپ نے ہر حالت میں مسلمانوں کو اکثریت کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی ـــــ آپ نے فرمایا:-

جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا[۱۲] ـــــ

سیاسی اور عمرانیاتی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو کثرت رائے کو نظر انداز کرنے سے ملت میں انتشار و افتراق کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، دور جدید کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں مل جائیں گی بلکہ بعض حضرات نے خود مشاہدہ اور تجربہ بھی کیا ہوگا ـــــ کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا کہ کثرت رائے نے انتشار پیدا کیا ہو ـــــ جو حقیقت تاریخ سے ثابت ہے اللہ اور اس کے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا تاکہ وہ متفق و متحد رہیں ـــــ اسلام کا مقصود باہمی اخوت و محبت ہے۔"

"کثرت رائے" کا ضابطہ بھی اسی مقصود کے حصول کے لئے بنایا گیا ہے ــــــ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مومن کا دوسرے مومن کے ساتھ وہ علاقہ ہے جیسے ایک عمارت کے اجزا کہ ان میں سے ایک جزو، دوسرے کو مدد پہنچاتا ہے اور ہر ایک کو ایک دوسرے سے استحکام پہنچتا ہے ــــ

پھر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے مسلمانوں کی باہمی چسپیدگی اور پیوستگی کو تمثیلاً دکھایا[۱۳] ــــ

حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ملت اسلامیہ فرد واحد کے جسم کی طرح ہے جب اس کی آنکھ یا سر میں تکلیف ہو تو سارا بدن دکھنے لگے[۱۴]۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع اسلام علیہ السلام کا مقصود یہ ہے کہ مسلمان کسی صورت میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، ہر حال میں متحد رہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں، اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں مسلمانان عالم کی کثرت رائے کا احترام کیا جائے ــــ صداقت و سچائی "کثرت رائے" میں چھپی ہوتی ہے ــــ ایک مثال سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے سب کو معلوم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے ــــ حضرت عطا رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۳ ربیع الاوّل ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۸ ربیع الاوّل اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۱۲ ربیع الاوّل ــــ علامہ ابن جوزی نے یہ تینوں قول پیش کر کے آخری قول کے بارے میں فرمایا کہ وہ زیادہ صحیح ہے[۱۵] ــــ دنیا کے سارے مسلمانوں نے آخری قول پر صاد کیا اور جمہور کی رائے یہی ٹھہری ــــ آج عام مسلمانوں کو اختلاف رائے کا پتا بھی نہیں کیوں کہ عوامی فیصلہ نافذ ہو چکا ــــ اب

ماضی کی طرف عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں برس پیچھے چلئے ——— ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پران اٹھا کر دیکھئے ——— اس میں لکھا ہے :-

وہ مظہر حق ۱۲ ربیع الاوّل ——— بروز پیر پیدا ہوگا، امن والے شہر میں، ایک سردار کے ہاں، جس کا نام عبداللہ ہوگا، اس کی ماں کا نام آمنہ ہوگا ———[۱۶]

آپ نے ملاحظہ فرمایا جو فیصلہ عوام وخواص نے صدیوں پہلے کیا تھا اُس کی حقانیت اس صدی میں ظاہر ہو کر رہی ——— اسی لئے عرض کیا گیا کہ کثرت رائے میں صداقت پوشیدہ ہوتی ہے اور جماعت وجمہور پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے ——— جو اس سے اختلاف کرتا ہے وہ خود بھی تباہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ کرتا ہے۔

"کثرت رائے" کے جمہوری اصول سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے شریعت میں زمانہ کی حرکی قوّت کی رعایت کی ہے اور انسانی معاشرے کے انقلابات اور تبدیلیوں کا لحاظ رکھا ہے، اس سلسلے میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ نہایت ہی اہم ارشاد قابل توجہ ہے، آپ نے فرمایا :-

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد اُس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے جب کہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اُس پر اُس کا گناہ ہے اور اُس کے بعد اُس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی ———[۱۷]

اس حدیث مبارکہ میں سنّت حسنہ (اچھا طریقہ) اور سنّت سیئہ (بُرا طریقہ) کی تقسیم کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں اور حالات کے تقاضوں کے تحت مستقبل میں بعض لوگ اچھے طریقے نکالیں گے اور بعض لوگ بُرے طریقے ——— اچھوں کو اُن کی اچھائی کا ثواب ملے گا اور بُروں کو اُن کی برائی کا عذاب

پھر ایک حدیث میں برے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین سے نہیں ہے، وہ مردود ہے[۱۸] ـــــــ

اس حدیث پاک کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ :-

جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں ہے، وہ محبوب ہے۔

گویا سنتِ حسنہ مرغوب و محبوب ہے اور سنتِ سیئہ مردود ـــــــ انھیں مردود اور ناپسندیدہ طریقوں کے بارے میں یہ ارشاد بھی ملتا ہے :-

بدترین امور وہ ہیں جو نوپیدا ہوں اور ہر نوپیدا (برا طریقہ) گمراہی ہے[۱۹]

اس حدیث کو ہر نوپیدا چیز پر منطبق نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ نوپیدا چیزوں اور طریقوں کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں پہلے ہی صراحت کر دی گئی ہے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔

قرآن حکیم میں بھی نوپیدا امور کا ذکر ہے اور اس پر اجر و ثواب کا بھی، وہ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے ترکِ دنیا اور رہبانیت کو از خود دین میں ایجاد کیا، اللہ نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا، وہ رحمٰن و رحیم ہے، بندوں پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، ہاں بندے اگر از خود بوجھ اٹھانا چاہیں تو منع نہیں فرماتا بلکہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے، یہ عادتِ الٰہی ہے چنانچہ جن پیروکاروں نے ترکِ دنیا اور رہبانیت کی زندگی گزاری اور اس بدعت کو نبھایا اُن کو ان کی نیت اور حسنِ عمل کا اجر عطا فرمایا اور جو نہ نباہ سکے وہ اجر و ثواب سے محروم رہے ـــــــ قرآن حکیم میں اس کی تفصیل اس طرح ہے :-

پھر ہم نے اُن کے پیچھے اِس راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور اُن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اُس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ـــــــ اور راہب بننا، تو یہ بات

انھوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی، ہم نے اُن پر مقرر نہ کی تھی، ہاں یہ بدعت انھوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا کہ اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے اُن کا ثواب عطا کیا۔

______ (الحدید: ۲۷)

مندرجہ بالا آیت سے یہ نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں:-

(۱) اللہ کی رضا چاہنے کے لئے دین میں نئی بات نکالی جاسکتی ہے۔

(۲) جو بات اس مقصد کے لئے دین میں نکالی جائے اس کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے، چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

(۳) ایسی نئی باتوں اور بدعتوں پر اگر پابندی سے ان پر عمل کیا جائے اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہر چیز کا بیان اور ہر بات کا جواب ہے، یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ عقل و دانش اور وساوس شیطانیہ ہم کو پریشان خیال رکھتے ہیں ______ بہرحال سنن حسنہ کے ساتھ ساتھ سنن سیئہ بھی بدعات میں شامل ہیں جو بیشک گمراہی ہیں ______ امام شاطبی نے کتاب الاعتصام میں سنت سیئہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

دین میں وہ خود ساختہ طریقہ جو شریعت کے مشابہ ہو، اُس پر چلنے کا وہی مقصد ہو جو طریقۂ شرعیہ سے مقصود ہوتا ہے[۲]

اس اجمال کی اگر تفصیل کی جائے تو بہت سی ایسی باتیں مردود ٹھہرتی ہیں جو ہماری نگاہ میں محبوب ہیں ______ مثلاً سال میں ملک کے ایک گوشے میں ملک کے مسلمانوں کو جمع کرکے عبادت کرنا اور لمبی لمبی دعائیں مانگنا ______ شریعت میں نماز پنجوقتہ میں محلہ کی مسجد میں سب کو جمع کیا گیا ہے، نماز جمعہ کے لئے شہر کی بڑی مسجد میں اور نماز عید کے لئے شہر سے باہر عیدگاہ میں ______ اس سے زیادہ اللہ نے اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دی۔ ہاں جو مکلف

ہیں ان پر حج فرض کیا گیا بشرط استطاعت ـــــ اب اگر کوئی میدان عرفات کے اجتماع کی نقل کرتا ہے اور بغیر تکلیف شرعی کے لوگوں کو جمع کرتا ہے تو وہ ایسی بدعت کا مرتکب ہے جس کا ذکر امام شاطبی نے کیا ہے اور جس کا ذکر حدیث میں بھی ہے ـــــ بہرکیف نو پیدا امور کو دو خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے، وہ امور جن کی اصل دین میں موجود ہے یقیناً مجوب و محمود ہیں[۲۲] (جیسے بیج اور درخت ـــــ درخت کی ایک ایک ٹہنی، ایک ایک پتے، ایک ایک پھول کا تعلق بیج سے ہے گو بظاہر بیج پر نظر رکھنے والا تعلق محسوس نہیں کرسکتا مگر جس کو علم و بصیرت حاصل ہے وہ اس تعلق کو پالے گا) ـــــ اور وہ امور جن کی اصل دین میں نہیں وہ مردود و ناپسندیدہ ہیں[۲۳] ـــــ

ایک بات اور ذہن نشین رہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں صراحت موجود ہے[۲۴] اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناپسندیدہ نظر آنے والے امور بھی اچھی نیت کی بنا پر امور خیر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ علامہ ناصر الدین ابن المنیر نے خوب فرمایا:۔

مقاصد، فعل کے احکام کو تبدیل کر دیتے ہیں[۲۵] ـــــ

مثلاً ایک شخص اپنے بچوں کی شادی پر چراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے، دوسرا شخص جشن عید میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے ـــــ دونوں نے چراغاں کیا، دونوں نے ہزاروں روپے خرچ کئے ـــــ مگر ایک کا مقصود نمود و نمائش کے سوا کچھ نہیں اور دوسرے کا مقصود تعظیم و تکریم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ـــــ پہلی کی نیت مردود، مقصد ناپسندیدہ اور دوسرے کی نیت مقبول اور مقصد پسندیدہ ـــــ اسی لئے متحدہ عرب امارات کی عدالت شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے محفل عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:۔

بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے اگر وہ

اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر برے ہیں تو قابل مذمت ۲۶

بعض حضرات ایسے بھی نظر آئیں گے جنہوں پسندیدہ امور کی بھی مخالفت فرمائی ہے ـــــ اس مخالفت کی کئی وجوہ اور اسباب ہوسکتے ہیں، مثلاً:۔

(۱) اختلاف کرنے والے کی نظر میں وہ چیز پسندیدہ نہیں اُس نے اخلاص کی کی بنا پر اُس کی مخالفت کی ہو جیسے بیعت الرضوان کے موقع پر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختلاف جو عارضی تھا اور بعد میں اُن کو نادم ہونا پڑا ـــــ یا قرآن کریم کی تدوین سے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اختلاف لیکن بعد میں اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے صائب معلوم ہوئی اور انھوں نے رجوع فرمایا۔

(۲) انسان تجربات و مشاہدات کے بعد کسی حتمی نتیجے پر پہنچتا ہے اگر اس کو بصیرت حاصل ہے تو نتیجہ جلد سامنے آجاتا ہے ورنہ برسوں بعد پتا چلتا ہے کہ وہ شے پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، اس لئے اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے نے عدم بصیرت کی بنا پر اختلاف کیا ہو پھر جب تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ ثابت ہوگیا کہ واقعی وہ پسندیدہ ہے تو اختلاف کرنے والے نے اپنا فیصلہ بدل دیا ہو۔

(۳) اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ چیز کسی خاص وقت میں فرد یا افراد کے لئے غیر مفید اور مضر ہے اس لئے جس طرح طبیب اور حکیم مریضوں کو بعض جائز اور حلال چیزوں سے سخت پرہیز بتاتا ہے اسی طرح اس نے وقت معین کے لئے منع کیا ہو اور بعد میں اس کو جائز اور پسندیدہ قرار دے دیا ہو۔

④ بعض انسانی طبائع ایسی ہیں کہ اُن کو ابتداء میں ہر نئی چیز بُری لگتی ہے اس لئے مخالفت کی ایک صورت یہ ہے کہ طبعاً اس چیز کی مخالفت کی ہو پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ناپسندیدہ' رفتہ رفتہ پسندیدہ ہو گئی ہو'

⑤ مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مخالفت کرنے والا اپنی انا کو قائم رکھنے کے لئے دوسرے کے مقابلے میں ایک پسندیدہ چیز کو ناپسند کہے اور اپنی ضد پر قائم رہے حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ جس چیز کی مخالفت کر رہا ہے وہ حقیقتہً پسندیدہ ہے صرف اپنی بات رکھنے کو وہ ضد پر قائم ہے۔

⑥ اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ اختلاف کرنے والا کسی سازش کا شعوری یا غیر شعوری طور پر شکار ہے اور وہ دشمنوں کے بعض عزائم کی تکمیل کے لئے مخالفت کر رہا ہے۔ ایسی مخالفت کرنے والا مندرجہ بالا تمام مخالفت کرنے والوں سے شدید تر ہوتا ہے اور جس چیز کی مخالفت کرتا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتا ہے حتیٰ کہ کشت و خون سے بھی دریغ نہیں کرتا؛

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نئی نئی رسموں کے ایجاد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

کبھی وہ اُن امور کی تفصیل و تشریح ہوتی ہے جن کو لوگ اپنے دلوں میں موجود پاتے ہیں اور اپنی دلی شہادت سے اُن کو قبول کر لیتے ہیں ۲۷

پھر انہی رسوم کی افادیت اور اُن کی مخالفت میں ہلاکت کی نشاندہی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اور مستعمل طریقے اپنی اصلی حالت میں درست ہوتے ہیں اس لئے کہ اُن سے عمدہ تدابیر کی حفاظت ہوتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے افرادِ انسانی کو کمالِ نظری یا عملی حاصل ہوتا ہے اور اُن کے نہ ہونے سے

اکثر لوگ بہائم طبع ہو جاتے ہیں ۲۸

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سنن حسنہ (اچھے طریقے) جنہوں نے انسان کے فطری تقاضوں کے تحت جنم لیا ہو اور انسان کے تمدنی اور عملی کمال میں مددگار ہوتے ہوں، اگر ان کو روکا جائے تو انسان درندہ صفت ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کا خون بہانے لگتا ہے۔ تاریخ جدید اور قدیم میں ایسی مثالیں مل جائیں گی جن سے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔

رسوم کی تبدیلیوں کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے یہ اظہار خیال کیا ہے:۔

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، انسانوں کی طبائع، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ ہی بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور ان کے استفادے کے طریقے بھی بدلتے رہتے ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونا لازم ہیں ان کو مدنظر رکھیں ۲۹

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسم کے لئے دنیا مضر ضروری ہیں اسی طرح معاشرے کی تشکیل وتعمیر اور ترقی کے لئے سنن حسنہ (اچھے طریقوں) کی ایجاد ضروری ہے، اسی لئے حدیث پاک میں ان کی رعایت رکھی گئی ــــــ یہ سنن حسنہ ایسی ہی ہیں جیسے جسم کے لئے لباس ــــــ اور لباس حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں ان کی وضع قطع ایک حالت پہ نہیں رہتی ــــــ اسی طرح رسم و رواج میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ــــــ مثلاً عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے میں بعض امور ایسے دیکھنے میں آتے ہیں جو پہلے نظر نہ آتے تھے۔ متحدہ عرب امارات کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبد العزیز المبارک اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہر بھی ہوتے ہیں

لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امور نہ ہوں تو وہ مباح ہیں جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے [۳۱]

جشن ولادت باسعادت کے سلسلے میں کوئی بات بظاہر ناپسندیدہ بھی نظر آئے تو معترض کو مولانا محمد قاسم نانوتوی کے یہ اشعار پیش نظر رکھنے چاہئیں، آپ فرماتے ہیں :۔

عجب نہیں تیری خاطر سے تری امت کے
گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
بکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں
کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہونگی نثار [۳۲]

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ نو پیدا چیزوں میں بعض شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ ہیں اور بعض ناپسندیدہ ——— یہ بھی عرض کیا گیا کہ پسندیدہ چیزوں کے بارے میں بعض حضرات اختلاف رائے رکھتے ہیں پھر اس اختلاف رائے کی کئی صورتیں ذہن میں آتی ہیں ان میں سے منجملہ دیگر صورتوں کے ایک صورت یہ پیش کی گئی کہ اختلاف رکھنے والا اور مخالفت کرنے والا شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی سازش کا شکار ہو اور جان بوجھ کر یا انجانے کسی پوشیدہ مقصد کی تکمیل کے لئے مخالفت کر رہا ہو ——— یہاں اس نکتے کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

تاریخ شاہد ہے کہ صدیوں تک مسلمان میدان جنگ میں یہود و نصاریٰ کو شکست دیتے رہے اور خود صدیوں تک ناقابل تسخیر بنے رہے ——— آخری دور میں بھی ان کی حکومت و سلطنت یورپ، افریقہ اور ایشیا تین براعظموں پر پھیلی ہوئی دنیا کی سب سے بڑی مملکت تھی جس کو سلطنت عثمانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میدان جنگ میں شکست کھا کر دشمنانِ اسلام نے نظریاتی جنگ چھیڑ دی اور عالم اسلام کے فکری اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کو جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا، یہ جنگ گزشتہ تین

صدیوں سے اب تک جاری ہے۔

جب ہندوستان میں انگریزی کا عمل دخل ہوا تو بعض حضرات نے انگریزی تعلیم کی سخت مخالفت کی اور بعض خاندان برسوں اس تعلیم کی مزاحمت کرتے رہے۔ اصل میں لٹریچر اور زبان اپنے دامن میں خیالات و تصورات کا ایک سرمایہ رکھتے ہیں، پڑھنے والا ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ـــــ رفتہ رفتہ اس کے نظریات میں تبدیلی آنے لگتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ بدلنے لگتا ہے اور پھر بدل ہی جاتا ہے ـــــ سرسید احمد خاں نے انگریزی تعلیم اور تہذیب و تمدن کی پرزور حمایت کی، اُن کو اندازہ نہ تھا کہ اس سے ملت اسلامیہ میں کتنا بڑا انقلاب آئیگا، وہ سمجھتے رہے کہ اُن کے قائم کردہ جامعہ سے طلبہ "پکے" اور سچے مسلمان بن کر نکلیں گے۔ ـــــ لیکن آخر عمر میں جب انھوں نے اپنی فصل کو تیار ہوتے دیکھا تو سخت مایوس ہوئے اور ایک مکتوب میں یہاں تک لکھا کہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ مسلمان رہیں گے، یہ تو زندیق اور ملحد ہوگئے ـــــ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ لٹریچر اور زبان اپنے ساتھ نظریات و تصورات لاتے ہیں جو پڑھنے والوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتے ـــــ چنانچہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں میں بالعموم یہ تبدیلی آئی، ـــــ جو نماز پڑھتے تھے، انھوں نے نمازیں چھوڑ دیں، جو روزہ رکھتے تھے انھوں نے روزے چھوڑ دیئے، جو ٹوپیاں اوڑھتے تھے، انھوں نے ٹوپیاں اتار دیں ـــــ جو داڑھیاں رکھتے تھے، انھوں نے داڑھیاں تک منڈوا دیں ـــــ جو بیٹھ کر کھاتے تھے وہ کھڑے ہو کر کھانے لگے ـــــ جو اللہ اور اللہ کے محبوبوں سے محبت کرتے تھے، وہ اغیار سے محبت کرنے لگے ـــــ

بیشک دشمنان اسلام کی یہی کوشش رہی کہ عاشقانِ رسول کو گستاخیٔ رسول کے "شجر ممنوعہ" کی طرف اس دل رُبا انداز سے متوجہ کیا جائے جس دل کش انداز سے شجر ممنوعہ کی طرف ابلیس نے آدم علیہ السلام کو متوجہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کیا ایسی چیز نہ بتادوں جس کو کھا کر تم ہمیشہ ہمیشہ اسی جنت میں رہو اور ایسی سلطنت نہ دلوادوں جو قائم و دائم

ہو اور ایسی زندگی جو جاوداں ہو ـــــ بات بڑی دل ربا تھی ـــــ پھر وہی ہوا جو رب کو منظور تھا ـــــ دشمنانِ اسلام اِس دنیا میں قصۂ ابلیس و آدم کو پھر دہرانا چاہتے ہیں ـــــ وہ آدم (علیہ السلام) جس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے طفیل اللہ کی خوشنودی حاصل کی، اس کی اولاد کو گستاخیٔ رسول کا سبق سکھا کر جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں؛

اسلامی تاریخ و سیاست کے مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ''عشق رسول'' سے ملت اسلامیہ میں جہاں گیری کی قوت پیدا ہوئی اور اتباع رسول سے جہاں بانی و جہاں آرائی کا سلیقہ آیا ـــــ جس ملت میں جہاں گیری و جہاں بانی اور جہاں آرائی کا جوہر نہ ہو وہ حکومت نہیں کرسکتی، اس کی قسمت میں غلامی لکھ دی جاتی ہے ـــــ ـــــ آزادی میں عشق رسول کی جو کیفیت تھی وہ اپنی جگہ، غلام ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی اس قدر ایمانی حرارت تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ادنیٰ گستاخی برداشت نہ کی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سرفروشانِ اسلام میں غازی عبدالرشید شہید، غازی میاں محمد شہید، غازی عبدالقیوم شہید، غازی محمد صدیق شہید اور غازی علیم الدین شہید[۳۳] وغیرہ نے گستاخانِ رسول کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا اور خود مسکراتے ہوئے تختۂ دار پر چڑھ گئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت<br>
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اب حالات سامنے ہیں، وہی زمین، وہی آسماں، وہی ہم ـــــ مگر ہم ایسے بدلے کہ گستاخانِ رسول سے باز پرس تو کیا کرتے خود گستاخیاں کرنے لگے اور پاک و صاف دلوں میں وسوسے پیدا کرکے ابلیس کی صف میں کھڑے ہوگئے ـــــ

سنیئے قرآن حکیم کیا کہہ رہا ہے:۔

آپ کہہ دیجئے میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا پروردگار ہے جو سب لوگوں کا بادشاہ ہے، جو سب لوگوں کا معبود ہے ـــــ

_____ اس کے شر سے جو دلوں میں بڑے خطرے ڈالے اور دبک رہے

_____ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی[۳۴]۔

یہ دیکھنے والا، دلوں میں وسوسے ڈالنے والا، خدا اور رسول سے دور کرنے والا، ملت میں تفرقے ڈالنے والا، دل کو دل سے جدا کرنے والا خدا کے نزدیک اسی طرح پناہ مانگنے کے قابل ہے جس طرح ابلیس اور شیطان کیونکہ یہ سب کام مصلحین کے نہیں، مفسدین کے ہیں _____ دورِ جدید کی تمام دماغ سوزیوں اور بحث و مباحثہ کا مقصد یہ ہے کہ گرمیٔ عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) دل سے نکل جائے اور مسلمان جسد بے روح بن کر رہ جائے _____ ایک جدید اسلامی تحریک سے متاثر ایک نوجوان سے راقم نے دریافت کیا، سچ کہئے کیا آپ اپنے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سرفروشانہ جذبہ پاتے ہیں جو آن کی آن میں آپ کو جان دینے پر آمادہ کر دے؟

انھوں نے نہایت سچائی کے ساتھ نفی میں جواب دیا اور کچھ سوچ کر نادم بھی ہوئے _____ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دماغ سوزی کا نام نہیں _____ اسلام جگر سوزی کا نام ہے، اسلام عشقِ مصطفےٰ کا نام ہے، اسلام جاں باختگی اور جان سپردگی کا نام ہے۔

○

دشمنانِ اسلام نے اسی روح کو تاکا جس نے مسلمانوں کو تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ بنا رکھا تھا اور مغرب سے لیکر مشرق تک اور جنوب سے لے کر شمال تک متحد کر رکھا تھا _____ چنانچہ برطانیہ نے اٹھارویں صدی عیسوی سے قبل ہی یہ سوچنا شروع کر دیا تھا:۔

۱۔ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو سلطنت انگلستان کی نوآبادیوں میں اس کے عمل دخل اور قبضے کو مستحکم کریں۔

۲۔ ایسے پروگرام مرتب کئے جائیں جس سے ان علاقوں میں اثر و رسوخ قائم ہو جو نوآبادیاتی نظام کا شکار نہیں ہوئے[۳۵]

انھیں مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک جاسوس ہمفرے کو[۳۶] ۱۷۱۰ء میں انگلستان کی نوآبادیاتی وزارت نے مصر، عراق، ایران، حجاز اور عثمانی سلطنت کے دارالخلافہ استنبول کی جاسوسی پر مامور کیا ــــــ اس کے ذمہ یہ کام تھے :۔

① مسلمانوں کی کمزوریوں کی نشاندہی کرنا۔

② مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا۔

سکریٹری وزارت نوآبادیات نے پھوٹ ڈالنے کے لئے مندرجہ ذیل ممکنہ شوشوں کی نشاندہی کی :۔

① ــــ نسلی اختلاف

② ــــ قبائلی اختلاف

③ ــــ جغرافیائی اختلاف

④ ــــ قومی اختلاف

⑤ ــــ لسانی اختلاف

⑥ ــــ مذہبی اختلاف [۳۷]

سکریٹری وزارت نوآبادیات نے ہمفرے پر یہ واضح کردیا :۔

جب تک ہم اپنے نوآبادیاتی علاقوں میں نفاق، تفرقہ، شورش اور اختلاف کی آگ کو ہوا نہیں دیں گے، پرسکون اور مرفہ الحال نہیں ہوسکتے [۳۸]

وزارت نوآبادیات کی طرف سے ہمفرے کو ایک ہدایت نامہ بھی دیا گیا جس کا عنوان تھا :۔

"اسلام کو صفحۂ ہستی سے کیوں کر مٹایا جاسکتا ہے ؟"

یہاں اس ہدایت نامے کی چیدہ چیدہ شقوں کو پیش کرتا ہوں :۔

① ایسے افکار کی ترویج جو قومی، قبائلی، نسلی عصبیتوں کو ہوا دیں اور لوگوں کو گزشتہ قوموں کی تاریخ، زبان اور ثقافت کی طرف شدت سے مائل کردیں، وہ ماقبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فریفتہ ہوجائیں اور ان کا احترام کریں [۳۹]

(۲) مسلمانوں کو اسلامی احکامات اور اس کے اوامر و نواہی سے روگردانی کی ترغیب دیں کیوں کہ احکام شرع سے بے توجہی معاشرے میں بدنظمی اور افراتفری کا سبب ہوتی ہے۔

(۳) علمائے دین اور عوام کے درمیان دوستی اور احترام کی فضا کو آلودہ کرنا وہ اہم فریضہ ہے جسے انگلستان کی حکومت کے ہر ملازم کو یاد رکھنا چاہیئے

(۴) ائمہ دین کے مزارات پر تعمیر کی بندش۔

(۵) اپنے آپ کو تمام گھرانوں میں پہنچا کر باپ بیٹے کے تعلقات کو اس حد تک بگاڑا جائے کہ بزرگوں کی نصیحت بے اثر ہو جائے۔

(۶) عورتوں کی بے پردگی کے بارے میں ہمیں سعی بلیغ کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان عورتیں خود پردہ چھوڑنے کی آرزو کرنے لگیں۔

(۷) ہماری دشواریوں میں ایک بڑی دشواری بزرگان دین کے مزاروں پر مسلمانوں کی حاضری ہے۔ ضروری ہے کہ مختلف دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان کی آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے ...... آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کر کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

(۸) دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عمامے اتروائیں تاکہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور لوگ علماء کا احترام چھوڑ دیں۔

(۹) آزاد خیالی اور چون و چرا والی کیفیت کو مسلمانوں کے اذہان میں راسخ کرنا چاہیئے تاکہ ہر آدمی آزادانہ طور پر سوچنے کے قابل ہو۔

(۱۰) نسل کو کنٹرول کیا جائے اور مردوں کو ایک سے زیادہ بیوی اختیار کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلے کو دشوار بنایا جائے۔ [۴۰]

اسی قسم کی اور بہت سی ہدایات ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔
وزارت نو آبادیات نے اسلام کی طاقت و قوت کے سرچشموں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان دو سرچشموں کا بھی ذکر کیا ہے جو نہایت اہم ہیں :۔

(۱) پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل بیت، علماء اور صلحاء کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا۔

(۲) سادات کا احترام اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود وسلام کے مستحق ہیں [۴۱] (ص ۹۸)

ان سرچشموں کو پاٹنے کے لئے یہ ہدایت دی گئی :۔

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کے برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بت پرستی کے آداب رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی [۴۲]

اس مقصد کے حصول کے لئے وزارت نو آبادیات نے ضرورت محسوس کی کہ مسلمانان عالم کے عقائد و افکار میں رخنے ڈالنے کے لئے نیا مسلک و مذہب ایجاد کیا جائے اور پھر اس کے بانی اس کے مذہب میں تمویت اختیار نہ کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے مال عزت اور آبرو کی بربادی کو روا سمجھا جائے اور اس ضمن میں گرفتار کئے جانے والے مخالفین کو بردہ فروشی کی مارکیٹ میں کنیز و غلام کی حیثیت سے بیچیں [۴۳]

چنانچہ اس پروگرام کے تحت نئے مسلک و مذہب کو متعارف کرایا گیا اور یہی کچھ کیا گیا جس کی وضاحت مندرجہ بالا الفاظ میں کی گئی ہے۔ بیسویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں بھی ایک کوشش کی گئی [۴۴] اور اس سے قبل انیسویں صدی عیسوی میں بھی کی جا چکی تھی [۴۵]

○

مسٹر ہمفرے اور ان کے ساتھیوں کو عالم اسلام میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کے لئے اٹھارویں صدی عیسوی میں بھیجا گیا تھا اس کے بعد انیسویں صدی عیسوی میں ایک اور جاسوس کو بھیجا جو لارنس آف عربیا[۴۲] کے لقب سے جانا پہچانا جاتا تھا ـــــ اس کو تمام عرب کا نجات دہندہ تصور کیا جاتا ہے مگر جب اس کے چہرے سے نقاب الٹا تو معلوم ہوا کہ اس کو برطانوی مستعمرین نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف عربوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے اور عرب سرزمین پر اسرائیلی حکومت قائم کرنے کے لئے زمین ہموار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی ـــــ فلپ نائٹلی اور کولن سمپسن نے اپنی کتاب ـــــ LAWRENCE OF ARABIA THE SECRET.
میں خفیہ فائلوں اور دستاویزوں کی روشنی میں اس راز کو طشت از بام کیا ہے۔
یہ پہلی جنگ عظیم کا واقعہ ہے جب سامراجی طاقتیں اپنے آدمیوں کو مختلف بھیس میں بھیجا کرتی تھیں ـــــ لارنس کا اصل نام تھامس ایڈورڈ لارنس تھا، لارنس نے عربوں میں رہ کر ان کی تہذیب و تمدن اور زبان کو ایسا اپنایا کہ وہ عربوں میں بالکل گھل مل گیا حتیٰ کہ عربوں نے اس کو اپنا رہنما بنا لیا پھر اس نے بڑی آسانی سے سامراجی عزائم پورے کئے ـــــ سنّی مسلمانوں کی عظیم مملکت سلطنت عثمانیہ جو تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگی ـــــ فرانس نے الجزائر، تیونس، مراکش چھین لئے ـــــ برطانیہ نے مصر پر پنجے جمائے ـــــ آسٹریا نے ہنگری کے ساتھ مل کر بوسینیا اور ہرزی گو ڈینیا پر قبضہ جمایا ـــــ اٹلی نے لیبیا پر اور بلقان کے صوبے بغاوت اور سازشوں کے ذریعہ الگ ہو گئے ـــــ اس طرح سامراجی جاسوسوں نے مسلمانوں کی ساکھ کو سخت نقصان پہنچایا[۴۳] ـــــ وہ ہمدرد بن کر آئے اور انھوں نے وہ کام کیا جو ایک دشمن جاں کر سکتا ہے۔

یہ سلسلہ اب تک جاری ہے عالمی طاقتیں اپنے مذہبی اور سیاسی عزائم پورے

کرنے کے لئے میدان جنگ سے زیادہ معاشرتی اور نظریاتی میدانوں میں کام کر رہی ہیں ——— اور خیر خواہی کے پردے میں غیر ترقی یافتہ ممالک میں پوری توانائی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں ——— خیر خواہی کی مختلف صورتیں مثلاً کہیں سیلاب آیا، مدد کی ضرورت ہوئی تو اس کے جاسوس سیلاب زدہ لوگوں کے لئے سامان لیکر پہنچ جاتے ہیں، کوئی وبا پھیلتی ہے تو یہی جاسوس ڈاکٹروں کی شکل میں پہنچ جاتے ہیں[۴۸] ——— کہیں آزادی کی جنگ لڑی جا رہی ہے تو یہ حامی و مددگار بن کر پہنچ جاتے ہیں ——— قحط پڑتا ہے تو یہی جاسوس سامان خورد و نوش لے کر پہنچ جاتے ہیں ——— کہیں تیل یا معدنیات نکالنی ہیں تو یہ جاسوس ماہرین اور انجینئر کی صورت میں پہنچ جاتے ہیں ——— کہیں جہالت ہے تو یہ جاسوس ماہرین تعلیم کی شکل میں پہنچ جاتے ہیں ——— الغرض علم و فن کے ماہرین ڈاکٹر، انجینئر، ریاضی داں، ماہرین معاشیات، ماہرین اقتصادیات، ماہرین ارضیات، ماہرین آثار قدیمہ اور دوسرے بہت سے ماہرین ہنگامی حالات میں ضرورت مندوں کی ضرورتوں اور مصیبتوں سے فائدہ اٹھا کر اس طرح آ جاتے ہیں اور اپنے اپنے کام کر کے چلے جاتے ہیں، عام آدمی کو خبر تک نہیں ہوتی کہ جو دینے آیا تھا وہ لوٹ کر لے گیا ———

جب راقم ولادت باسعادت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو یہ حیرت ناک حقیقت سامنے آئی کہ جو حضرات برطانوی سامراج کے حامی و مددگار تھے۔ وہ محافل میلاد منعقد کرنے اور جشن میلاد منانے کے سخت خلاف تھے، اگر متذکرہ بالا سازشوں کی روشنی میں اس حقیقت کو دیکھا جائے تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے ——— یہاں چند مثالیں پیش کروں گا، ورنہ اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے ———

ایک فاضل جلیل جو علم و دانش میں یگانۂ روزگار تھے اور جن کو ہندوستان کی ایک ریاست میں اقتدار و اختیار حاصل تھا، فرماتے ہیں :-

میں بیس سال کامل متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال کا ہوں ...
... حکام عالی منزلت یعنی کارپردازان دولت انگلشیہ کو تجربہ اس
ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت دولت
کا خصوصاً ہو چکا ہے ۔[۴۹]

اس فاضل جلیل کے ایک ہم عصر علامہ محمد عالم آسی امرتسری نے اپنا چشم دید ایک واقعہ نقل کیا ہے ـــــ وہ لکھتے ہیں :۔

نواب صدیق حسن خاں بہادر نے ریاست بھوپال میں امیر الملک
والا جاہ کا خطاب حاصل کیا ـــــ کسی نے اتفاقاً ان کے زیر حکومت
محفل میلاد منعقد کی ـــــ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا
اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھود کر منعدم کیا جائے ۔[۵۰]

خدا کی شان اس کے حکم کے چند روز بعد وہ معزول ہو کر بے دست و پا ہوگئے اور اختیار بے اختیاری میں بدل گیا ـــــ

ایک اور بزرگ جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں مجاہدین جنگ آزادی سے انگریزوں کی حمایت میں مقابلہ کیا تھا[۵۱] اور جو اپنے زمانے کے وحید العصر اور فقیہہ النفس سمجھے جاتے تھے، مجالس عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کیلئے فرماتے ہیں :۔

(۱) عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو
اس زمانے میں درست نہیں ۔[۵۲]

(۲) انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے ۔[۵۳]

(۳) مجالس میں شرکت بھی ناجائز بسبب اور وجوہ کے ۔[۵۴]

ایک اور عالم جو ابتدا میں خود ربیع الاول شریف میں وعظ فرماتے تھے۔ بلکہ محافل میلاد میں بھی انھوں نے شرکت کی[۵۵] مگر بعد میں انھوں نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ اس قسم کی محافل منعقد نہ کریں ـــــ موصوف پر خود ان کے ہم مسلک حضرات نے انگریزوں سے مدد لینے کا الزام لگایا ہے ـــــ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

جب حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھنے کا شوق ہو کوئی معتبر کتاب لے کر خود پڑھ لے یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے آگئے ہوں اُن کو بھی سنا دے "۵۷

یعنی بہر صورت محفل میلاد کر کے دوسروں کو دعوت نہ دے خود ہی پڑھ کر فارغ ہو جائے

بعض نظریات و خیالات ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے پائے جاتے ہیں مگر تحریک کی شکل میں نہیں بلکہ وہ ردِّ عمل کے طور پر ابھرتے ہیں جو ایک فطری عمل ہے پھر ختم ہو جاتے اور کثرت رائے میں گم ہو جاتے ہیں، اس میں کسی سیاست کا دخل نہیں ہوتا لیکن جب مخالفانہ خیالات و نظریات ایک تحریک کی شکل اختیار کر لیں تو پھر ان کے پیچھے بہت سے سیاسی اور نظریاتی عوامل کار فرما ہوتے ہیں، پھر ان کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنا چاہیئے اور تاریخ و سیاست دونوں پر نظر رکھنا چاہیئے۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں بعض نو پیدا باتیں پسندیدہ ہیں اور بعض ناپسندیدہ لیکن بعض حضرات پسندیدہ باتوں سے بھی مسلمانوں کو روکتے ہیں، ممکن ہے روکنا اور منع کرنا دشمن اسلام قوتوں کی سازشوں کا نتیجہ ہو اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کہیں ہم غیر شعوری طور پر سازشوں کا شکار تو نہیں! ـــــــ ہم اور ہمارے علماء بہت سیدھے سادے ہیں جب کہ دشمن نہایت ہی ہوشیار اور دُور اندیش ہے ـــــــ دشمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہمارے ہی ہتھیاروں سے ہمارے خلاف نبرد آزما ہو ـــــــ وہ قرآن و حدیث لے کر سامنے آتا ہے اس لئے قرآن حکیم کے اس انتباہ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

اسی سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے راہ پاتے ہیں ۵۸

اسی لئے قرآن حکیم نے ضلالت و گمراہی سے بچنے کے لئے خود احتسابی کا زرّیں اصول نوع انسانی کے سامنے رکھا اور ارشاد فرمایا :-

بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے

باطن کو نہ بدل ڈالے [59]

یعنی انقلاب اندر سے آتا ہے، باہر سے نہیں، اسی لئے اقبال نے دورِ جدید کے اساتذہ پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا :-

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں !
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ !

یعنی جس طرح دیا سلائی سے بجلی کا بلب جلنا ممکن نہیں ہے اسی طرح اسکول، کالج اور جامعات کے اساتذہ کے لیکچروں سے دل کا روشن ہونا ممکن نہیں ــــــــ چنانچہ اقبال تعلیم سے زیادہ تربیت کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیئے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت ضروری ہے اور ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے [60]

اس میں شک نہیں ملت اسلامیہ کو تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ جن علماء نے محافل میلاد اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وحمایت فرمائی اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ان محافل اور ولادت باسعادت پر خوشیاں منانے سے مسلمانوں کو تربیت ہوتی ہے اور ان میں جذبۂ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیدار رہتا ہے چنانچہ متحدہ عرب امارات کی عدالت شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے محفل میلاد اور جشن میلاد پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس کی اباحت اور استحباب کی وجہ یہ بتائی ہے۔

کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے [61]

جذبات کا بیدار رہنا قومی زندگی کے لئے ضروری ہے، جذبہ سو گیا تو زندہ نظر آنیوالی قوم بھی مردہ ہے ــــــــ وہ بظاہر سب کچھ ہوتے ہوئے مجبور اور بے دست و پا ہے ــــــــ اور اگر جذبہ بیدار ہے تو وہ قوم بظاہر کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب

کچھ ہے ـــــ وہ سلطنتیں بنا سکتی ہے، وہ حکومتیں جنم دے سکتی ہے، وہ تہذیب و تمدن کو پروان چڑھا سکتی ہے، وہ دنیا کے غریبوں اور مظلوموں کے لئے ایک سہارا بن سکتی ہے، دنیا کا ہر مظلوم اُسی کی راہ تکتا ہے ـــــ اُس کے ہوتے ہوئے کوئی ظالم و سفاک، مظلوم و بے کس کو ٹیڑھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا ـــــ اور ہاں جذبہ سویا ہوا ہو تو دن کی روشنی میں گھر لوٹ لئے جاتے ہیں، عزتیں لوٹ لی جاتی ہیں، معصوم جانوں سے کھیلا جاتا ہے ـــــ اور عدل و انصاف کا مذاق اُڑایا جاتا ہے ـــــ

یہی جذبہ ہے جس کو قرآن حکیم نے "تقویٰ" سے تعبیر کیا ہے ـــــ اس کی بارگاہ میں اسی کی قدر و منزلت ہے ـــــ نماز پڑھنے والے سے خود فرما رہا ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا یا مشرق کی طرف کر لیا بلکہ نیکی نام ہے توجہ الی اللہ کا اور توجہ الی الرسول کا [62] ـــــ دل نہ بدلا تو کچھ نہ بدلا ـــــ کہ حضورِ یار میں یار کے سوا کسی پر نظر نہ ہو، ہر چیز کو یار کے قدموں پر نچھاور کر دے [63] ـــــ ہم تقویٰ کو روتے ہیں مگر اس کے لئے ایسی مثالی زندگی کی ضرورت ہے جس سے سرفروشانہ محبت ہم کو تقویٰ کی بلندیوں پر پہنچا دے ـــــ الحمدللہ وہ نمونہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ قدسی میں موجود ہے، حیاتِ طیبہ کیا ہے ایک زندہ قرآن ہے ـــــ اس ذاتِ اقدس سے والہانہ اور سرفروشانہ تعلق ہی ہم کو جگا سکتا ہے ـــــ عمل کے لئے عقل نہیں، دل ابھارتا ہے، دل جذباتِ محبت کا گھر ہے، جب تک یہ گھر آباد نہیں ہوتا دنیا ویران رہے گی ـــــ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شرطِ اوّل اور اسلام کا جزوِ اعظم ہے ؎

محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب کے عیوب پر نظر نہیں رکھتی اُس کی خوبیوں پر فریفتہ رہتی ہے ـــــ اُس کو تو عیب بھی حُسن نظر آتے ہیں، کوئی ایسا عاشق نظر نہ آیا جو اپنے محبوب میں عیوب تلاش کرتا ہو بلکہ وہ تو اتنا باغیرت ہوتا ہے کہ اس کی آنکھ بھی اس کی رقیب ہو جاتی ہے، کیا خوب کہا ہے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز ... [illegible]

مجھے اپنی آنکھ پر رشک آتا ہے میں اس کو محبوب کا روئے زیبا دیکھنے نہیں دیتا اور کان کو اس کی باتیں بھی سننے نہیں دیتا ـــــــ اللہ اکبر! محبت کی غیرت کا یہ عالم ہوتا ہے، عیب چینی کا تو ذکر ہی کیا ہے، عیب چینوں کا حرم محبت میں گزر ہی نہیں ـــــــ اور پھر اُس کی حریم میں جو سارے جہان کے لئے رحمت ہے؟ کائنات کے ذرّہ ذرّہ نے جس کے حسن سے بھیک مانگی ہے، وہ حسین، سارے عالم کو جس کا مدح خواہ بنا دیا گیا اور جس کے نام نامی کو جنت کا وسیلہ قرار دے دیا گیا [۶۵]

جذبہ عشق ایک دولت ہے جب یہ حاصل ہو جائے اس سے کام لیجئے، ضائع نہ کیجئے ـــــــ اس جذبے سے خود کو بیدار کیجئے ـــــــ اغیار کے اثرات کو پامال کیجئے ـــــــ فکر و نظر پر جو جالے تن گئے ہیں، ان کو توڑ ڈالئے ـــــــ جسم و جاں پر جو آبلے پڑ گئے ہیں، ان کو پھوڑ ڈالئے ـــــــ چہروں پر جو غازے مل دیئے گئے ہیں ان کو دھو ڈالئے ـــــــ اغیار کے در پر دریوزہ گری کب تک؟ ـــــــ غیروں کی طرف للچائی ہوئی نظریں کب تک؟ ـــــــ چاک دامنی کی بخیہ گری کب تک؟ ـــــــ

بیت اللہ اور گنبد خضرا سے مسلمانان عالم کی محبت ایک بڑی عسکری قوت ہے ـــــــ مگر کیا بات ہے محبت والے سینوں میں دل لئے اور دلوں میں محبت چھپائے، ڈرتے ڈرتے جاتے ہیں ـــــــ حریم جاناں میں کسی نے کبھی محبت پر پہرا تو نہ لگایا تھا ـــــــ بارہ سو برس تک خوش خوش جاتے رہے، دل کی آرزوئیں پوری کرتے رہے ـــــــ پھر حریم جاناں میں ایسی قیامت آئی کہ عاشقوں کے لئے جگہ تنگ ہو گئی ـــــــ کہا کچھ تھا، ہو گیا کچھ!

میں نے کہا کہ "بزم ناز چاہیئے غیر سے تہی"
سُن کر ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ "یوں"

محبت پر پہرے بٹھا دیئے گئے ـــــــ عشق کو پابند سلاسل کر دیا گیا [۶۶] ـــــــ

وہ جو چپے چپے پر محبوب کی نشانیاں تلاش کرتے تھے، اب کہاں جائیں کہ نشانیاں ختم کر دی گئیں، نشانات تک مٹا دیئے گئے ـــــــ مگر پھر بھی وہ زمین و آسما

باقی ہیں، جس زمین پر وہ چلتا تھا اور جس آسمان کے آفتاب و ماہتاب اس کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے ——— ہاں ان کو کوئی نہیں مٹا سکتا ——— اور وہ خود زندہ و پایندہ ہے، زندہ و تابندہ ہے ؎

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ذکر رسول کیجئے، خوب کیجئے ——— مگر فکر رسول سے غافل نہ ہوئیے اور سنت رسول کو ہرگز نہ چھوڑیئے ——— اُس کے لئے دیوانگی کی ضرورت ہے، ——— وارفتگی و شیفتگی کی ضرورت ہے ——— محبت رسول میں مر مٹنے کی ضرورت ہے، ——— ہاں ذکر رسول سے فکر رسول کی طرف قدم بڑھائیے ——— فکر رسول سے سنت رسول کی طرف قدم بڑھائیے ——— سنت رسول سے عظمت انسانیت کی طرف قدم بڑھائیے ——— قدم بڑھاتے رہیئے پھر سارے عالم پر چھا جائیے ——— کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ ——— ہاں ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے ——— جاگنے کی ضرورت ہے، بیدار ہونے کی ضرورت ہے ——— سُلانے والوں کے ہاتھ جھٹکنے کی ضرورت ہے ——— سب طوق گلے سے نکالنے اور اُن کا طوق گلے میں ڈالنے کی ضرورت ہے ——— پھر دیکھئے ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی شاہی کی جا سکتی ہے ——— سچی عظمتوں کے سامنے جھوٹی شان و شوکت کچھ بھی تو نہیں ——— ایک سراب ہے، ایک دھوکا ہے، ایک فریب ہے، ایک طلسم ہے ——— ہاں اُن کے بن جائیے، تاکہ سارا جہان آپ کا بن جائے ——— ؎

کاسۂ غیر کو اور منہ سے لگاؤں توبہ!
شان پہچانتا ہوں یار کے پیمانے کی

O

قرآن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد وحید یہ بتایا گیا کہ زندگی کے ہر شعبے میں ان کی اطاعت اور پیروی کی جائے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس کے لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔[۶۷]

اسی غرض وغایت کے تحت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہدایت فرمائی اور ارشاد فرمایا:۔

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں، وہ لو اور جس سے منع فرمائیں، باز رہو۔[۶۸]

اور اسی کے ساتھ ساتھ شک کرنے والے کے اس شک کا ازالہ کرنے کے لئے کہ اطاعت کا مستحق تو صرف اللہ ہے، یہ وضاحت بھی فرما دی:۔

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔[۶۹]

بلکہ مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی محبت کا وسیلہ قرار دیا اور فرمایا:۔

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور گناہ بخش دے گا۔[۷۰]

اللہ تعالےٰ نے نہ صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی محبت کا وسیلہ قرار دیا بلکہ مسلمانوں کے ہر معاملہ میں آپ کے فیصلے کو حتمی اور قطعی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جو آپ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:۔

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔[۷۱]

اللہ اللہ کیسی واضح ہدایت ہے! ——— ہمارے لئے صرف ایک ہی در کھلا ہے، جس نے اس در سے منہ موڑا وہ کہیں کا نہ رہے گا، ہر در پر بھٹکتا پھرے گا، توبہ کے لئے اسی در پر آنا پڑے گا ——— صاف صاف ارشاد فرما دیا

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو واجب قرار دے دیا:۔

جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ؎

پھر بھی اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت ہے، براہ راست اللہ سے توبہ مانگی جا سکتی ہے تو ایسے لوگوں کے لئے صاف فرما دیا:۔

وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان میں کوئی راہ نکالیں، یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ؎

سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سر جھکا دے ——— آپ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سمجھے ——— اللہ سے آپ کو جدا نہ کرے، ایک عاشق صادق نے کیا خوب کہا ہے:۔

ع۔ تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو

اللہ تعالےٰ نے کتب سماوی میں ہزاروں برس پہلے مسلمانوں کی یہ نشانی بتا دی تھی کہ وہ آپ کی غلامی کریں گے، اس طرح پہلے ہی آپ کی اطاعت فرمانبرداری مسلمانوں کا مقدر بن چکی تھی ——— ارشاد ہوتا ہے:۔

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت میں اور انجیل میں ؎

قرآنی ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ محبت کے ساتھ ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت کی جائے اور اطاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے، اطاعت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا کیوں کہ ایمان کے لئے زبانی اقرار کے ساتھ قلبی

تصدیق بھی ضروری ہے اور دل جب تصدیق کرتا ہے تو پھر رونگیں رونگیں سے "لبیک، لبیک"! کی آواز آنے لگتی ہے اور سرتابی وحکم عدولی تو کجا اس کا خیال تک دل میں نہیں گزرتا ——— حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کرام نے جو کچھ پایا محبت اور اطاعت سے پایا ——— سچی محبت اور اطاعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے، ان کو جدا نہیں کیا جاسکتا ——— جدا ہو کر نہ محبت، محبت رہتی ہے اور نہ اطاعت، اطاعت ——— اطاعت، محبّت کی جلوہ گاہ ہے ——— روشن اور بیدار محبت، انسان کو متحرک رکھتی ہے حتیٰ کہ جب وہ سوتا ہے تو اس کا دل جاگتا رہتا ہے ——— یہ محبت خود انسان کو اپنا محاسب بنا دیتی ہے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، بولتے چالتے، روتے ہنستے، سنّت کے آئینے میں وہ خود کو سنوارتا رہتا ہے، کسی لمحہ غافل نہیں رہتا، ہر وقت ہوشیار رہتا ہے، اپنا آپ نگراں بن جاتا ہے ——— پھر خود گرد خود گیر بن کر جہاں گیر بن جاتا ہے۔

ہم صورتوں کو سنوارنے میں لگے ہیں ——— ہم لباس کی سج دھج میں لگے ہیں ——— ہم گھروں کی ٹیپ ٹاپ میں لگے ہیں ——— کوئی نہیں جو سیرت وکردار کے سنوارنے کی فکر کرے! ——— اصل شئے سیرت وکردار ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں، یہ ہے تو سب کچھ ہے ——— اسی کے بگاڑ سے عالم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اسی کے سنوارنے سے عالم سنور جاتا ہے ——— یہ راز کسی کو معلوم نہ تھا، اس بھید کی کسی کو خبر نہ تھی ——— ہاں کسی کو خبر نہ تھی کہ انسان کتنا عظیم ہے، کتنا قوی ہے! ——— یہ بھید سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا اور عالم انسانیت کو بتایا کہ انسان کتنا عظیم ہے اور خود اپنا بے مثال نمونہ پیش کیا ——— بیشک اسوۂ حسنہ دنیائے انسانیت کے لئے ایک روح ہے ——— جس طرح روح پڑتے ہی تن مردہ میں جان آجاتی ہے، اسی طرح اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے مردہ سیرتیں، زندہ ہوجاتی ہیں ——— پھر جس کو کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرتا تھا، اس کو سب دیکھنے لگتے ہیں ——— جس کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا، اس کو سب پوچھنے لگتے

ہیں ـــــ جس کے ساتھ چلنا بھی کوئی گوارہ نہ کرتا تھا، اس کے پیچھے چلنا سعادت سمجھنے لگے ہیں ـــــ بلاشبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کمزور انسانوں کے لئے طاقت کا ایک عظیم سرچشمہ ہے، اس پر چلنے والا کبھی خسارے میں نہیں رہ سکتا ـــــ نہ دین میں نہ دنیا میں ـــــ ہر جگہ سرخرو ہوا ہے، انشاء اللہ سرخرو ہوگا اور سرخرو رہے گا ـــــ

کوئی حسین و جمیل، مضبوط و مستحکم عمارت ماڈل کے بغیر نہیں بنتی ـــــ انسان کی عادت ہے کہ پہلے نقشہ اور ماڈل تیار کرتا ہے پھر تعمیر کرتا ہے ـــــ مگر اصل مسئلہ خود اس کی تعمیر کا ہے، اس کے لئے بھی ماڈل کی ضرورت ہے ـــــ ایک ایسے ماڈل کی ضرورت جو سارے انسانوں کے لئے کافی ہو ـــــ بیشک! ایسا ماڈل تو خالق عالم ہی بنا سکتا ہے کہ وہ مخلوق کے احوال سے باخبر ہے ـــــ ہاں اس نے وہ عظیم الشان ماڈل بنا دیا اور عالم انسانیت پر بڑا ہی کرم فرمایا ـــــ اب اس کے مطابق زندگیاں بنانا ہمارا کام ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کو خوبیوں سے مالا مال کر دیا اور ایسا حسین بنا دیا کہ خوبانِ جہاں بھی اپنے منہ چھپانے لگے ـــــ ہر خوبی کا رنگ الگ ہے ـــــ ہر خوبی کا حُسن الگ ہے ـــــ ہر خوبی کا فیضان الگ الگ ـــــ سارے جہاں کی خوبیاں ایک جسم نازنیں میں جمع کر کے اس آدم خاکی کو "جہانِ حُسن" بنا دیا ـــــ آپ نے زندگی کو نظم و ضبط دیا اور توازن و ترنم عطا فرما کر ایک نغمۂ جانفزا بنا دیا ـــــ مگر افسوس آج ہمارا حال بگڑ گیا اور ہوا اکھڑ گئی ـــــ ساری خوبیاں نذرِ اغیار ہو گئیں ـــــ ساری برائیاں ہم میں آ گئیں ـــــ حیف صد حیف! یہ کیا ہو گیا؟ ـــــ نفرتوں اور عصبیتوں سے دل کھوکھلے ہو گئے ـــــ بھانت بھانت کی بولیوں سے ذہن پراگندہ ہو گئے ـــــ ہم راہ دکھانے آئے تھے، گمراہ ہو گئے ـــــ ہم حکومت کرنے آئے تھے، محکوم ہو گئے ـــــ ہم غالب ہو کر

آئے تھے، مغلوب ہو گئے ـــــ ہم محبوب بن کر آئے تھے، معتوب ہو گئے ـــــ ہم خیرات بانٹنے آئے تھے، بھیک مانگنے لگے ـــــ ہم اللہ اور رسول کا حکم ماننے آئے تھے، سرکش ہو گئے، سب کا حکم مانتے ہیں، انھیں کا حکم نہیں مانتے ـــــ ہم ملانے آئے تھے، آپس میں دست بگریباں ہو گئے ـــــ ہم مظلوموں کی دادرسی کے لئے آئے تھے، خود ظلم و ستم کرنے لگے ـــــ ہم قتل و غارتگری روکنے آئے تھے، خود قتل و غارت گری کا شکار ہو گئے ـــــ ہم عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے آئے تھے، خود عزتیں لوٹنے لگے ـــــ ہم لوٹ کھسوٹ کو روکنے آئے تھے، خود لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گئے ـــــ افسوس صد افسوس! یہ کیا ہو گیا اور ہم کیا سے کیا بن گئے؟ ـــــ زندگی روٹھ گئی، موت سے یارانہ ہو گیا ـــــ دل سو گیا، نفس جاگ گیا ـــــ ہاں دل کو جگانا ہو گا ـــــ کاروانِ رفتہ کو آواز دینی ہوگی ـــــ نشانِ قدم تلاش کرنے ہوں گے ـــــ ذہنوں کو جھنجھوڑنا ہو گا ـــــ پھر اسی راہ پر چلنا ہو گا جس راہ پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو چلایا تھا ـــــ قدم قدم پر، روش روش پر اسوۂ حسنہ سامنے رکھنا ہو گا ـــــ

نہ معلوم فیصلے کا وقت کب آئے گا؟ ہم کب بیدار ہوں گے؟ ـــــ ہم کب جاگیں گے؟ ـــــ ہم کب اپنی سیرتوں کو جگائیں گے؟ ـــــ کب ہم چراغ جلائیں گے؟ ـــــ کب ہم چراغ دکھائیں گے؟ ـــــ کب ہم روشنیاں بکھیریں گے؟ ـــــ کیا اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا ہے؟ ـــــ کیا ابھی اور ٹھوکریں کھانی ہیں؟ ـــــ نہیں نہیں وقت آ گیا ـــــ وقت کی پکار یہی ہے کہ ہم اپنی سیرتوں کو اسوۂ حسنہ سے سجائیں ـــــ اپنے آپ سے بے پرواہ ہو کر انھیں کے دامن سے لپٹ جائیں ـــــ دیوانگی عشق کا یہی تقاضا ہے ـــــ عاشق اِدھر اُدھر نہیں دیکھتا ـــــ وہ تو محبوب ہی کو دیکھتا اور محبوب ہی کو تکتا ہے ـــــ اس کی نظر میں کوئی نہیں جچتا ـــــ

—— ہم کیسے عاشق ہیں کہ ہماری نظر میں سب جچتے ہیں مگر وہی نہیں جچتا —— ہمیں اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے شرم آتی ہے —— کیا کسی نے کسی عاشق کو محبوب کی ادائیں اپناتے شرماتے دیکھا ہے؟ —— حیف ہم کو کیا ہوگیا؟ —— ہم کو کس کی نظر لگ گئی —— ہم کس کے فریب میں آگئے؟ —— اگر ہم کو اس جانِ جاناں صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ہر فریب کا پردہ چاک کرنا ہوگا —— ہر ادا کو چھوڑنا ہوگا —— صرف اور صرف اس کی ادائیں اپنانی ہوں گی —— صرف اسی کی یاد منانی ہوگی —— سعودی عرب کے ایک عاشق رسول ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی نے کیا خوب فرمایا:۔

ہم پر واجب ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرکے زندگی میں ہر وقت اور ہر آن آپ کی یاد منائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت فرمانے لگے —— اس بلند مقام تک پہنچنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اس کی پیروی کریں جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں —— جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

"آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پیروی کرو میری۔ اللہ تم سے محبت فرمانے لگا" ۵

اس میں شک نہیں کہ یاد منانے کا اس سے بہتر اور مؤثر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم خود "سرورِ جہاں" بن جائیں ایک ایک سنت کو اپنے سینے سے لگالیں —— بلاشبہ وہ جانِ جاناں وہ جانِ جہاں صلے اللہ علیہ وسلم اسی لائق ہے کہ سارا جہاں اس کی پیروی کرے —— یہ کوئی جذباتی خیال نہیں، ہر دل کی آواز ہے، ہر دل کی پکار ہے —— برطانیہ کے شاہی خاندان کے ایک نومسلم پادری نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی ہے:۔

میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا اور بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ آپ کی زندگی دنیا جہان کی خوبیوں کا زندۂ جاوید مرقع ہے —— اتنی بھرپور و مکمل کہ قیامت تک کیلئے پوری نوع انسانی کی رہنمائی کرسکتی ہے" ۶

# حواشی اور حوالے

۱ حضرت امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری اور امام مسلم کے استاذالاساتذہ عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مصنف میں اس حدیث کو نقل فرمایا ہے ـــــ اور مندرجہ ذیل علمائے اعلام نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث سے استناد کیا ہے :۔

ا۔ علامہ ابن حجر ہیتمی : فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹

ب۔ علامہ قسطلانی :۔ مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۵۵

ج۔ ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی : زرقانی، ج ۱، ص ۴۶

د۔ علامہ عبدالغنی نابلسی : الحدیقۃ الندیۃ، مطبوعہ فیصل آباد ج ۲ ص ۳۷۵

ھ۔ برہان الدین حلبی : سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۰

و۔ علامہ آلوسی بغدادی : تفسیر روح المعانی پ ۱۷، ص ۹۶

۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی : مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۲

۳ قرآن حکیم، سورہ مائدہ : آیت نمبر ۱۵

۴ (ا) برہان الدین حلبی : انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹

(ب) المولیٰ اسمٰعیل الحقی الحنفی : تفسیر روح البیان، ج ۳، ص ۵۴۳

نوٹ :۔ سندھ کے فاضل جلیل علامہ محمد ہاشم تتوی نے اپنی تصنیف قرۃ العاشقین میں تحریر فرمایا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخلیق آدم (علیہ السلام) سے ۲۷ ہزار برس پہلے پیدا ہوا ( محمد طفیل احمد نقشبندی : تحفۃ الزائرین، کراچی ۱۹۸۶ء، ج ۲ ص ۲۳ )

ـــــ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ملتی ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے

حواشی اور حوالے

ـــ پروردگار کے حضور ایک نور تھا (برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹)
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دن کو ہمارے ہزار سال کے برابر فرمایا ہے۔
(سورہ حج، آیت نمبر ۴۷) اگر حدیث میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بتائے ہوئے سالوں کا
اس تناسب سے حساب لگایا جائے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق اربوں اور کھربوں
برس پہلے ہوئی ـــــ حقیقت یہ ہے کہ حدیث کا کما حقہ، ادراک عقل و فہم کے بس کی بات
نہیں ـــــ یہ معاملات عقل سے بہت بلند ہیں ـــــ یہاں دانشِ برہانی نہیں،
دانشِ نورانی کی ضرورت ہے ـــــ

۵ محمد ظفر الدین بہاری: تنویر السراج فی ذکر المعراج، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص
۲۴-۲۵ بحوالہ مصنف ابن عبد الرزاق۔

۶ (ا) نواب صدیق حسن خاں: مسک الختام (ترجمہ فارسی)، ص ۲۴۴ـــ
(ب) ابوالفتح محمد نصر اللہ خاں: عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ کراچی، ص ۱۰۸-۱۰۹

۷ (ا) جنگ، کراچی، ۲۲ر جنوری ۱۹۶۷ء
(ب) الارشاد جدید (کراچی) فروری ۱۹۶۷ء
(ج) استقامت (کانپور) مارچ ۱۹۸۲ء، ص ۱۰۵ـــ

۸ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا (سورۃ البقرہ ۲۹)
یعنی زمین میں جو کچھ ہے وہ انسان ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ـــــ دوسری جگہ ارشاد ہوتا
ہے وَسخر الشمس والقمر (سورۂ ابراہیم، آیت ۳۳) یعنی چاند سورج کو تمہارا
خدمت گار و مطیع و فرمانبردار بنا دیا ـــــ گویا زمین و آسمان انسانِ کامل کے لئے
پیدا کئے گئے ہیں اور اس انسان کامل کا یوں ذکر فرمایا وما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر دو عالم کے لئے رحمت بنا کر اور ایک
وجود پر سب سے بڑی رحمت اور سب سے بڑا احسان اس کا وجود میں آنا ہے ـــــ گویا
آپ تخلیق کائنات کا اولین سبب ہیں ـــــ

۹ (ا) برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۳۵۷ـــ

(ب) علامہ عبدالرحمن صفوری : نزہتہ المجالس، ج ۲، ص ۱۱۹

۱۰ (ا) ملا علی قاری : موضوعات کبیر، ص ۸۹

(ب) ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری : المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵

(ج) امام محمد بن یوسف شامی : السیرۃ الشامیہ، ج ۱، ص ۱۶۲

۱۱ ملا علی قاری : موضوعات کبیر، ص ۵۹

۱۲ علامہ فاسی : مطالع المسرات، ص ۲۶۴

۱۳ احمد رضا خاں : ختم النبوت، لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۲

۱۴ ابن تیمیہ : فتاویٰ کبریٰ، ج ۱، ص ۱۵۱

۱۵ برنا باس کا اصل نام یوسف تھا، یہ یہودی تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست اقدس پر مشرف باسلام ہوئے، یہ آپ کے قابل اعتماد حواریوں میں تھے۔ انجیل برنا باس انھیں کی مرتب کردہ ہے۔ یہ انجیل ۳۲۵ء تک اسکندریہ کے گرجاؤں میں تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے اطالوی ترجمے کا ایک مخطوطہ ویانا کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ ۱۹۰۷ء میں اس کا انگریزی میں ترجمہ مسٹر اور مسز ریگ نے کیا۔ یہی ترجمہ ۱۹۷۳ء میں کراچی سے شائع ہوا۔

۱۶ انجیل برنا باس، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء باب ۵۵، ص ۷۲، باب ۹۶، ص ۱۱۳

۱۷ ایضاً ــــــ باب ۹۷، ص ۱۲۳، باب ۹۶ ــ ۹۹، ص ۱۱۱ ــ ۱۱۲

۱۸ انجیل یوحنا، ۲ ــ ۴ ــــــ

۱۹ سید حسین علی ادیب رائے پوری : مدارج النعت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۴۶

۲۰ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی : بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء (مترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی) ص ۸

۲۱ مخدوم محمد ہاشم تتوی سندھ کے مشہور محدث و فقیہ اور مجدد وقت تھے۔ ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۲ء میں ولادت ہوئی اور ۱۱۷۴ھ / ۱۷۶۱ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک مکلی (ٹھٹھہ) میں واقع ہے ــــــ علامہ موصوف کی عربی و فارسی و سندھی تصانیف

کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے جن میں سے بعض عرب اور پاکستان میں شائع ہوئی ہیں علامہ موصوف نے سندھ میں نفاذ شریعت کے لئے بھرپور کوشش کی، انہیں کے ایماء پر حاکم سندھ غلام شاہ عباسی نے ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء میں منشور شریعت جاری کیا جو پورے سندھ میں نافذ کیا گیا۔

۲۲ ابوالسراج محمد طفیل نقشبندی: تحفۃ الزائرین، ج ۴، ص ۲۷۸

۲۳ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱

۲۴ انجیل برناباس، باب ۴۴، ص ۵۲

۲۵ (ا) محمد بن عبدالباقی: زرقانی، ج ۱، ص ۴۹

(ب) علامہ قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۰

۲۶ علامہ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ (ترجمہ اردو مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۳

۲۷ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰

۲۸ عادت الٰہی ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ محبوبوں کی اداؤں کو قانون کی شکل دیکر عبادات میں شامل فرما دیتا ہے مثلاً ارکان حج پر غور فرمائیں تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد دلا رہی ہے ـــــ رمی جمار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد دلا رہی ہے ـــــ وقوف عرفات حضرت آدم و حوا علیہما السلام یا حضرت ابراہیم و ہاجرہ علیہما السلام کی یاد دلا رہا ہے ـــــ خود بیت اللہ کا ایک ایک ذرہ ان کی یاد دلا رہا ہے۔

نماز پر غور فرمائیں تو اس کے ارکان عاشق خستہ جگر کی ادائیں معلوم ہوتی ہیں ـــــ کبھی وہ مضطربانہ کھڑا ہو جاتا ہے ـــــ کبھی نڈھال ہو کر جھک جاتا ہے کبھی تھک کر بیٹھ جاتا ہے ـــــ کبھی بیقراری میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے ـــــ کبھی ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں اور التجائیں کرتا ہے ـــــ یہ ساری ادائیں نماز میں جمع کر کے آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیا ـــــ

نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آنکھوں سے لگانا اور چومنا حضرت آدم علیہ السلام کی ایک ادائے دل رُبا تھی، عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھا گئی، انہوں نے بھی سنت النبی پر عمل کرتے ہوئے اس ادا کو یادگار بنادیا۔

(ب) علامہ محمد ہاشم تتوی نے تقبیل ابہامین کے استحباب پر ایک رسالہ مفتاح الجنان تحریر فرمایا ہے۔

۲۹؎ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰۔

۳۰؎ حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی: بیان میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۱۶۔

۳۱؎ ایضاً، ص ۲۱ (ملخصاً)

۳۲؎ ایضاً، ص ۲۲۔

۳۳؎ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۲۹۔

۳۴؎ قرآن حکیم، سورۃ صف، آیت نمبر ۶۔

۳۵؎ (ا) شیخ سلیمان جمل: تفسیر جمل، مطبوعہ مصر

(ب) علاؤالدین علی بن محمد الخازن: تفسیر خازن، مطبوعہ مصر

(ج) علامہ ابن کثیر: مولد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۳

(د) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳۔

۳۶؎ قرآن حکیم، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۵۶-۱۵۷۔

۳۷؎ توریت، تکوین، ۴۹: ۱۔

۳۸؎ (ا) توریت، خروج ۱۹: ۱۷؛ ۲۰: ۱۸-۲۰۔

(ب) توریت، التثنیہ ۱۸: ۱۵-۲۲؛ ۳۱-۲۳؛ ۳۴: ۱۰-۱۲۔

۳۹؎ (ا) انجیل متی، ۲۱: ۳۳-۴۴؛ ۹: ۲-۲۷۔

(ب) التثنیہ ۳۳: ۱-۴۔

(ج) دکتور ہانی زرقا: یسوع المسیح فی ناسوتہ واُلوہیتہ، مصر، ۱۹۷۰ء
ص ۴۴، ۴۷، ۷۳ - ۹۰۔

۴۰ ابو سعید خرگوشی: شرف النبیؐ، مطبوعہ تہران مہر ماہ ۱۳۶۱ھ، ص ۲۱۳-۲۱۴

۴۱ گوتم بدھ، کپل وستو (دامن ہمالیہ بھارت) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۵۰۰ برس قبل پیدا ہوا۔ اس نے ایک تحریک چلائی جو بدھ مت کے نام سے چین، جاپان، ہندوستان، پاکستان، ترکستان وغیرہ میں پھیل گئی اس طرح اس تحریک نے مشرقی بلاک بنایا جب کہ پانچ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحریک نے مغربی بلاک بنایا ــــ گویا گوتم بدھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرقی نقیب تھا، جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مغربی نقیب تھے ــــ قرآن کریم میں انبیاء کی فہرست میں ایک نام ذوالکفل (سورۂ انبیاء، آیت ۸۵) آیا ہے بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ گوتم بدھ ہوسکتا ہے جو کپل وستو میں پیدا ہوا۔ عربی میں کپل کو کفل ہی کہا جائے گا۔ آزاد کشمیر (پاکستان) میں ایک شہر کا نام کفل گڑھ ہے اس علاقہ میں بدھ مت کے لوگ حکمراں رہے۔ ممکن ہے اس نام میں گوتم بدھ کے جائے پیدائش کی رعایت رکھی گئی ہو۔

۴۲ *SACRED BOOKS OF THE EAST,*
Vol. 35, p. 225

۴۳ MOINER WILLIAM: *SANSKRIT ENGLISH DICTIONARY*
Ref. *BUDDHISM*, p. 181

DR. PAUL CARUS: *THE GOSPEL OF BUDDHA*, p. 218

*LEADER* (ALLAHABAD) 16 Oct. 1930, Col. 3, p. 7

۴۴ قرآن حکیم، سورۂ انبیاء، آیت ۱۰۷۔

۴۵ تمام عالمی مذاہب میں آخری نبی کا تصور ملتا ہے۔ بدھوں نے آخری نبی کے

استنلار میں برصغیر ایشیا میں جگہ جگہ مجسمے بھی بنائے۔ بدھ بادشاہوں نے بہت دلچسپی لی اور گندھارا، گیا، بنارس، سرحد، دکن، برما، چین، جاپان، سنٹرل ایشیا میں مجسمے بنائے۔ ان میں سے بعض ۱۲۰ فٹ بلند ہیں ـــــ غالباً یہ مجسمے آخری نبی کے متعلق گوتم بدھ کی دی ہوئی تفصیلات کے مطابق بنائے گئے ہوں گے۔

(ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,* LAHORE, 1975, Vol. III, p 1082)

DR. PAUL CARUS: *GOSPELS OF BUDDHA,* pp. 215-218

ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,* LAHORE, 1975, Vol. III, p. 1040

۳۸ قرآن حکیم معجزات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ مصر کے ماہر شماریات رشاد الخلیفہ مصری نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم کی اساس ۱۹ کے عدد پر ہے۔ انھوں نے مختلف زاویوں سے قرآن حکیم میں اس عدد کی جلوہ گری کا جائزہ لیا ہے ـــــ عرصہ ہوا ان کا مقالہ کراچی سے بھی شائع ہوا تھا۔ عنوان ہے:۔

*THE PERPETUAL MIRACLE OF MUHAMMAD*

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اس مقالے میں ایک چارٹ بھی ہے جس کا عنوان ہے:۔

القرآن الکریم: معجزۃ محمدیۃ الابدیۃ

اس چارٹ میں انھوں نے کمپیوٹر کے ذریعہ مختلف اعداد و شمار جمع کر کے علم الاعداد کی رو سے متن قرآن کی صداقت اور قطعیت کو ثابت کیا ہے۔ جس سے قرآن حکیم کی عالمگیریت بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ جس کو نافذ ہونا ہے اس کو باقی بھی رہنا ہے۔ سنت الٰہی ہے کہ غیر مفید اور غیر مؤثر شئے کو مٹا دیا جاتا ہے مگر قرآن حکیم ڈیڑھ ہزار برس گزر جانے کے باوجود اب تک مٹنا تو کجا ذرہ برابر نہیں بدلا، جیسا تھا ویسا ہی ہے۔

ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,*
Vol. III, p. 1071.

(۱) مختلف ادیان کی کتابوں میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور بعثت وغیرہ سے متعلق بکثرت بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں۔ راقم سیرت مبارکہ پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہے انشاء اللہ اس میں تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اس سیرت مبارکہ کی ترتیب کچھ اس طرح ہوگی۔

◆ پہلے باب میں قرآن حکیم کی وہ تمام آیات جمع کی جائیں گی جن میں بتایا گیا ہے کہ توریت و انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے۔

◆ دوسرے باب میں ہندوؤں کے ویدوں، اپنشدوں، پرانوں، پارسیوں اور آتش پرستوں کی ژند اوستا ـــــ بدھوں کی کتابوں اور ملفوظات ـــــ توریت، زبور و انجیل اور دوسرے صحف سماوی میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں ان کو جمع کیا جائے گا۔

◆ تیسرے باب میں عالم سماوات، عالم حیوانات، عالم جمادات اور عالم نباتات کی شہادتوں کو یکجا کیا جائے گا۔

◆ چوتھے باب میں کتب تاریخ و سیرت و حدیث میں صحف سماوی کے حوالے یا تاریخی واقعات کے حوالے سے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کی بشارتوں اور واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

◆ پانچویں باب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور مختصر سیرت مبارکہ پیش کی جائے گی۔

◆ چھٹے باب میں آپ کی شخصیت سے متعلق دنیا کے مختلف مذاہب کے عالموں اور دانشوروں کے تاثرات جمع کئے جائیں گے۔

◆ ساتویں باب میں دور جدید کے تقاضوں کے پیش نظر پیغام محمدی کی

منتخب اور اہم باتوں کا ذکر ہوگا۔

◆ آٹھویں باب میں اسلام کے بارے میں دنیا کے مختلف مذاہب کے دانشوروں اور عالموں کے تاثرات بیان کئے جائیں گے۔

◆ نویں باب میں دنیا میں اسلام لانے والے مختلف مذاہب کے ممتاز دانشوروں کا ذکر ہوگا۔

◆ دسویں باب میں اسلام کے بارے میں مختلف مذاہب کی کتابوں و صحف سماوی کی روشنی میں دین واحد اور صراط مستقیم کی نشاندہی کی جائے گی اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا جائے گا۔

اس کتاب میں حرمین شریفین کے نادر عکسوں کے علاوہ صحف سماوی کی اصل عبارت کے عکس بھی دیئے جائیں گے۔

نوٹ علامہ ابن جوزی ۵۱۱ھ / ۱۱۱۷ء میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ / ۱۲۰۰ء میں انتقال فرمایا ——— فن حدیث میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اس فن میں ایسا کمال حاصل تھا کہ حدیث سنتے ہی اس کے مقام و مرتبہ کا تعین فرما دیا کرتے تھے ——— ابن تیمیہ بھی فن حدیث میں ابن جوزی کے کمال کے معترف تھے ——— ابن جوزی ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل کے مصنف تھے ——— وہ عالم اسلام کی ایک ممتاز شخصیت تھے جو آج سے نو سو سال قبل اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔

---

۱؎ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۵-۶ ———

# ۲

۱؎ ملاکی، ۳: ۱-۲۔

۲؎ زبور: ۹۲، ۱۳ بحوالہ قتیل دانا پوری، محمد رسول اللہ آسمانی صحائف میں، استقامت (کانپور) رسول نمبر ۱۹۸۵ء، ص ۹۷۔

۳؎ فاران شہر مکہ معظمہ یا مکہ کے پہاڑ کا نام ہے مندرجہ ذیل ماخذ ملاحظہ فرمائیں،
(ا) معجم یاقوت، مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ، ج ۶، ص ۳۲۳۔
(ب) ہمدانی، صفۃ جزیرۃ العرب، مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء، ص ۱۷۰
(ج) قطب الدین نہروانی مکی: الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، لیبک ۱۸۵۷ء، ص ۱۸۔

۴؎ کتاب اشعیاء، باب ۴۲ مطبوعہ ۱۸۲۳ء

۵؎ توریت، سفر الاستثنا، باب ۳۳، مطبوعہ ۱۸۴۴ء

۶؎ محمد افضل شریف، بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۸۱-۸۲۔

۷؎ ویاس جی، پوتھی راسنگ رام، کانڈ ۶، اسکنڈ ۱۲ مترجمہ گوسائیں تلسی داس:
(ا) تلسی داس نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کوئی شخص بغیر نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔
(شاہ رکن الدین الوری، توضیح العقائد، لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۷)

۸؎ انجیل برنا باس، باب ۹۷، ص ۱۲۴۔

۹؎ انجیل برنا باس، باب ۳۹، ص ۵۰۔

۱۰؎ عبدالرحمٰن جامی: شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۴۶-۴۷۔

۱۱؎ ایضاً، ص ۴۶-۴۷۔

۲۲ (ا) علامہ ابن کثیر: میلادِ مصطفےٰ (مترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۱۱-۱۲
(ب) سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۵۸
(ج) سیرت ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۰۶

۳ ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ج ۲، ص ۱۶

۴ (ا) اسمٰعیل بن عمر الدمشقی: البدایہ والنھایہ، ج ۲، ص ۲۷۵
(ب) علامہ ابن کثیر: میلاد مصطفےٰ، ص ۱۱

۵ احمد رضا خاں: ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۲۰

۶ ایضاً، ص ۲۲

۷ علماء یہود میں ابن الہیبان بھی شام سے اسی لئے منتقل ہو کر مدینہ منورہ آکر بس گیا تھا کہ بعثت نبوی کا وقت قریب آرہا ہے، شاید وہ دیدار مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سعادت حاصل کر کے اسلام سے مشرف ہو جائے مگر اس کے دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی اور موت قریب آگئی ـــــ جب وہ مرنے لگا تو اس نے حاضرین کو وصیت کی کہ تم جب آپ کو پالو تو جلد اس کی خدمت میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کر لینا۔

(سیرت ابن ہشام ترجمہ فارسی رفیع الدین اسحاق بن محمد ہمدانی، مطبوعہ تہران ۱۳۴۵ شمسی، ج ۱، ص ۱۸۷-۱۸۸)

۸ (ا) جلال الدین سیوطی: خصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۲۵
(ب) محمد ضیاء القادری: انوار المحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۲۴۵

۹ عبدالرحمٰن جامی: شواہد النبوۃ، ص ۵۸

۱۰ قرآن حکیم، سورہ بلد، آیت نمبر ۱-۳

مکہ معظمہ جزیرہ نمائے عرب کے صوبہ حجاز کا مرکزی شہر اور عالم اسلام کا دینی اور روحانی مرکز ہے۔ یہ شہر ۲۱ درجے، ۲۸ دقیقے عرض بلد شمالی اور ۳۷ درجہ ۵۴

دقیقے طول بلد مشرقی پر واقع ہے' یہ ایک وادی میں ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ یونانی جغرافیہ نویس بطلیموس نے دوسری صدی عیسوی میں اپنے جغرافیہ میں مکہ مکرمہ کو MACORBA لکھا ہے۔ یہ عربی لفظ "مقربہ" کی تعریب ہے جس کے معنی لوگوں کو معبودوں کے قریب لانے والے کے ہیں۔ بعض محققین نے اس کے معنی معبد (عبادت گاہ) کے بھی لکھے ہیں۔ ولندیزی مستشرق ڈوزی کی رائے میں مکہ معظمہ کی تاریخ کا آغاز حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا ہے۔ اس کا ذکر توریت و انجیل میں بھی ہے ــــــ امام ازرقی نے لکھا ہے کہ زمین پر اولین شئے بیت اللہ تھا اور قرآن حکیم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اللہ کا پہلا گھر کعبۃ اللہ ہی ہے ــ بقول امام ازرقی یہ سرخ رنگ کے کھوکھلے یاقوت سے بنا ہوا تھا، اس کے بعد اولاد آدم نے ایک مکان پتھر اور مٹی کا بنایا جو طوفان میں صرف ایک ٹیلے کی صورت میں باقی رہا اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر نو فرمائی۔

حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے اپنی زوجہ ہاجرہ اور فرزند حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو لے کر فلسطین آئے پھر وہاں سے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے یہیں حضرت اسمٰعیل جوان ہوئے اور یمن کے قبیلہ بنو جرہم کی لڑکی سے ان کی شادی ہوئی۔ بیت اللہ ایک عرصہ بنو جرہم کی تولیت میں رہا پھر رفتہ رفتہ یہ تولیت بنو ہاشم میں آئی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب اس کے متولی ہوئے۔

۱۔ جواد علی: المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام' مطبوعہ بیروت ۱۹۷۰ء ج ۴' ص ۹ ــ ۲۰ ــ

۲۔ الازرقی: اخبار مکہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۹ء ج ۱' ص ۵۲-۵۳ ــ

۳۔ ابن ہشام: سیرت ابن ہشام' مطبوعہ قاہرہ ۴۳ ــ ۵۷ ــ

(۲) علامہ ابن جوزی نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف قول نقل کیے ہیں'

(۱) ۱۲ ربیع الاوّل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ)

(۲) ۸ ربیع الاوّل (حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ)

(۳) ۳ ربیع الاوّل (حضرت عطا رضی اللہ عنہ)

یہ اقوال نقل کر کے فرمایا۔ "لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے"۔

(ابن جوزی: بیان میلاد النبی، ص ۳۱)

بھاگوت پران سے علامہ ابن جوزی کے فیصلے کی توثیق ہوتی ہے۔

۲۲ حضرت آمنہ کے دو مہینے حمل سے گزرے تھے کہ حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوگیا، ان کی عمر شریف اس وقت اٹھارہ سال تھی، دار النابغہ میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور (۱۹) میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو "یتیم" لکھا ہے۔

۲۳ بھاگوت پران، اسکند ۱۲، باب ۲، شلوک ۱۸

(ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے، ایم۔ اے (سنسکرت وید)، ڈی۔ فل (دھرم شاستر اچاریہ)، ڈب۔ ان (جرمنی) نے ایک تحقیقی مقالہ بعنوان "کلکی اوتار اور محمد" الہ آباد یونیورسٹی میں ہندی میں قلم بند کیا ہے جس کا اردو ترجمہ علامہ شاہ خالد میاں فاخری نے شائستہ فاخری سے کرا کر راقم کو عنایت فرمایا۔ یہ مقالہ قابل مطالعہ ہے۔ اس میں ہندوؤں کی کتابوں سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی واضح پیش گوئیاں ہیں جو اس سے قبل مطالعہ میں نہ آئیں)۔

۲۴ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:۔

ربیع الاوّل کو اس خاص حیثیت سے کہ حضور کی اس میں ولادت باسعادت ہوئی صورۃً رمضان المبارک پر فضیلت ہے۔

(اشرف علی تھانوی، الظہور، مطبوعہ تھانہ بھون، ص ۱۵)

۲۵ اشرف علی تھانوی: السرور لظہور النور (۱۳۳۲ھ) مطبوعہ ساڈھورہ ضلع انبالہ

۲۶ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو پانچ ادوار پر تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔
(ا) پہلا دور:۔ خلقتِ محمدی سے ظہورِ قدسی تک (یہ دور لاکھوں سالوں کو محیط ہے)
(ب) دوسرا دور: ظہورِ قدسی سے بعثتِ نبوی تک (۵۷۱ء تا ۶۰۹ء)
(ج) تیسرا دور: بعثتِ نبوی سے ہجرتِ نبوی تک (۶۰۹ء تا ۶۲۲ء)
(د) چوتھا دور: ہجرتِ محمدی سے وصالِ محمدی تک (۶۲۲ء تا ۶۳۲ء)
(ھ) پانچواں دور: وصالِ محمدی سے جلوسِ محمدی تک (یہ زمانہ نامعلوم سالوں کو محیط ہے)
۲۷ (ا) ابن کثیر، میلادِ مصطفےٰ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۴۔
(ب) سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۵۸ - ۱۵۹۔
(ج) سیرت ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۰۴۔
۲۸ ابن کثیر: میلادِ مصطفےٰ، ص ۱۴۔
۲۹ (ا) ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۶۸۔
(ب) ابن کثیر: میلادِ مصطفےٰ، ص ۱۴۔
۳۰ ایضاً، ص ۱۶۔
۳۱ ابن جوزی، بیانِ میلاد النبی، ص ۳۵۔

(ا) لیلۃ القدر سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے بیکراں انعامات میں سے ایک انعام ہے ۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی امتوں کے ایک ایسے عابد کا ذکر فرمایا ہے تھے جس نے ہزار مہینے، رات عبادت میں اور دن جہاد میں گزار دیئے ۔۔۔ صحابہ کو اس کی سعادت پر رشک ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ سعادت اُن کو کیسے میسر آسکتی ہے جب کہ اُن کی عمریں چھوٹی ہیں ۔۔۔ اچانک رحمتِ باری جوش میں آئی اور لیلۃ القدر عطا فرمائی گئی جو ایک ہوتے ہوئے بھی ہزار مہینوں پر بھاری ہے اس طرح امتِ محمدیہ کی حسرت پوری ہوئی اور ہزار مہینوں والی کتنی ہی راتیں اُن کو میسر آگئیں۔

(ب) لیلۃ القدر کی شان یہ ہے کہ اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں تو اس

کی کیا شان ہوگی جس کے حضور فرشتے اور جبریل خادمانہ حاضر ہوتے ہیں۔؟

(ج) شب قدر سلامتی ہے صبح ہونے تک، پھر اس کی کیا بات ہے جس کی ذاتِ اقدس سلامتی و رحمت ہے رہتی دنیا تک بلکہ قیامت اور قیامت کے بعد تک رحمت ہی رحمت ہے ______؟

(د) لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا پھر اس رات کی کیا شان ہوگی جس میں صاحب قرآن تشریف فرما ہوئے؟

۳۲ امام قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۲۶-۲۷ ____

۳۳ (ا) ابو عبد محمد بن اسمٰعیل: بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۴۴ ____

(ب) ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، ج ۹، ص ۱۱۸ ____

(ج) بدر الدین عینی: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲۰، ص ۹۵۔

۳۴ امام تاج الدین سبکی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں خشک سالی ہوئی اور سخت قحط پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے اور مجمع عام میں ان کے وسیلے سے بارش کی دعا فرمائی ______ خدا کی شان اچانک بادل امنڈ آئے، بارش ہونے لگی، حاضرین فرطِ محبت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پیرہن مبارک اور چادر شریف کو چومتے تھے ______ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے ______ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:-

امام المسلمین نے ایسے وقت دعا کی (جب کہ خشک سالی مسلسل تھی) پھر حضرت عباس کے چہرے کے طفیل بادل برس پڑا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور ان کے والد کے حقیقی بھائی ہیں۔

(ابو یوسف بن اسماعیل نبہانی: جامع کرامات اولیاء، (ترجمہ لامع علامات الاولیاء

مطبوعہ مصر ۱۳۲۹ھ ) ۱۳۲۴ھ مطبوعہ ملتان، ص ۵۵ )۔۔۔
مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاؒ کے نام سے اس کا خلاصہ بھی تیار کرایا تھا

۳۵ ( ا ) ابن حجر عسقلانی ؛ فتح الباری، ج ۹، ص ۱۱۸۔۔۔

( ب ) احمد سعید کاظمی ؛ مقالات کاظمی، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ، ج ۱، ص ۸۶

( ج ) بدرالدین عینی ؛ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، طبع جدید، ج ۲ ص ۹۵

۳۶ امام قسطلانی ؛ مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۲۷۔۔۔

۳۷ ابن کثیر ؛ میلاد مصطفےٰ ( صلی اللہ علیہ وسلم ) ترجمہ اردو مولانا افتخار احمد قادری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۷۔۔۔

( الف ) حضرت عبدالمطلب نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محمدؐ نام تجویز کیا تو چونکہ عربوں میں یہ نام رکھنے کا رواج نہ تھا اس لئے دوست احباب نے پوچھا کہ عام روش سے ہٹ کر یہ نام کیوں کہا؟۔۔۔ آپ نے فرمایا:
"میری نیت یہ ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی حمد کرے اور زمین پر بسی کی مخلوق ان کی حمد کرے"۔۔۔ ( ایضاً، ص ۱۷ )

۳۸ احمد رضا خان ؛ ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۳۸۔۔۔

۳۹ ( ا ) محدث ابن جوزی ؛ المیلاد النبیؐ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۴۴

( ب ) ابوعبداللہ محمد بن عبدالحاکم ؛ مستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

( ج ) انجیل برنباس، باب ۹۷، ص ۱۱۳۔۔۔

( د ) ابن کثیر ؛ میلاد مصطفےٰ، ص ۱۳۔۔۔

۴۰ اتھروید، کھنڈ ۲۰، سوکت ۱۲۷، منتر ۱-۳۔۔۔

۴۱ رگ وید، منڈل ۵، سوکت ۲۷، منتر ۱۔۔۔

۴۲ بھوشیہ پران، پرو ۳، کھنڈ ۳، ادھیا ۳، شلوک ۵-۸۔۔۔

۴۳ ژند اوستا، فروردین پشت ۱۳۔۔۔

۴۴ الدکتور احمد حجازی السقا ؛ نبوۃ محمدؐ فی الکتاب المقدس، ص ۳۰ بحوالہ

اسفار الخمسہ؛

۴۵ انجیل برناباس، باب ۹۷، ص ۱۲۳ ۔

(۱) علم الاعداد اور فن جمل کے اعتبار سے نام نامی محمد کے عدد ۹۲ ہیں۔ اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں (۱۱ = ۲ + ۹) پر مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے (۲ = ۱ + ۱) اب آپ کی حیات طیبہ میں اس عدد کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں :۔

۱۔ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی اور آپ کی ۲۵، دونوں کے اعداد کا مجموعہ ۶۵ ہوتا ہے، اس کو مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں (۱۱ = ۵ + ۶) اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں (۲ = ۱ + ۱) ۔

۲۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں۔ اس کے عدد ۳۶۲ بنتے ہیں، اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں (۱۱ = ۲ + ۶ + ۳) اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں (۲ = ۱ + ۱) ۔

۳۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم الانبیاء" ہیں، اس کے عدد ۱۱۳۶ بنتے ہیں، اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں (۱۱ = ۶ + ۳ + ۱ + ۱) اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں (۲ = ۱ + ۱) ۔

علم الاعداد کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، رسالت و نبوت کے بارے میں مزید راز ہائے سربستہ معلوم ہوتے ہیں ۔

۴۶ سام وید، پرپھاٹک ۲، دشتی ۶، منتر ۸ ۔

۴۷ قرآن حکیم، سورۂ صف، آیت ۶ ۔

۴۸ انجیل یوحنا ۱۴ : ۱۶ : ۱۷ تا ۱۵ : ۲۶ تا ۱۶ : ۷، ۲۸ – ۲۹ تا ۱۶ : ۷ – ۱۴ ۔

(۱) سریانی زبان میں منحمنا کا ترجمہ "محمدؐ" ہے اور یونانی زبان میں "برقلیطس"

کا ترجمہ محمدؐ ہے۔ اناجیل کے ترجموں میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔
(ابن ہشام (ترجمہ فارسی) مطبوعہ تہران، ج ۱، ص ۲۰۳، ۲۰۴)
(ب) عبرانی زبان میں "فارقلیط" کے معنی "محمدؐ" ہوتے ہیں۔ اس کا ترجمہ
احمد بھی ہوسکتا ہے۔
(سر سید احمد خاں، الخطبات الاحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء، ص ۶۳۹)
(ج) 'فار' کے معنی 'محمدؐ یا محمود'، اور قلیطہ کے معنی 'مامن' یعنی امن اور
حفاظت کی جگہ جو مکہ معظمہ کی خاص صفت ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔
تو اب 'فارقلیط' کے معنی 'محمدؐ مکہ' ہوئے۔
(عنایت رسول چریا کوٹی: بشریٰ، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۶ء، ص ۲۱۔۲۵)
(د) ڈاکٹر فری ہیگنس اور جان ڈیوڈ پورٹ نے لکھا ہے کہ انجیل میں جس "فارقلیط"
کی خبر دی ہے وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۹ الخطبات الاحمدیہ، ص ۶۳۹۔

۵۰ دیوان حسان بن ثابت، ص ۵۸۔

۵۱ انجیل برنباس، مطبوعہ کراچی، باب ۴۴، ص ۵۸۔۵۹۔

۵۲ تسبیحات سلیمانی، باب ۵، آیت ۱۰۔۱۶۔ بحوالہ خطبات احمدیہ، ص ۶۳۲،۶۳۳۔

۵۳ ابن اثیر: اسد الغابہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ج ۱، ص ۱۷۔

۵۴ ایضاً، ص ۱۸۔

۵۵ (ا) علامہ قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۶۔
(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳
(ج) ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی: علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ، مطبوعہ جدہ ۱۹۸۸ء، ص ۱۷
امام احمد بن حنبل، ابو عیسیٰ ترمذی اور امام بخاری وغیرہ نے اسی مفہوم کی
احادیث کو نقل فرمایا ہے۔

۵۶ سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلۃ اہل السنۃ والجماعۃ (ترجمہ اردو مولانا

عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۔

۵۷۔ محمد افضل شریف، لبشارت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

۵۸۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں شمائل ترمذی شریف (شرح اردو سید محمد امیر شاہ گیلانی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

۵۹۔ سلیمان ندوی: سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء، ج ۳، ص ۷۹۵

۶۰۔ قرآن حکیم، سورہ حجرات، آیت ۲

۶۱۔ سید ہاشم رسولی: زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی ابن ہشام) مطبوعہ تہران ۱۳۶۴ شمسی، ج ۱-۲، ص ۱۳۴۔

۶۲۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت ۸۹۔

۶۳۔ ماہنامہ استقامت (کانپور) محمد عربی نمبر ۱۹۸۶ء، ص ۸۷۔

(۱) ایک ہندو فاضل ڈاکٹر وید پرکاش اوپادھیائے نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس آخری نبی کی آمد آمد کی پیش گوئیاں ان کتابوں میں ہیں۔ وہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ انھوں نے اپنے مقالہ کے آخر میں ہندوستان کے ہندوؤں کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"صرف میں ہی نہیں بلکہ تمام طبقے جو علم و دانش کی دولت سے مالامال ہیں، مجھے یقین ہے کہ ملک و قوم کے سکون کے لئے میری اس تحقیقی کتاب کو قبولیت کا درجہ دے سکیں گے۔۔۔۔ بھارتی جس "کلکی" کو اوتار مانتے ہیں، مسلمان اسی "کلکی" (پیغمبر عالم) کے شاگرد ہیں۔ یہ کلکی" کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ بھارت کے لئے رحمت کے فرشتے ہوں گے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو بھارت کا رہنے والا ہے خود کو ہندو کہے یا انڈین، کلکی پر یقین کرے کیوں کہ یہی آخری اوتار ہیں۔۔۔۔۔ جس کلکی (پیغمبر عالم) کے انتظار میں بھارتی بیٹھے ہیں وہ آچکے ہیں اور وہ محمد صاحب ہیں۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

(کلکی اوتار اور محمد صاحب، مترجمہ شائستہ فاخری، قلمی)

۶۴ ماہنامہ استقامت (کانپور) محمد عربی نمبر، ص ۸۰

۶۵ نفائس تلامذۃ المدارس، مطبوعہ بیروت ۱۸۸۶ء

۶۶ (ا) انجیل، باب ۱۵، آیت ۲۳-۲۷، باب ۱۶ آیت ۷

(ب) سیرت ابن ہشام (فارسی) مطبوعہ تہران، ج ۱، ص ۲۴

۶۷ انجیل برنا باس، باب ۶۳، ص ۲۱۲

۶۸

۶۹ انجیل برنا باس، باب ۳۹، ص ۵۰

۷۰ محمد افضل شریف، بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۲۷ بحوالہ جاماسپی مصنفہ حکیم جاماسپ بعہد گشتاسپ ۴۸۹ء

۷۱ (ا) سیرت ابن ہشام، ص ۱۸۹-۱۹۸

(ب) طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۵۳-۵۴

(ج) علامہ محمد رشید رضا، محمد رسول اللہ (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، ص ۹۲-۹۱

۷۲ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ شریف مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۱۴۲

۷۳ رحمت اللہ کیرانوی: اظہار الحق، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۳۲۷

۷۴ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور ج ۳، ص ۱۳۵

# ۳

۱؎ قرآن حکیم، سورۂ ابراہیم، آیت ۳۴ ـــــ

۲؎ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت ۱۶۴ ـــــ

۳؎ قرآن حکیم، سورۂ یونس، آیت ۵۷ - ۵۸ ـــــ

۴؎ عنایت رسول چریا کوٹی : بشریٰ، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۸ء، ص ۱۴۲ ـــــ

بحوالہ زبور، آیت ۵ ـــــ

(۱) مولوی اشرف تھانوی 'فضل اور رحمت' کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

"فضل اور رحمت سے مراد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قدوم مبارک لیا جائے اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی، اور اس میں قرآن بھی، سب اس میں داخل ہو جائیں گی اس لئے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا" ـــــ

پھر آگے چل کر آیۂ کریمہ لقد من اللہ الآیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ صاف ارشاد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی خوشی کی شے دنیا میں اگر ہے تو حضور ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

(اشرف علی تھانوی : السرور بظہور النور (۱۳۴۲ھ) مطبوعہ ساڈھورہ، ص ۱۵-۱۶)

۵؎ عنایت علی چریا کوٹی : بشریٰ، ص ۲۰۹ ـــــ

۶؎ قرآن حکیم، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۷۹ ـــــ

۷؎ انجیل برناباس، باب ۸۲، ص ۱۰۴ - ۱۰۵ ـــــ

(۱) جوبلی کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں ـــــ ایک یہ ہے کہ پچاس سال کے بعد آنے والا وہ سال جس میں غلاموں کو آزاد کیا جاتا تھا، جس میں قرض داروں کے قرض معاف کئے جاتے تھے، جس میں غاصبوں سے مکانات بازیافت کرکے

اصل مالکوں کو دیئے جاتے تھے ــــــ
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرایا، قرض داروں کے قرض معاف کرائے، غاصبوں سے حقوق لے کر حقداروں کو دیئے ــــــ اسی مبارک مقدس ہستی کا آنا اصل میں وہ عید ہے جس کی پیشں گوئی حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمائی۔

(ب) جوبلی کی ایک تشریح یہ بھی ملتی ہے:-
قدیم یہودی قانون کے مطابق ہر پچاس برس کے بعد جوبلی کا سال منایا جاتا تھا۔ رومن کیتھولک چرچ میں وقتاً فوقتاً جوبلی کے سال کا اعلان ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ ۲۵ برس کے بعد ــــــ پوپ کو یہ اختیار تھا کہ خصوصی جوبلی کا سال جب چاہیں منانے کا اعلان کریں

(ا) چیمبرس ٹوئنٹیتھ سنچری ڈکشنری، مطبوعہ لندن، ص ۵۷۵
(ب) ای۔ آر۔ پانک: انسائیکلو پیڈیا ریلیجن اینڈ ایتھکس، مطبوعہ نیو یارک ۱۹۶۲ء ص ۲۱۴۔۲۱۵
نوٹ:۔ اصل میں یہ سال سو برس کے بعد منایا جاتا ہوگا جیسا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

(ب) حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جس جشن میلاد کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مسلم ممالک میں اور دوسرے بہت سے ملکوں میں تو منایا جاتا ہی ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ دیار فرنگ میں بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شایان شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ (۷ نومبر ۱۹۸۷ء) کو لندن میں جشن عید میلاد کے مبارک موقع پر عظیم الشان جلوس نکالا گیا اور ایک شاندار محفل منعقد ہوئی۔ ماہنامہ اسلامک ٹائمز (یوکے) کی اطلاع کے مطابق ورلڈ صوفی کونسل (لندن) نے اس کا اہتمام کیا۔ برطانیہ کے مختلف شہروں سے ۲۵ ہزار مسلمان لندن میں جمع ہوئے۔ جلوس میلاد لندن کی شاہراہوں سے گزرتا ہوا ہائڈ پارک پہنچا جہاں نماز ظہر باجماعت ادا

کی گئی. شاید اس پارک میں کبھی ایسا روح پرور اجتماع نہ ہوا ہو گا ـــــــ نماز کے بعد کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر امام شمس الدین الفاسی نے خطاب فرمایا ـــــــ جلوس اور جلسے میں شریک حضرات کے نعروں اور درود و سلام کی گونج سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور از خود جلوس میں شریک ہو کر لطف اندوز ہوئے عجیب سماں تھا کہ سب دل دے بیٹھے ـــ

(اسلامک ٹائمز، یو، کے، شمارہ دسمبر ۱۹۸۶ء، ص ۱۶)

صدیوں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس عید کی پیش گوئی فرمائی تھی وہ اس دیار میں بھی منائی جا رہی تھی جہاں ان کے پیروکاروں کی اکثریت اور حکومت ہے ـــــــ بیشک یہ عید کسی ایک ملک و قوم کی نہیں ـــــــ سب قوموں کی عید ہے ـــــــ سب مظلوموں کی عید ہے ـــــــ سب غلاموں کی عید ہے ـــــــ سب زیر دستوں کی عید ہے ـــ

(مسعود)



ؔ شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۲۳

ؔ (۱) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ اسلام آباد ج ۲ ص ۲۰۱

(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۱

ؔ (۱) احمد بن حنبل امام: مسند

(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳

ؔ (۱) ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی: زرقانی، مطبوعہ ۱۲۹۲ھ ج ۱ ص ۲۷ـــ

(ب) علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶۰ـــ

ؔ محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء (ترجمہ اردو از دوست محمد شاکر سیالوی) ص ۱۰

ؔ (۱) بدر الدین عینی: عینی شرح بخاری، ج ۱۷ ـــ

(ب) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف، پارہ ۱۵، ص ۵۴۶ـــ

(ج) محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الاندلسی : محاضرۃ الابرار و مسامرۃ الاخیار فی الادبیات،

۱۴؎ والنوادر والاخبار، مطبوعہ مصر ۱۹۰۶ء ص ۲۵۰

۱۵؎ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل : بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۶۵

۱۶؎ (ا) ابو جعفر محمد بن جریر طبری : طبری

(ب) علامہ ابن کثیر : میلاد مصطفےٰ، ۱۹۸۵ء ص ۲۹-۳۰

۱۷؎ (ا) سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔

(ابو داؤد : سنن ابو داؤد، ص ۲۱۴)

(ب) ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

(محدث ابن جوزی : الوفا باحوال المصطفےٰ، ص ۸۱۰)

(ج) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح درود و سلام کی شب جمعہ فضیلت ہے اسی طرح شب دوشنبہ (پیر) بھی فضیلت ہے کیوں کہ دوشنبہ ایام فاضلہ میں ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

(عبدالحق محدث دہلوی : جذب القلوب الی دیار المحبوب مطبوعہ کلکتہ ۱۲۶۳ھ ص ۲۶۸)

(د) دنوں کے علاوہ احادیث میں مقدس مہینوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب ایسے ہی مقدس مہینوں میں شمار کئے گئے ہیں۔

(مسلم بن الحجاج القشیری : مسلم شریف، مطبوعہ لاہور ج ۱، ص ۱۰۴)

۱۸؎ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل : بخاری شریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۲، ص ۳۴۳

۱۹ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت نمبر ۱۵ـــ

۲۰ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت ۳۳ـــ

۲۱ (ا) شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ص ۲۳

نوٹ:۔ حضرت شاہ احمد دہلوی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد سے ہیں، ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء میں رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے مشہور بزرگ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی سے بیعت تھے۔ حضرت خالد کردی علیہ الرحمہ کے ذریعہ جن کا سلسلہ ترکی میں خوب پھلا پھولا۔ حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ نے ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری فرمایا۔ ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء میں انھوں نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور وہیں ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو وصال فرمایا۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے اور اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف۔

(ب) محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۰

(ج) ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی: علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ، مطبوعہ جدہ، ۱۹۸۸ء، ص ۹۹ـــ

(د) امام ترمذی: ترمذی شریف، مطبوعہ دہلی، ص ۹۴ـــ

(ھ) امام قشیری: مسلم شریف، ص ۳۸۸ـــ

نوٹ:۔ نسبتوں کی دنیا بھی عجیب دنیا ہے ـــــ یہ نسبتیں آن کی آن میں ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہیں ـــــ ایک بوسیدہ کرسی جس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو جب بتایا جائے کہ یہ فلاں بادشاہ کی ہے تو انمول چیز بن جاتی ہے اور قابل زیارت ہو جاتی ہے ـــــ یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ نسبتوں کی قدر کرتا ہے کیوں کہ رحمٰن کی عادت ہے کہ وہ نسبتوں سے پیار فرماتا ہے ـــــ اپنے پیارے نبی ابراہیم علیہ السلام کے نشانِ قدم کو "مقام ابراہیم" بنا کر جاوداں بنا دیا

ـــــــ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے آثار کو فتح و نصرت کا وسیلہ بنا کر 'تابوت سکینہ' کا خود تعارف کرایا۔

۲۲ مسلم بن حجاج قشیری: 'مسلم شریف' کتاب الصیام' ج ۱' ص ۷ـــــ

۲۳ ابن اثیر: 'اُسد الغابہ' ج ۱' ص ۲۱-۲۲ــــــ

۲۴ ابن کثیر: 'میلاد مصطفےٰ' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء' ص ۱۴ـــــ

(ا) مسند میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پیر کو پیدا ہوئے پیر کو ہی آپ مبعوث ہوئے' اور پیر کو ہی آپ نے ہجرت فرمائی' پیر کو ہی آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور پیر کو ہی حجاب اٹھائیں گے۔

(شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام' ص ۲۶)

۲۵ (ا) ابن حجر عسقلانی: 'فتح الباری' ج ۹' ص ۱۱۸

(ب) بدر الدین عینی: 'عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری' ج ۲' ص ۹۵ــــ

(ج) عبدالرزاق صنعانی: 'مصنف' ج ۷' ص ۴۷۸ــــــ

(د) ابن کثیر: 'سیرۃ النبویہ من البدایہ' ج ۱' ص ۲۲۴ــــــ

(ھ) ابن الدیبع الشیبانی: 'حدائق الانوار' ج ۱' ص ۱۳۴ــــــ

(و) حافظ بغوی: 'شرح السنۃ' ج ۹' ص ۷۶ــــــ

(ز) ابن ہشام و السہیلی: 'روض الانف' ج ۵' ص ۱۹۲ــــــ

(ح) عامری: 'بہجۃ المحافل' ج ۱' ص ۴۱ــــــ

(ط) محمد بن اسماعیل بخاری' مطبوعہ دھلی' ج ۲' ص ۷۶۴ــــــ

۲۶ چوں کہ 'پیر' کے دن کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت ہے اس لئے عرفاء آرزو کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے اس محبوب دن اٹھائے جائیں۔

ـــــــ راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے اور تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق ـــــ اُن کی آرزو تھی کہ جب بارگاہ ذوالجلال میں حاضری ہو تو پیر کے دن ہو

ــــــ خدا کی شان آپ نے ۱۴ ر شعبان المعظم پیر کے دن وصال فرمایا ــــــ مہینہ بھی محبوب دو عالم کا اور دن بھی جان دو عالم کا ــــــ سبحان اللہ!

۲۷ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ بحوالہ عبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن: مواہب جلیل علی مختصر خلیل۔

(۱) مصر کے چیف جسٹس نے اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے ــــــ اتفاق سے انھوں نے ۱۲ ربیع الاول کو روزہ رکھ لیا، ساحل سمندر کی طرف سیر کے لئے نکل گئے وہاں ان کے دوست ابن عاشر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگئے ــــــ ــــــ انھوں نے مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں نکالیں اور جج صاحب کو دعوت دی مگر انھوں نے معذرت کردی کیوں کہ ان کا روزہ تھا ــــــ ابن عاشر نے جج صاحب کی طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا:

"اس کا کیا مطلب ہے؟ ــــــ آج خوشی و مسرت کا دن ہے، اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے، جیسا عید کے دن"

جج صاحب فرماتے ہیں:

"میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا گویا میں سو رہا تھا، انھوں نے بیدار کردیا"

(رانا خلیل احمد: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ، ص ۴۴،۶۴)

۲۸ ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۱۲

۲۹ محمد بن عبد الباقی زرقانی: شرح الزرقانی للموطا، ج ۱، ص ۲ ــــــ

۳۰ حافظ ابن حجر عسقلانی: تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۹ ــــــ

۳۱ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ)، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۴۴

۳۲ ایضاً، ص ۴۴ ــــــ

۳۳ امام یافعی قادری: قرط الناظر و خلاصۃ المفاخر، ص ۱۱ ــــــ

۳۴ قرآن حکیم، سورۃ الانشراح، آیت ۴ ــــــ

۳۵۔ (الف) قاضی عیاض اندلسی : شفا شریف (عربی) مطبوعہ ملتان، ج ۱، ص ۱۲
(ب) شاہ احمد سعید دہلوی : اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۲۴
(ج) احمد رضا خان بریلوی : اقامۃ القیامۃ، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۴۲

۳۶۔ (الف) شاہ احمد سعید دہلوی ، اثبات المولد والقیام، ص ۲۲ ۔
(ب) قاضی عیاض اندلسی : الشفاء، ج ۱، ص ۱۲ ۔

۳۷۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی : خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۵۰۶

۳۸۔ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۶، ۵۷ ۔
(ا) "اللّٰھم صلی علی محمد" کے معنی علماء یہ بیان کرتے ہیں :۔

یارب "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما ——— ! دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور اُن کی شریعت کو بقا عنایت کر کے ——— اور آخرت میں اُن کی شفاعت قبول فرما کر اور اُن کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر اُن کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے ———

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ۵۰۶)

(ب) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کا یہ فیض جاری ہوا کہ سلام کو دعا بنا دیا اور فرمایا، آخرت میں اہل جنت کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے (سورۂ ابراہیم ۲۳) اور دنیا میں مسلمانوں کے ملتے وقت کی دعا بھی سلام ہے (سورۂ احزاب، ۴۴)

۳۹۔ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۴۳ ۔

۴۰۔ (ا) پیر کرم شاہ ازہری، تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۱
(ب) حفیظ الرحمٰن سیوہاروی : قصص القرآن، مطبوعہ لاہور، ج ۶، ص ۲۲۸
(ج) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل : بخاری شریف، ص ۴۷۵ ۔

۴۱۔(ا) پیر کرم شاہ ازہری، تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور ج ۴، ص ۲۱۲
(ب) علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی، تفسیر خازن، ص ۹۵
(ج) بدر الدین عینی، عینی شرح بخاری، کتاب الحج، ص ۱۴۵۶
۴۲۔ قرآن حکیم، سورہ صٰفٰت، آیت نمبر ۱۰۲-۱۰۵
۴۳۔ مولوی اشرف علی تھانوی کسی زمانے میں ماہ ربیع الاول میں اہتمام کے ساتھ تقریر فرمایا کرتے تھے چنانچہ ۱۳۳۱ھ میں وعظ فرمایا جس کا عنوان الظہور تھا پھر ۱۳۳۲ھ میں وعظ فرمایا جس کا عنوان النور تھا پھر ۱۳۳۳ھ میں جو محفل ہوئی وہ حسن اتفاق سے ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، تقریر کا عنوان تھا السرور۔ یہ وعظ جامع مسجد تھانہ بھون میں ہوا (اشرف علی تھانوی: ارشاد العباد فی عید المیلاد، مطبوعہ ساڈھورہ)
۴۴۔ اشرف علی تھانوی: السرور بظہور النور۔ ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد، مطبوعہ ساڈھورہ (ضلع انبالہ)، ص ۶۔
۴۵۔(ا) عساکر الدین ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری، مسلم شریف، کتاب الصلوٰۃ المسافرین، ج ۱، ص ۲۵۶
(ب) سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر سجستانی قندھاری: سنن ابو داؤد مطبوعہ کراچی، ابواب قیام اللیل، باب نمبر ۱۰، ص ۱۸۹
(ج) ابو عبدالرحمٰن احمد بن علی النسائی: سنن نسائی، مطبوعہ کراچی، باب قیام اللیل، ص ۱۸۲
(د) امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ مطبوعہ لکھنؤ، کتاب الاحکام، باب نمبر ۱۱، ص ۱۷۰
(ھ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ج ۱، ص ۶۲
۴۶۔ قرآن حکیم، سورہ حجر، آیت نمبر ۹
۴۷۔ قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۲۰۴

۴۸- محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ج ۱، ص ۱۲۔

۴۹- (ا) اخبار مدینہ (بجنور) انڈیا، شمارہ ۱۷ فروری ۱۹۲۷ء

(ب) اخبار زمیندار (لاہور) شمارہ ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء

۵۰- رکن الدین شاہ: توضیح العقائد، مطبوعہ دہلی، ص ۴۳، ۴۷۔

۵۱- ظفرالدین بہاری: معراج النبی، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۔

۵۲- ایضاً، ص ۲۸-۲۹۔

۵۳- کتب خانہ مظہریہ، جامع فتحپوری مسجد، دہلی۔

۵۴- ظفرالدین بہاری، معراج النبی، ص ۲۹۔

(ا) اسی شہر ٹھٹھہ (سندھ) میں جہاں راقم یہ کتاب لکھ رہا ہے، دارالعلوم مجددیہ عثمانیہ کے شیخ الجامعہ علامہ مفتی محمد عبدالرحمٰن تتوی کے ہاں ۱۹۸۶ء میں ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام سیف الرحمٰن ہے۔ اس کے بدن پر صاف حروف میں نام نامی محمد لکھا ہوا ہے۔

۵۵- شیخ فرید بھکری: ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۴۔

۵۶- دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۱، ص ۳۳۲۔

۵۷- میر علی شیر قانع تتوی، تحفۃ الکرام، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۵۷ء ص ۲۹-۳۱۔

۵۸- پنجاب یونیورسٹی (لاہور) میں پروفیسر بشیر احمد نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شاعری پر ضخیم مقالہ پیش کیا۔ اسی یونیورسٹی میں پروفیسر محمد اسحاق قریشی نے "عربی نعتیہ شاعری" پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

(ا) حال ہی میں پاکستان کے مشہور قلم کار راجہ رشید محمود نے لاہور سے ماہنامہ "نعت" جاری کیا ہے۔ اس رسالے کا نام ہی نعت نہیں بلکہ اس کا محور بھی نعت ہے اور ہر شمارہ نعت مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے کسی نہ کسی گوشے کا نمبر ہوگا ـــــ دو تین نمبر نظر سے گزرے ہیں نہایت ہی بلند پایہ اور خوبصورت ہیں۔ اس ماہنامہ کی اشاعت سے نعت مصطفےٰ کی وسعت اور عظمت کا اندازہ ہوتا ہے یہ ماہنامہ ۱۹۸۵ء سے نکلنا شروع ہوا ہے ـــــ اوسطاً ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ پاکستان سے نکلنے والے رسائل میں نہایت ممتاز ہے ـــــ اسی طرح عربی ادب کے ممتاز فاضل پروفیسر منیر قصوری "ایوانِ نعت" کے نام ایک رسالہ نکال رہے ہیں جس کے پانچ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں۔

۵۹۔ سید حسین علی ادیب رائے پوری: مدارج النعت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
ص ۲۰۶

۶۰۔ دنیا کی بہت سی زبانوں میں نعتیں کہی گئی ہیں، بعض زبانوں میں نعتوں کے مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں، اردو زبان میں ایسے مجموعوں کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ چند مجموعوں کے نام یہ ہیں:
صہبائے مدینہ (آثم نظامی)، عکس جمال (راشد لدھیانوی)، بہار عقیدت (اختر الحامدی)، شاخِ طوبیٰ (ادیب سیمابی)، سرو کش سدرہ (ارمان اکبرآبادی)، رنگ و بو (اعظم چشتی)، حدیث آشنا (اقبال صلاح الدین)، شعاع ایمان (الطاف احسانی)۔ قلزم رحمت (امیر مینائی)، مینائے کوثر (انجم وزیرآبادی)، چراغ عالمین (اسماعیل انیس)، غنچہ نور (بسمل میرٹھی)، کرم بالائے کرم (بہزاد لکھنوی)، قندیل حرم (ریاض ادانی)، خمخانہ حجاز (حافظ پیلی بھیتی)، مطلع فاران (حافظ لدھیانوی)، زمزمۂ محبت (عبدالقدیر حسرت)، حدائق بخشش (رضا بریلوی)، ذوق نعت (حسن بریلوی)، گلبانگ حرم (حمید صدیقی)، فارقلیط (عبدالعزیز عدم)، قرار جاں (خالد محمود)، خورشید حرا (زکی قریشی)، نجم سحر (ذوقی مظفر نگری)، فردوس تخیل (رخ ش)، جام حیات (ساحر صدیقی)، سراپا آئینہ (سخنور سکندری)، سحاب رحمت (سکندر لکھنوی)،

شاخ بریدہ (شاد افسری) سوز دروں (شبیر بخاری) جام ظہور (صابر براری) جلوہ عیاں (صابر فقیر صابر) قندیل نور (صابر کاسگنجوی) جان کائنات (صائم چشتی) جمال نور (عزیز حاصل پوری) آہنگ حجاز (فضل حق) نور ازل (قمری کانپوری) بہار خلد (کافی مراد آبادی) جانِ جہاں (محمد افضل فقیر) حرفِ تمنا (محشر بدایونی) حدیث شوق (راجہ رشید محمود) میزاب رحمت (مسرور کیفی) باب جبریل (حافظ مظہر الدین) کاروان شوق (ناظم بزمی) صبح ازل (نسیم امروہوی) حیاتِ جاوداں (نسیم بستوی) آہ سحر گاہی (بیگم نصرت عبدالرشید) طلوع سحر (ہلال جعفری) صبح سعادت (یزدانی جالندھری) قدم قدم سجدے (خالد محمود خالد) وغیرہ وغیرہ

(ماہنامہ نعت (لاہور) شمارہ جنوری ۱۹۸۸ء)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جذبات کا ایک سیلاب ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے تھمائے نہیں تھمتا، سب کی نگاہیں ایک ہستی کی طرف لگی ہوئی ہیں، اپنی اپنی بساط کے مطابق سب جلوے سمیٹ رہے ہیں، فکر و خیال کی جھولیاں بھر رہے ہیں، دنیائے جدید کی تاریک فضاؤں میں نور بکھیر رہے ہیں، دل گرما رہے ہیں، روح جگا رہے ہیں، قدم قدم روشن گل کھلا رہے ہیں ــــــ دینے والا دے رہا ہے، لینے والے لے رہے ہیں۔

۶۱۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ہی بلند ہے، میں یہاں ایک ادنیٰ مثال پیش کرتا ہوں ــــــ کاغذ کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں کوڑی کے دام لینے کے لئے کوئی تیار نہیں ــــــ لیکن جب ہی کاغذ کا ٹکڑا حکم سلطانی کے ساتھ نوٹ بن کر جلوہ گر ہوتا ہے تو ہر شخص سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ ــــــ ہر کوئی قدر و منزلت کرتا ہے ــــــ سب لپکنے کے لئے دوڑتے ہیں ــــــ ایک جہاں اس کو اپنانے کے لئے جدو جہد کرتا ہے ــــــ اس کی حفاظت کے لئے جان کو جان نہیں سمجھتا ــــــ تجوریوں میں بند کر کے رکھتا ہے ــــــ کیوں؟ ــــــ سلطان وقت نے اس میں اپنے حکم کی روح پھونک دی ہے ــــــ

اسی روح نے اس کو گراں قدر بنا دیا ہے ــــــ اب کوئی ایسا معقول انسان نہیں ملتا جو یہ کہے کہ یہ تو کاغذ کا ٹکڑا ہے ــــــ اس کی حفاظت کیوں کی جا رہی ہے؟ ــــــ اس کو سینے سے لگا کر کیوں رکھا جا رہا ہے ــــــ یہ بھی ایسا ہی ٹکڑا ہے جیسے گلی کوچوں میں پڑے پھرتے ہیں ــــــ اگر کوئی ایسی باتیں کرے تو اس کو کوئی معقول انسان نہیں کہہ سکتا ــــ

۶۲۔ قرآن حکیم، سورۂ فتح، آیات نمبر ۸ - ۹ ــ

۶۳۔ توریت، باب ۱۶ ــ

۶۴۔ (ا) علامہ جلال الدین سیوطی: حسن المحاضرہ، ص ۵۰ - ۵۱ ــ

(ب) محبوب رضوی: مکتوبات نبوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۴۳

۶۵۔ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۲۴ ــ

(۱) قرآن حکیم میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تین قسم کی آیات ہیں ــــــ ایک تو وہ جو کفار و مشرکین کے ذہنی اور فکری سطح کے مطابق ہیں، دوسری وہ جو علماء و فضلاء کی ذہنی و فکری سطح کے مطابق ہیں اور تیسری قسم کی آیات وہ ہیں جو صلحاء و عرفاء کی ذہنی اور روحانی سطح کے مطابق ہیں ــــــ جمال مصطفےٰ دیکھنا ہو تو تیسری قسم کی آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۶۶۔ ابوالحسن بن الحجاج النیشاپوری: مسلم شریف (شرح و ترجمہ مولانا غلام رسول سعیدی) مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۴۰ ــ

۶۷۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۴۲ ــ

۶۸۔ غلام ہندوستان میں ایسے عاشقان رسول موجود تھے ــــــ ان سرفروشوں میں غازی عبدالرشید شہید، غازی میاں محمد شہید، غازی عبدالقیوم شہید اور غازی علم الدین شہید قابل ذکر ہیں۔ ان شہیدوں نے جان پر کھیل کر گستاخان مصطفےٰ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا اور شہید ہو کر حیات جاوداں

حاصل کی۔ اللہ اللہ ؂

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بدعا آرزو کنند

۶۹۔ علامہ عبدالواحد سیوستانی : بیاض واحدی (قلمی)، مخزونہ کتب خانہ خیاری شریف، سندھ؛

۷۰۔ احمد رضا خاں بریلوی : اقامت القیامہ (۱۲۹۹ھ)، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۴۵-۴۶

۷۱۔ حدیث وصال، مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۸ء۔ ص ۴

۱۔ سلیمان ندوی؛ سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء ج ۳، ص ۸۱۶ بحوالہ انجیل متی، ۱۳۔ ۳۱ وانجیل مرقس ۴۔ ۳۰

۲۔ قرآن حکیم، سورۂ مؤمنون، آیت نمبر ۱۲۔ ۱۴

۳۔ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۴۱۔ ۴۲

۴۔ علامہ شمس بریلوی، سرور کونین کی فصاحت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص ۱۰۴

۵۔ قرآن حکیم، سورۂ دھر، آیت نمبر ۲۳، سورۂ فرقان، آیت نمبر ۳۲

۶۔ طبرسی؛ تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۳۴

۷۔ جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ۱۴۵، ۱۴۹

۸۔ قرآن حکیم، سورۂ قیمۃ، آیت نمبر ۱۷، سورہ حجر، آیت نمبر ۹

۹۔ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ، مطبوعہ کراچی، ص ۵۷

۱۰۔ یہ مجلدات تقریباً پندرہ سو صفحات پر مشتمل ہیں، ہر جلد میں پندرہ اجزاء اور ہر جز میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص سے متعلق درود کے صیغے ہیں۔ کتاب کا نام ہے "مجموعۂ صلوات الرسول فی صلوٰۃ وسلام صلی اللہ علیہ وسلم"، یہ مجموعہ ایک جلیل القدر عارف خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ (ہری پور ہزارہ) کی تالیف ہے۔ پہلی بار مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس، لاہور میں چھپی۔ اب پھر بنگلہ دیش سے شائع ہو گئی ہے۔

۱۱۔ قرآن حکیم، سورۂ انشراح، آیت نمبر ۴

۱۲۔ عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی؛ الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم، باب نمبر ۸ ص ۱۲۳۔ ۱۲۴ بحوالہ سیرت حلبیہ وسیرت شامی۔

۱۳۔ قرآن حکیم، سورۂ ابراہیم، آیت نمبر ۵

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جارہا ہے کہ "اپنی قوم کو اللہ کے دن یاد دلاؤ" ـــــ مزید تشریح اور وضاحت نہ فرمائی ـــــ لیکن یہ کہہ کر اشارہ فرمادیا "بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گذار کو" ـــــ معلوم ہوا ان دنوں کا تعلق غمی کے دنوں سے بھی ہے اور خوشی کے دنوں سے بھی ـــــ اس لئے مفسرین کرام نے ایام اللہ سے وہ دن مراد لئے ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ یا حادثہ پیش آیا ہو یعنی اس دن اللہ نے ان کو آزمایا ہو یا انعام فرمایا ہو ـــــ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی تمام انعامات الٰہیہ کی جان ہے اس لئے آپ کی تشریف آوری کا دن بدرجہ اولیٰ ایام اللہ میں شامل ہے بلکہ ایام اللہ کا سرتاج ہے۔

۱۴۔ قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۱۴ ـــــ

۱۵۔ (۱) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ دہلی و کراچی

(ب) محمد بن اسمٰعیل بخاری شریف، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ، ص ۱۱ ـــــ

۱۶۔ اشرف علی تھانوی: السرور لظہور النور، مطبوعہ ساڈھورہ، ص ۳۷ ـــــ

۱۷۔ قرآن حکیم سورہ ضحیٰ، آیت نمبر ۱ ـــــ

۱۸۔ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل: بخاری شریف، ج ۲، ص ۵۶۶ ـــــ

۱۹۔ سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلہ اہل السنۃ والجماعۃ (ترجمہ اردو مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۲۷۵ - ۲۷۶ بحوالہ صحیح مسلم

(۱) محبوبان الٰہی کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے ـــــ کیوں کہ دوست کو دوست کا ذکر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر دوستی و محبت کی یہ شان ہو۔

"جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میری طرف سے اس کے لئے اعلان جنگ ہے"

(۱) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۹۷ء

(ب) بخاری شریف مطبوعہ لاہور ج ۳/ ص ۵۱۳)

وہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے جنگ پر آمادہ ہو۔ معاذ اللہ!

۲۰۔ خلیل احمد رانا؛ انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۲۶۴

۲۱۔ شاہ احمد سعید دہلوی اثبات المولد و القیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۲۵ بحوالہ محدث ابن جوزی۔

۲۲۔ ملا علی قاری؛ المورد الروی۔

۲۳۔ سید سلیمان ندوی، سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ، ج ۳، ص ۶۶۴

۲۴۔ خلیل احمد رانا؛ انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵

۲۵۔ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی؛ بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور، ص ۳۵

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۶۔

۲۷۔ (ا) ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل المعروف بہ ابی شامہ؛ الباعث علی انکار البدع و الحوادث،

(ب) محمد بن علی یوسف دمشقی شامی؛ سبل الہدیٰ و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد،

(ج) عبدالحق مہاجر مکی؛ الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم۔

۲۸۔ ملک معظم ابو سعید مظفر الدین ۵۴۹ھ/ ۱۱۵۴ء میں پیدا ہوئے اور ۵۸۶ھ ۱۱۹۰ء میں اپنے والد زین الدین کے جانشین ہوئے اور سلطان اربل کہلائے۔ بہت ہی سخی اور فیاض تھے، امور خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سب سے اہم کارنامہ شاہی پیمانے پر محفل میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہے۔ ۶۳۰ھ/ ۱۲۳۲ء میں ان کا انتقال ہوا!

۲۹۔ ابن خلکان؛ وفیات الاعیان انباء، انباء الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء

(ا) مسجد جامع فتحپوری دہلی (بھارت) میں عارف کامل حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز کی سرپرستی میں ہر سال ۱۲ ربیع الاول

کی رات ایک عظیم الشان اور روح پرور محفلِ میلاد ہوتی تھی ـــــ پوری مسجد رنگ برنگ قمقموں سے جگمگ کرتی ـــــ روشنیوں اور خوشبوؤں سے فضائیں چمکتی مہکتیں ـــــ عاشقانِ رسول کا وہ ہجوم ہوتا کہ بس دیکھا کیجئے! ـــــ ایسی ادب کی محفل، ایسی محبت و خلوص کی مجلس پھر نہ دیکھی ـــــ علماء و عرفاء شریک ہوتے، ان کے چہرے دیدنی ہوتے ـــــ نورٌ ہی نور ـــــ سبحان اللہ ماشاء اللہ ـــــ سب فرش پر بیٹھتے، صرف واصفانِ شاہ ہدیٰ منبر پر صفت و ثنا کرتے، شمائل و فضائل بیان کرتے ـــــ نمازِ عشاء کے بعد محفل شروع ہوتی ـــــ تقریریں پُر وقار اور سنجیدہ، نہ کسی پر پھبتی نہ کسی کے چٹکی ـــــ

حریمِ جاناں میں رقیب و سیاہ کا کیا کام؟ ـــــ عشاء سے اذانِ فجر تک محفل جمی رہتی ـــــ عین صبحِ صادق کے وقت جب کائنات میں انقلاب آیا تھا، جب جانِ جہاں آیا تھا ـــــ صلوٰۃ و سلام کے لئے کھڑے ہوجاتے اور پڑھنے والے جب یہ پڑھتے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تو دل سینوں سے نکلے پڑتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے، نہ پوچھئے عاشقانِ بسمل کا کیا حال ہوتا! ـــــ پھر اذانِ فجر سے مسجد کی فضائیں گونجنے لگتیں ـــــ نماز باجماعت کے فوراً بعد صف بہ صف دس پندرہ من شیرینی تقسیم کی جاتی ـــــ ۱۲ ربیع الاوّل کی رات گزری، دن آیا ـــــ صبح ۹ بجے سے شام ۴ بجے تک امیر و غریب سب ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ـــــ مساواتِ مصطفیٰ کا عجب سماں ہوتا ـــــ صبح سے شام تک تانتا بندھا رہتا آنے والے آتے رہتے اور کھانے والے کھاتے رہتے ـــــ چالیس من سے زیادہ کھانا تقسیم کیا جاتا ـــــ

راقم کے خیال میں ایسے جلیل القدر عالم و عارف کا یہ عمل ہم سب کے لئے ایک روشن ثبوت اور ایک مینارۂ نور ہے ـــــــ وہ عالم جس کی حق پرستی اور حق گوئی کے سب معترف تھے ـــــــ وہ عالم جس کے جد امجد فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بالواسطہ فیض یافتہ تھے۔

۳۰۔ علامہ محمد رضا مصری؛ محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

۳۱۔ جلال الدین سیوطی؛ حسن المقصد فی عمل المولد (الحاوی للفتاوی) ج ۱، ص ۱۸۹

۳۲۔ عمر بن حسن دحیہ کلبی ۵۴۴ھ / ۱۱۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ بقول ابن خلکان اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ قاہرہ کے دار الحدیث (۶۲۱ھ) میں شیخ الحدیث بھی رہے۔ ۶۳۰ھ / ۱۲۳۰ء میں انھوں نے انتقال فرمایا اکابر علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے۔ مغرب سے شام اور عراق ہوتے ہوئے ۶۰۴ھ میں اربل پہنچے اور کتاب لکھ کر پیش کی۔ (جلال الدین سیوطی: حسن المقصد فی عمل المولد بحوالہ الحاوی للفتاوی)

۳۳۔ علامہ محمد رضا مصری؛ محمد رسول اللہ، ص ۳۳

۳۴۔ (ا) جلال الدین سیوطی؛ حسن المقصد فی عمل المولد

(ب) علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، ص ۳۳

۳۵۔ عبدالسمیع؛ انوار ساطعہ، ص ۲۶۱ بحوالہ نور الدین ابوسعید پورانی

۳۶۔ شاید بعض حضرات یہ خیال فرمائیں کہ یہ اسراف ہے۔ اول تو امور خیر میں اسراف کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسے امور جن میں اسراف کو محمود نہیں سمجھا گیا۔ امام احمد بن حنبل نے اس سے صرف نظر فرمایا ـــــــ چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں رئیس نے قرآن کریم کی زیب و زینت پر ہزار دینار خرچ کر ڈالے۔ ـــــــ فرمایا اس کو جانے دو وہ اس پر اور سونا بھی خرچ کرتا تو اچھا تھا۔

(محمد بن علوی: حول الاحتفال، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ، ص ۲۱)

بات یہ ہے کہ امیروں اور رئیسوں کی طبائع خرچ پر آمادہ ہوتی ہیں، ناجائز

امور پر خرچ کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ وہ امور مباحہ اور امور خیر میں خرچ کرکے دل کی آرزو پوری کرے ـــــــ اس کے علاوہ خصوصاً میلاد پاک پر خرچ کرنے والا تو محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتا ہے اور کون ایسا بدنصیب ہے جو ایسے محسن پر خرچ کرنے کو اچھا خیال نہ کرے۔

۳۷۔ تاریخ میلاد، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء بحوالہ علامہ ابن جوزی، ص ۴۷ ـــــــ

۳۸۔ شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲ (ملخصاً)

۳۹۔ کتاب کا پورا نام ہے:۔

مدارج الادواح فیما قالہ مولی ابو حمو من الشعر قیل فیہ من لامداح

۴۰۔ شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی، ص ۴۳-۴۴ (ملخصاً)

۴۱۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر شکر کروگے تو اور زیادہ دیا جائے گا، جس نے اصل نعمت کا شکر ادا کیا اس نے تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا تو اس پر انعامات کی بارش نہ ہوگی تو کس پر ہوگی؟

۴۲۔ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی: بیان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور، ص ۳۴-۳۵ ـــــــ

(۱) قرآن کریم میں ہے، دیکھو، اللہ کے ذکر ہی میں سکون و طمانیت ہے! ـــــــ جب اللہ کے ذکر میں سکون و سرور ہے تو اس کے ذکر میں کیوں سکون و قرار نہ ملے جس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ کو مطلوب و محبوب ہے

۴۳۔ عبدالسمیع: انوار ساطعہ، مطبوعہ مراد آباد، ص ۱۷۱-۱۷۲ ـــــــ

۴۴۔ ایضاً،

۴۵۔ انجیل برناباس، مطبوعہ کراچی، باب ۴۴، ص ۵۸-۵۹ ـــــــ

۴۶۔ انجیل یوحنا، ۱۴، ۱۶: ۱۷ ـــــــ

(۱) قرآن حکیم میں سورۂ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ نزدیک تر ہیں ـــــــ (آیت نمبر ۶)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

تجھ کو اتنا قریب پاتا ہوں
یاد کرنا بھی بھول جاتا ہوں

۴۷۔ سید ہاشم رسولی : زندگانی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی ابن ہشام) مطبوعہ ایران ۱۳۶۴ھ شمسی، ج ۱، ص ۱۵۱

۴۸۔ قرآن حکیم، سورۂ فتح، آیت نمبر ۸، ۹

۴۹۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۴۱،

(۱) مندرجہ ذیل مختلف مسالک قدیمہ وجدیدہ کے علماء حیات النبی کے قائل نظر آتے ہیں:۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی : مدارج النبوۃ، ص ۲۶۰

۲۔ شوکانی نیل الاوطار، ج ۵، ص ۱۰۱

۳۔ رشید احمد گنگوہی : ہدایت الشیعہ، ص ۳۶

۴۔ اشرف علی تھانوی : نشر الطیب، ص ۳۱۱

۵۔ اشرف علی تھانوی : التکشف، ص ۴۴۶.

۶۔ شبیر احمد عثمانی : فتح الملہم ج ۳، ص ۴۱۹

۷۔ نذیر حسین دہلوی : فتاویٰ نذیریہ، ج ۲، ص ۲۰ ضمیمہ

۸۔ صدیق حسن خاں : اتحاف النبلاء، ص ۴۱۵

۹۔ عطاء اللہ حنیف : التعلیقات السلفیہ علی السنن النسائی، ج ۱، ص ۲۳۷

۵۰۔ قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۸۹

۵۱۔ جلال الدین رومی : مثنوی شریف، دفتر ششم، ص ۶۸

۵۳۔ مولانا ابوالفتح محمد نصراللہ خاں نے "عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ" مطبوعہ کراچی، میں اس مسئلے پر دل نشین انداز میں اظہار خیال فرمایا ہے۔ (ص ۹۹، ۱۰۸-۱۰۹)

۵۴۔ محمد ہاشم ٹھٹوی : ذریعۃ الوصول بحوالہ محمد بن سیرین (تحفۃ الزائرین، ج ۴، ص ۲۲۴)

۵۵۔ نواب صدیق حسن خاں: مسک الختام، ص ۲۴۴

۵۶۔ (۱) امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۲۶

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی: سنن ابن ماجہ مع حاشیہ مفتاح الحاجۃ، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۱۹

۵۷۔ محمد بن عبدالباقی: زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۲۰۴

(۱) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہونے اور مشاہدہ فرمانے کی مندرجہ ذیل علماء کرام نے تائید فرمائی ہے:۔

۱۔ عبدالوہاب شعرانی: میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۱۵۴

۲۔ بدرالدین عینی: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر، ج ۲، ص ۱

۳۔ عبدالوہاب شعرانی: الیواقیت والجواہر، ج ۲، ص ۴۵

۴۔ جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۴۴۴

۵۔ نورالدین حلبی: جواھر البحار، ج ۲، ص ۱۱۰

۶۔ امام غزالی: احیاء العلوم، ج ، ص ۱۷۵

۷۔ علامہ احمد صاوی: تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۲-۶

۸۔ ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۵۰۸

۹۔ یوسف بن اسماعیل نبہانی: سعادت الدارین، ص ۵۰۸

۱۰۔ امام ربانی مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، ج ۱، ص ۲۲

۵۸۔ قرآن حکیم، سورہ حجرات، آیت نمبر ۲

۵۹۔ علامہ اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، ج ۹ سورہ فتح

۶۰۔ محمد قاسم نانوتوی: آب حیات (۱۹۳۶ء) مطبوعہ دہلی، ص ۵

۶۱۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۶۲۔ اشرف علی تھانوی: سر المولد النبوی من المثنوی المعنوی، مطبوعہ تھانہ بھون

۶۴- قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶-۵۷

۶۵- قرآن حکیم، سورہ رحمٰن، آیت نمبر ۲۹

۶۶- (۱) قرآن حکیم، سورہ طٰہٰ، آیت نمبر ۵

(۲) قرآن حکیم، سورہ سجدہ، آیت نمبر ۴

(۳) قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۳

(۴) قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۵۴

۶۷- قرآن حکیم، سورہ صٰفٰت، آیت نمبر ۱

۶۸- قرآن حکیم، سورہ مومن، آیت نمبر ۷

۶۹- قرآن حکیم، سورہ نباء، آیت نمبر ۳۸

۷۰- قرآن حکیم، سورہ زمر، آیت نمبر ۷۵

۷۱- قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶

۷۲- (ا)

(ب) شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۲۹

۷۳- عبد الحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم، باب نمبر ۸

ص ۱۲۳-۱۲۴

۷۴- احمد رضا خاں: اقامۃ القیامۃ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۷۵- بلاد پاک و ہند اور عالم اسلام کے مختلف بلاد اور ممالک کے علماء نے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ مثلاً یہ بلاد و ممالک ——— مکہ معظمہ، مدینہ منورہ جدہ، حدیدہ، دمیاط، زبیدہ، بصرہ، حضر موت، حلب، برزنج، برو برع، کرد، داغستان، اندلس، روم، شام، اور مصر وغیرہ ——— برِ اعظم افریقہ اور برِ اعظم ایشیاء کے علماء کی اکثریت نے امام تقی الدین سبکی کی اس سنتِ حسنہ کو دل و جان سے قبول کیا ہے اور ان کا یہ معمول رہا ہے۔

۷۷۔ ولی الدین بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۱۲

۷۸۔ شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، ص ۲۶ - ۲۷

۷۹۔ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامۃ، ص ۱۱ - ۲۴۔

۸۰۔ خلیل احمد رانا، انوار قطب مدینہ، ص ۱۶۲-۱۶۳۔

۸۱۔ البصیر (چنیوٹ) شبلی نمبر جون تا دسمبر ۱۹۵۷ء، مقالہ ڈاکٹر شیخ عبداللہ، ص ۱۶۶

۸۲۔ ممتاز علی دیوبندی، سبیل ارشاد، ص ۱۴۶، ۱۴۹۔

۸۳۔ ایضاً، ص ۱۴۹۔

۸۴۔ محمد بن علوی المالکی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۰۔

۸۵۔ ہم مسلم و مشرک مہمانوں کے استقبال کے لئے قطار در قطار کھڑے رہتے ہیں ــــــ اسکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو بلا بلا کر بھی کھڑا کیا جاتا ہے اور وہ غریب گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ــــــ گارڈ آف آنر پیش کرنے والے فوجی گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں، معائنہ کرنے والے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ــــــ سلامی لینے والے اور سلامی دینے والے دونوں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں ــــــ کھڑے ہونے کا جب اتنا چلن چل گیا تو شاید اسی وجہ سے قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے سوچا کہ اللہ اور رسول کا زیادہ حق ہے کہ ان کے لئے کھڑا ہوا جائے چنانچہ وہ تلاوت قرآن کے وقت خود کھڑے ہوتے اور پوری مجلس کھڑی ہوتی ــــــ یہ راقم کا عینی مشاہدہ ہے ــــــ

جب ہم کفار و مشرکین کے طور طریقے اپناتے نہیں ہچکچاتے اور بے تکلف اغیار کی رسم و راہ اپناتے چلے جاتے ہیں تو واللہ باللہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہم کسی عالم و عارف، فقیہ و محدث کی ادا کو جزو زندگی بنائیں ــــ

اصل میں یہ بات اسلام اور شارع اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ اُسی وقت اِس قسم کے اعمال میں لذت محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حضرت

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے محسوس فرمائی اس احساس کا تعلق ذہنی اور قلبی صحت سے ہے۔ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو اس کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی لگنے لگتی ہیں، اگر لذت محسوس نہیں ہوتی تو پھر علاج کی ضرورت ہے اور وہ اہل اللہ کی صحبت میں ہوتا ہے۔ ع نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۸۶۔ امداد اللہ شاہ مہاجر مکی: فیصلۂ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور، ص ۱۱۱

(۱) مولانا شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت و بلندی کا اندازہ ان القاب و آداب سے ہوتا ہے جو مولانا قاسم نانوتوی نے آپ کے لئے استعمال فرمائے ـــــ ملاحظہ ہو۔

مطلع انوار سبحانی، منبع اسرار صمدانی، مورد افضال ذی الجلال والاکرام، مخدوم و مطاع خاص و عام، سر حلقۂ مخلصان سراپا اخلاص، سر لشکر صدیقان باختصاص، رونق شریعت، زیب طریقت، ذریعۂ نجات، وسیلۂ سعادت، دستاویز مغفرت نیاز مندان، بہانۂ واگزاشت مستمندان، ہادیٔ گمراہان، مقتدائے دین پناہان، زبدۂ زماں، عمدۂ دوراں سیدنا و مرشدنا و مولانا الحاج امداد اللہ لازال کاسمہ امداد من اللہ للمسلمین ـــــ

(محمد قاسم نانوتوی: آب حیات (۱۹۳۶ء) مطبوعہ دھلی، ص ۳)

۸۷۔ برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۸۰

۸۸۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، مطبوعہ لاہور ج ۲۱، ص ۸۲۴

۸۹۔ ایضاً، ص ۸۲۵

۹۰۔ محمد بن علوی المالکی: حول الاحتفال بالمولد النبی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۲۱-۲۲ بحوالہ اقتضاء الصراط المستقیم مصنفہ ابن تیمیہ ـــــ

۹۱۔ (ا) شاہ ولی اللہ: الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین

(ب) منار الاسلام، اپریل ۱۹۸۱ء

(ج) المولی اسماعیل الحنفی : تفسیر روح البیان' ج ۹' ص ۵۶

(د) احمد رضا خاں : اقامۃ القیامہ (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور' ص ۲۳-۲۴

۹۲۔ عبدالغنی محدث دہلوی : شفاء السائل۔

۹۳۔ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی : مواہب اللدنیہ' مطبوعہ مصر' ج ۱' ص ۲۷

۹۴۔ عبدالحق محدث دہلوی : ماثبت بالسنہ' ص ۷۹

۹۵۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام' ج ۲۱' ص ۸۲۶

۹۶۔ شاہ ولی اللہ : الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین' ص ۸

۹۷۔ لائڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبۂ علوم اسلامیہ کے صدر ڈاکٹر جے ایم ایس بلیان نے بیس پچیس سال کی تحقیق کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا عنوان ہے :۔

RELIGION AND THOUGHT OF SHAH WALI ALLAH DEHLAWI

یہ کتاب لائڈن سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہو چکی ہے ——— ہندوستان کے جن اکابر امت پر بین الاقوامی سطح پر کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں :۔

۱۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۳۔ شاہ احمد رضا خاں بریلوی۔

ان اکابر پر پاک و ہند کے علاوہ امریکہ' فرانس' انگلستان' ہالینڈ' جنوبی افریقہ' مصر' کینیڈا وغیرہ میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

۹۸۔ شاہ ولی اللہ : الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین'

۹۹۔ علامہ شیخ محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ' مطبوعہ کراچی' ص ۳۴

۱۰۰۔ ایضاً' ص ۳۴-۳۵

۱۰۱۔ عبدالحیٔ لکھنوی، مجموعۂ فتاویٰ، ج ۱، ص ۳۳۹۔

۱۰۲۔ علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۱۰۴ برس کی عمر میں ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ آپ کے شیوخ میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: ــــ سید حسین الحسنی الکردی، شیخ احمد الشمس المالکی القادری المراکشی المدنی، علامہ محدث بدر الدین حسنی شامی، مجاہد کبیر شیخ احمد الشریف السنوسی، شاہ احمد رضا خاں بریلوی وغیرہ وغیرہ ــــ ۱۹۰۱ء میں پاکستان سے بغداد گئے اور وہاں سے ۱۹۱۰ء میں مدینہ منورہ ــــ حضرت مدنی، عربی، فارسی، ترکی اور اردو وغیرہ پر بڑی دسترس رکھتے تھے ــــ آپ کے مریدین مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً ہندوستان، پاکستان، ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، افغانستان، انگلستان وغیرہ وغیرہ ــــ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے۔ ستتر سال مسجد نبوی شریف کے زیر سایہ زندگی کے شب و روز گزارے اور بالآخر محبوب رب العالمین کے قدموں پر جانِ عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

(انوار قطب مدینہ، لاہور، ص ۱۶۲-۱۶۳، ۲۲۹)

دِل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا، مری جان، جا خدا حافظ!

۱۰۳۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۴۶۔
(مکتوب مفتی محمد ضیاء الدین مہاجر مدنی۔ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ / ۲۳ / ۱۹۷۶ء باب المجیدی، مدینہ منورہ)

۱۰۴۔ ماہنامہ استقامت (کانپور)، شمارہ فروری ۱۹۸۵ء، ص ۲۰۔

۱۰۵۔ حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۔

۱۰۶۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ۲۱، ص ۸۲۴۔

۱۰۷۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ۲۱، ص ۸۲۶

۱۰۸۔ قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۵۸

۱۰۹۔ ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی: شمائل ترمذی (شرح محمد امیر شاہ گیلانی) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء ص ۲۸۴ - ۲۹۳

۱۱۰۔ (ا) ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری: مسلم شریف، کتاب الالفاظ، ج ۲، ص ۲۳۹

(ب) ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۶۷

۱۱۱۔ قرآن حکیم، سورہ مزمل، آیت نمبر ۴

۱۱۲۔ ولی الدین: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دھلی، ص ۱۸۸

۱۱۳۔ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶ - ۵۷

۱۱۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ، ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء ص ۳۶۵ - ۳۶۸

۱۱۵۔ محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۰

۱۱۶۔ علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۶۰۷

۱۱۷۔ (ا) ابوعبداللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۴ھ، ص ۹۶

(ب) ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن السمرقندی الدارمی: کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ ص ۳۴۴

(ج) ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۹ھ، ص ۲۰۷

۱۱۸۔ (ا) قرآن حکیم، سورہ حجر آیت نمبر ۷۲، سورہ بلد آیت نمبر ۱، سورہ قلم آیت ۱ تا ۶

(ب) قرآن حکیم، سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹، سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴، سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸

۱۱۹۔(۱) بھوشیہ پران، پرو ۳، کھنڈ ۳، ادھیا ۳، شلوک ۵-۸

(۲) انجیل برنباس، باب ۶۳، ص ۲۱۲

۱۲۰۔ (ا) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف، کتاب الزکوٰۃ، باب ۱۰، ص ۱۹۰،

(ب) حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری: الترغیب و الترہیب، ج ۲، ص ۱۱

۱۲۱۔ قرآن حکیم، سورۂ دہر، آیت نمبر ۸-۹

۱۲۲۔

۱۲۳۔ (ا) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف، باب ۳، پارہ نمبر ۲، ص ۱۳۰

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبدالرحمٰن بن ماجہ: سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الغنا و الدف، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۵ھ، ص ۱۳۸

(ج) ابو عبداللہ ولی الدین محمد عبداللہ خطیب ترمذی: مشکوٰۃ شریف، ص ۱۲۶

(د) اشرف علی تھانوی: السرور بظہور النور، مطبوعہ ساڈھورہ، ص ۳۳

۱۲۴۔ نقوش (لاہور) رسول نمبر، لاہور ۱۹۸۳ء، ج ۴-ص ۶۴۹

۱۲۵۔ سید نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء، ص ۵

(ا) ۱۹۱۱ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا تھا، اس جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے ان خیالات کا اظہار کیا۔

۱۲۶۔ نقوش (لاہور)، رسول نمبر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۱، ص ۳۳

۱۲۷۔ عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے معاصرین میں تھے اور وہ امام اوزاعی کے علم و فضل قدر کرتے تھے۔ امام اوزاعی ۸۸ھ / ۷۰۶ء میں پیدا ہوئے، بقول امام ذہبی اور ابن حجر عسقلانی، آپ کا خاندان سندھ (پاکستان) کے علاقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں امام مالک، سفیان ثوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے متعلدین شام اور اندلس میں موجود ہیں۔ آپ کی تصانیف میں کتاب

السنن، کتاب المسائل، ریحانتہ الادب، ہدیۃ العارفین وغیرہ بتائی جاتی ہیں۔
انتقال تقریباً ۱۵۶۶ھ / ۱۷۴۲ء میں بیروت میں ہوا۔
(ابوالسراج محمد طفیل احمد: تحفۃ الزائرین، کراچی، ج ۴، ص ۱۷-۱۸)

۱۲۸۔ محمد بن علوی المالکی الحسنی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۹-۳۷

۱۲۹۔ علامہ ابن کثیر نے حاکم اربل مظفر الدین کوکبوری (م ۶۳۰ھ / ۱۲۳۲ء) کی جامع مظفری (دمشق) کے مؤذن عماد الدین ابوبکر بن بدرالدین حسن کی فرمائش پر اپنی کتاب میلادِ مصطفےٰ تصنیف فرمائی۔ اس کا مخطوطہ ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کو پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) کی لائبریری سے دستیاب ہوا جو انھوں نے ایڈٹ کرکے شائع کیا۔

۱- (ا) امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی
(ب) ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی: سنن ابن ماجہ مطبوعہ لکھنؤ
۲- (ا) محدث ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی: سنن دارقطنی۔
(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی ص ۳۲
۳- قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۱۱
۴- قرآن حکیم، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۵، سورۂ فتح، آیت نمبر ۹؛
سورۂ حجرات، آیت نمبر ۱-۲۔
۵- قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۵۔
۶- (ا) امام محمد، مؤطا امام محمد، ص ۱۰۴۔
(ب) ابن قیم: کتاب الروح، ص ۱۰۔
(ج) علی بن سلطان القاری: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص
(د) محمد امین بن عمر بن عابدین شامی: ردالمحتار علی الدرالمختار ج ۳، ص ۳۷۵
(ھ) احمد رضا خاں بریلوی: اقامۃ القیامۃ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۱۲
۷- (ا) ابوعبداللہ محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لکھنؤ
(ب) ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰
۸- علی بن سلطان القاری: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (مشکوٰۃ المصابیح،
مطبوعہ کراچی، ص ۳۰)۔
۹- ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۱۳
۱۰- (ا) قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۵۹۔
(ب) امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی، کتاب الجہاد،
باب نمبر ۳۴، ص ۲۶۳۔

(ج) ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابن ماجہ : سنن ابن ماجہ مطبوعہ لکھنؤ، باب نمبر۱، حدیث نمبر۲، ص ۵۲

۱۱۔ قرآن حکیم، سورہ نجم، آیت نمبر ۳-۴۔

۱۲۔ (ا) احمد بن حنبل : مسند احمد

(ب) سلیمان بن اشعث سجستانی : سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی

(ج) ولی اللہ محمد عبداللہ خطیب تبریزی : مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور

۱۳۔ (ا) ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل : بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۸۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری : مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

۱۴۔ (ا) ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل : بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۸۸۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری : مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

(ج) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۲۲

۱۵۔ حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن ابن الجوزی : بیان المیلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۱۔

۱۶۔ بھاگوت پران، اسکند ۱۲، باب ۲، شلوک ۱۸۔

۱۷۔ (ا) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری القشیری : مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۳۲۷۔

(ب) یوسف سید ہاشم رفاعی : ادلتہ اہل السنتہ والجماعہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۳۵۔

(ج) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳۔

۱۸۔ (ا) ایضاً، مسلم شریف۔

(ب) ابوداؤد سلیمان بن اشعث : ابوداؤد شریف، مطبوعہ کراچی، ج ۲، ص ۲۴۹

(ج) سید یوسف سید ہاشم الرفاعی : ادلتہ اہل السنتہ، مطبوعہ لاہور

ج) ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب : مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی ص ۲۷

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۸۳

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۲۲۔ (ا) مثلاً عظیم الشان مساجد بنانا، مینارے کھڑے کرنا، بڑے بڑے گنبد بنانا، چھوٹی چھوٹی برجیاں بنانا، محرابیں بنانا، جھاڑ فانوس اور پنکھے لگانا، ہیٹر، کولر اور ایر کنڈیشنر لگانا، گرم اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنا، قالین بچھانا، نمازیوں کے لئے قرآن کے نسخے رکھنا، تسبیحیں لٹکانا ٹوپیاں رکھنا، لاؤڈ اسپیکر لگانا ——— یہ سب باتیں نئی ہیں، عہد نبوی، عہد خلافت راشدہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں نہ تھیں مگر یہ سارے امور جس چیز پر مرتب ہوتے ہیں وہ مسجد ہے جس کی اصل دین میں ہے۔

(ب) اسی طرح خط نسخ میں قرآن لکھوانا، حروف پر نقطے اور زیر زبر پیش لگانا، رموز و اوقاف مقرر کرنا، تجوید و قرات پر کتابیں مدون کرنا، تفسیریں لکھنا اور مختلف زبانوں میں ترجمے کرنا۔ تیس پاروں پر تقسیم کرنا اور ہر پارے کا الگ نام رکھنا، پریس میں چھپوانا، نفیس جلدیں بنوانا اور کیسٹ تیار کرنا وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتیں ابتدا میں کہاں تھیں مگر جس شے پر یہ باتیں مرتب ہوتی ہیں اس کی اصل دین میں ہے یعنی قرآن ——— بلکہ وہ تو اصل دین ہے۔

(ج) یہ تو وہ امور ہیں جن کے جواز میں کوئی کلام نہیں لیکن بعض ایسی نوپیدا چیزیں ہیں جو ہمارے معاشرے کا جزو بن چکی ہیں جن کے موجدین غیر مسلم ہیں مگر پھر بھی ہم دینی امور میں اُن کا سہارا لیتے ہیں مثلاً فریضہ حج کی ادائیگی، نماز ادا کرنے، چاند دیکھنے، روزے نماز کے اعلانات کرنے، دین کی تبلیغ واشاعت کرنے، قرآن حکیم چھپوانے اور اس کو پھیلانے میں ان سے مدد لیتے ہیں اور ذرا خیال نہیں آتا کہ غیر مسلم موجدین کی نوپیدا چیزوں

سے دینی امور میں ہم کیوں مدد لیتے ہیں ـــــــ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل نوپیدا اختراعات وایجادات کو ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ کارل بینز KARL BENZ (م۔ ۱۸۴۴-۱۹۲۹) ـــــــ انھوں نے موٹر کار ایجاد کی؛

۲۔ جارج اسٹیفن سن GEORGE STEPHONSON (م۔ ۱۷۸۱-۱۸۴۸)
انھوں نے ٹرین اور اس کا انجن ایجاد کیا۔

۳۔ ولبر رائٹ اور اوروِل رائٹ WILBER WRIGHT اور
۱۸۶۷ ـــــــ ۱۹۱۲
ORVILLE WRIGHT ـــــــ ان دونوں بھائیوں نے ہوائی جہاز ایجاد کیا۔
۱۸۷۱ ـــــــ ۱۹۴۸

۴۔ جی۔ مارکونی G. MARCONI ۱۸۷۴-۱۹۳۷ ـــــــ انھوں نے ریڈیو ایجاد کیا۔

۵۔ جان لوئی بیرڈ JOHN LOGIE BAIRD (۱۸۸۸-۱۹۴۵)
ـــــــ انھوں نے ٹیلیویژن ایجاد کیا۔

۶۔ الیگزنڈر گراہم بیل ALLEXANDER GRAHAM BELL ـــــــ
(۱۸۸۸-۱۹۴۵) ـــــــ انھوں نے ٹیلیفون ایجاد کیا۔

۷۔ بنجمن فرینکلن BENJAMIN FRANKLIN (۱۷۰۶-۱۷۹۰)
انھوں نے بجلی دریافت کی۔

۸۔ ولیم کیکسٹن (۱۴۲۲ ـــــــ ۱۴۹۱) ـــــــ انھوں نے پریس مشین ایجاد کی

الغرض دینی امور میں ہم ان تمام چیزوں سے مدد لیتے ہیں اور اپناتے ہیں تو پھر نوپیدا چیزوں کو اختیار کرنے میں کیا قباحت ہے جن کے قائم اور رائج کرنے والے علمائے امت ہیں۔؟

۲۳۔ ایسی ناپسندیدہ امور میں یہ نوپیدا باتیں شامل ہیں:۔
داڑھیاں منڈوانا، کھڑے ہوکر کھانا، غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کرنا، عورتوں کا سج بنکر بازاروں میں گھومنا پھرنا، دکانیں لگانا، مردوں

کی محفلوں میں بے محابا تقریریں کرنا' مردوں کے لباس پہننا' مزاروں پر جانا' قبروں پر اگربتیاں جلانا' مرحومین کے لئے شاندار دعوتیں کرنا اور شادیاں رچانا وغیرہ وغیرہ۔

۲۴۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف' مطبوعہ کراچی' ص ۲
۲۵۔ سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلۃ اہل السنۃ' ص ۲۴۷
۲۶۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ' مطبوعہ لاہور ۱۴۰۳ھ' ص ۴۶۶
۲۷۔ شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ' مطبوعہ لاہور' ص ۷۳
۲۸۔ ایضاً' ص ۷۳
۲۹۔ غلام دستگیر رشید: آثار اقبال' مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۴۶ء' ص ۳۹
۳۰۔ ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری: مسلم شریف' مطبوعہ دہلی' ج ۱' ص ۲۹۱
۳۱۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ' مطبوعہ لاہور' ص ۴۶۸
۳۲۔ محمد قاسم نانوتوی: قصائد قاسمی (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء)' (قصیدہ بہاریہ در نعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم)' مطبوعہ ساڈھورہ' ص ۷
۳۳۔ راجہ رشید محمود: غازی علم الدین شہید' مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
۳۴۔ قرآن حکیم' سورۂ ناس۔
۳۵۔ ہمفرے کے اعترافات' مطبوعہ لاہور' ص ۶

(۱) یہ کتاب لاہور سے چھپی ہے اس کا انگریزی عنوان ہے:۔

COLONIZATION IDEAL MR. HUMPHREY'S MEMOIRS THE ENGLISH SPY IN ISLAMIC COUNTRIES.

ناشر کے مطابق برطانوی جاسوس ہمفرے کی یہ یادداشتیں جنگ عظیم میں جرمنوں کے ہاتھ لگیں' ان کو ایک جرمن رسالے اسپیگل میں شائع کیا گیا' پھر ایک فرانسیسی رسالے نے اس کو شائع کیا' اس کے بعد ایک لبنانی دانشور نے عربی میں ترجمہ کیا اور چھاپا۔ اب پاکستان میں لاہور سے اس کا اُردو ترجمہ شائع

ہوا ہے۔

۳۶۔ مسٹر ہمفرے ۱۷۱۰ء میں انگلستان سے سلطنت عثمانیہ کے دارالسلطنت استانبول (ترکی) آیا پھر مصر، عراق، ایران، حجاز وغیرہ گیا۔ استانبول میں اس نے علوم عربیہ اور احادیث نبویہ کی تحصیل کی اور عربی فارسی، ترکی وغیرہ مختلف زبانوں اور اسلامی علوم میں تبحر پیدا کیا، اپنا نام محمد تجویز کیا ــــــ اس علاقے میں ہمفرے کے ۹ دوسرے ساتھی بھی تھے جن میں جی۔ بلکوڈ اور ہنری فانس قابل ذکر ہیں ــــــ ویسے ممالک اسلامیہ میں برطانیہ کے پانچ ہزار جاسوس مصروف عمل تھے، ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔

۳۷۔ ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۳۸ ــــ

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۹ ــــ

۳۹۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر آثار قدیمہ کے تحفظ کی تحریک موجود ہے۔ اصل میں یہ ایک سیاسی حربہ ہے ــــــ ایک طرف اسلامی آثار کو سرزمین حجاز میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں مٹایا گیا، دوسری طرف سرزمین مصر میں فراعین مصر کے آثار کو زندہ کیا گیا ــــــ یہی کام ایران میں کیا گیا اور ماضی قریب میں دونوں ممالک کے مسلمان شدت سے علاقائی قوم پرستی کی طرف مائل ہوئے اور قبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فریفتہ ہونے لگے اور فخر کرنے لگے ــــــ یہی حربہ پاکستان میں استعمال کیا اور یہاں بھی بہت سے جوان قبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فخر کرنے لگے اور اسلام، اسلامی شخصیتوں سے بیگانہ ہونے لگے ــــــ اس وقت پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے اور بعض مقامات پر ہو چکی ہے:۔

۱۔ موہنجوداڑو (سندھ) ۲۔ ہڑپا (پنجاب)

۳۔ ٹیکسلا (پنجاب) ۴۔ مہرگڑھ (بلوچستان) وغیرہ

سندھ میں مکلی، ٹھٹھہ، منصورہ، بھنبھور وغیرہ میں بھی اسلامی آثار ہیں مگر دنیا کو جو فکر قبل اسلام آثار کے تحفظ کی ہے وہ فکر اسلامی آثار کی نہیں۔ میرا قیام مکلی میں ہے جو ایک تاریخی شہر ہے جہاں ایشیاء کا سب سے بڑا قبرستان موجود ہے، جہاں صدیوں پرانے اسلامی آثار ہیں مگر بہت سے آثار تو خود میرے سامنے مٹ گئے، دنیا کو ان کی حفاظت کی اتنی فکر نہیں، اس میں جو راز ہے وہ یہ ہے کہ نئی نسل کے مسلمان نوجوان ان آثار کو بھلا کر اسلام اور اسلامی شخصیتوں کو بھلا دیں ــــــ میں نے اپنے ایک دوست (جو محکمہ آثار قدیمہ میں افسر ہیں) سے پوچھا "کیا سیاست اور آثار قدیمہ کا کوئی باہمی تعلق بنتا ہے؟ ــــــ وہ حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگے، بہت سوچا مگر نہ بتا سکے، اس پر خود مجھے حیرت ہوئی کہ ہمارا دانشور طبقہ جو اسی محکمے سے متعلق ہے اصل راز سے بے خبر ہے۔

۴۰۔ ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۴ - ۱۱۵ ــ

۴۱۔ ایضاً، ص ۹۸ ــ

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۲۰ ــ

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۲۹

۴۴۔ (ا) اخبار ہمدم (لکھنو) ۸ رجون ۱۹۲۰ء

(ب) محمد مسعود احمد: تحریک آزادئ ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۸۲ - ۸۳ ــ

۴۵۔ (ا) محبوب علی: تاریخ الائمۃ فی ذکر خلفاء الائمہ (۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۱ء) (قلمی)، مخزونہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی

(ب) حسین احمد مدنی: نقش حیات، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء، ج ۲، ص ۴۱۹

(ج) محمد جعفر تھانیسری: حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۸ء، ص ۱۳۱ - ۱۶۸ ــ

۴۶۔ "لارنس آف عربیا" کا اصل نام تھامس ایڈورڈ لارنس تھا، آشمولیین میوزم کے ڈائرکٹر ڈی۔جی۔ ہوگارتھ (جو پولیٹیکل انٹیلی جنس کا افسر تھا) نے لارنس کی تربیت کی اور بالآخر انٹیلی جنس ایجنٹ کی حیثیت سے وہ تیار ہوگیا استاد شاگرد نے مل کر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کا جال بچھایا "لارنس ہوگارتھ منصوبہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مقصد برطانوی استعمار کے زیر اثر عرب ریاستوں کا قیام تھا

۴۷۔ تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔
مفتی محمد عبدالقیوم: تاریخ نجد و حجاز، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ ص ۳۳۵ — ۳۸۸

۴۸۔ ۱۹۷۰ء یا اس سے کچھ قبل سابق مشرقی پاکستان (حال بنگلہ دیش) میں زبردست سیلاب آیا، بڑی تباہی آئی، سب مدد کو دوڑنے لگے، امریکہ بھی پیش پیش تھا، ایک بزرگ سیاست داں کا اخبار میں بیان شائع ہوا کہ خدا کے لئے امریکہ ہماری مدد کے لئے نہ آئے —— میں حیران تھا کہ یہ بہت نیک کام ہے مصیبت میں غریبوں کی مدد کرنا انسانیت و شرافت ہے مگر بعد میں پتا چلا کہ غمخواری اور ہمدردی کے پردے میں وہ کچھ ہوتا ہے جس سے روح انسانیت کانپتی ہے —— چنانچہ سب نے دیکھا کہ جلد ہی یہ خطہ ایک عظیم المیہ سے دوچار ہوا، جس نے سیلاب کی مصیبت کو بھی بھلا دیا —— اسی لئے جب لیگ آف نیشنز قائم ہوئی تو اقبالؔ نے تبصرہ کیا تھا کہ "کفن باٹنے کے لئے کفن چور جمع ہوگئے ہیں" —— سچ ہے دنیا میں کفن چوروں کی کمی نہیں۔

۴۹۔ نواب صدیق حسن خان: ترجمان وہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ ص ۲۹

۵۰۔ محمد عالم آسی امرت سری: الارشاد الی مباحث المیلاد، مطبوعہ امرتسر ۱۹۳۲ء، ص ۳۳-۳۴

۵۱۔ اشتیاق الله مرحوم ...

۵۲۔ رشید احمد گنگوہی: فتاوی رشیدیہ، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۴۸

۵۳۔ ایضاً، مطبوعہ دیوبند، ج ۲، ص ۹۲

۵۴۔ ایضاً، ص ۱۳۱

۵۵۔ عاشق الٰہی میرٹھی: تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۱۱۸

۵۶۔ (ا) محمد زکی دیوبندی: مکالمۃ الصدرین (علامہ شبیر احمد عثمانی و مولانا حسین احمد مدنی)، مطبوعہ لاہور، ص ۹

(ب) پروفیسر محمد سرور: افادات و ملفوظات مولانا سندھی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۲۸۲

(ج) تحریک ریشمی رومال جو بظاہر انگریزوں کے خلاف چلائی گئی تھی اور اس میں روس اور افغانستان سے بھی مدد لی گئی تھی، عین وقت پر مولانا اشرف تھانوی نے یہ راز اپنے بھائی مظہر علی کو بتادیا جو حکومت برطانیہ میں خفیہ پولیس کے ایک اعلیٰ افسر تھے، انھوں نے انگریزوں تک اس خفیہ تحریک کی تفصیلات پہنچادیں اور یوں یہ راز طشت از بام ہوگیا۔ یہ راز کسی کو معلوم نہ تھا، حال ہی میں ایک نامہ نگار انجم لاشاری نے سندھ کے ایک عالم و سیاست داں مولانا محمد شاہ امروٹی کے حوالے سے یہ راز کھولا ہے، نامہ نگار کے سامنے انھوں نے خود یہ تفصلات بتائیں، اُن کے والد تاج محمود امروٹی تحریک ریشمی رومال کے لفٹیننٹ جنرل تھے اس لئے یہ رازدرونِ خانہ ان سے بہتر کون جان سکتا ہے؟

(ماخوذ ماہنامہ سوئے حرم (کراچی)، شمارہ اپریل ۱۹۸۵ء، ص ۱۶)

۵۷۔ اشرف علی تھانوی: بہشتی زیور (چھٹا حصہ) مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

۵۸۔ قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۲۶

۵۹۔ قرآن حکیم، سورۂ رعد، آیت نمبر ۱۱

۶۰۔ سید نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۳۰

۶۱۔ خلیل احمد رانا : انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۲۶۲

۶۲۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۷۷

۶۳۔ قرآن حکیم، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۲۴

۶۴۔ (ا) قرآن حکیم، سورۃ انبیاء، آیت نمبر ۱۰۷

(ب) انجیل برناباس، باب ۴۳، ص ۵۷

۶۵۔ بیاس جی، پوتھی راسنگ ام، کانڈ ۶، اسکندر ۱۲۔ بحوالہ توضیح العقائد، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۷۱

۶۶۔ حال ہی میں راقم کے ایک کرم فرما نے ریاض (سعودی عرب) سے ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی کی کتاب بھیجی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب وہاں کی فضا عشق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے سازگار ہو رہی ہے ـــــ کتاب کا عنوان ہے ؛ علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، مطبوعہ جدہ، ۱۹۸۸ء

(۶۷) ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی، ۱۹۳۹ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے ـــــ مکہ مکرمہ اور جدہ میں تعلیم مکمل کی پھر امریکہ سے ڈاکٹریٹ کیا۔ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۳ء تک سعودی حکومت میں وزیر اطلاعات رہے۔ ۱۹۸۳ء میں اختلافات کی بنا پر وزارت سے الگ ہو گئے ـــــ وہ سعودی عرب کی متعدد یونیورسٹیوں کے ڈین ہیں۔ ان کے انگریزی اور عربی مضامین مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں بالخصوص کثیر الاشاعت عربی اخبار "الشرق الاوسط" میں۔ ان کا ایک مقالہ ۱۹۸۷ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر مذکورہ اخبار میں تین قسطوں میں شائع ہوا (۱۲، ۱۳، ۱۴ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ ص ۱۰، ۱۲، ۸) عنوان تھا۔

السلام علیک یا رسول اللہ!

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی اسلامیات، اقتصادیات وغیرہ متعدد مضامین سے

متعلق عربی اور انگریزی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آجکل جدّہ میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا ہے جس کے وہ خود سربراہ ہیں۔ اس ادارے کا نام ہے:۔ دار القبلة للثقافة الاسلامیه

اس زمانے میں ایسے نیک دل اور پاک باطن فضلا ر محققین کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان محبت رسول کے آغوش میں پروان چڑھ سکیں۔

۶۷۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۶۴

۶۸۔ قرآن حکیم، سورۂ حشر، آیت نمبر ۷

۶۹۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۸۰

۷۰۔ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۳۲

۷۱۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۶۵

۷۲۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۶۴

۷۳۔ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۱۵۱

۷۴۔ قرآن حکیم، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷

۷۵۔ الشرق الاوسط (جدّہ)، شمارہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ، ص ۱۰

۷۶۔ فیض الرسول (براؤں شریف، بھارت) شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء، ص ۲۹

(۱) اس نو مسلم پادری محمد امین (انگلستان) کے اعترافات کو عبد الغنی فاروق نے بعنوان "میں کیوں مسلمان ہوا؟" مرتب کیا ہے۔ یہ مضمون ماہنامہ فیض الرسول (براؤں شریف) کے شمارے اپریل ۱۹۸۹ء (ص ۲۶-۲۹) میں شائع ہوا ہے ______ نو مسلم محمد امین کے والد ولیم جان کا برطانیہ کے شاہی خاندان سے تعلق تھا۔ ان کی والدہ ایڈمرل فنٹر جارج کی بیٹی اور فیلڈ مارشل ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف کیمبرج کی پوتی تھی۔ یہ ڈیوک ملکہ وکٹوریہ کے رشتے کے بھائی تھے ______ نو مسلم پادری محمد امین ۱۹۰۷ء میں فرانس میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۴ء میں اسلام قبول کیا۔

ماخذ ومراجع
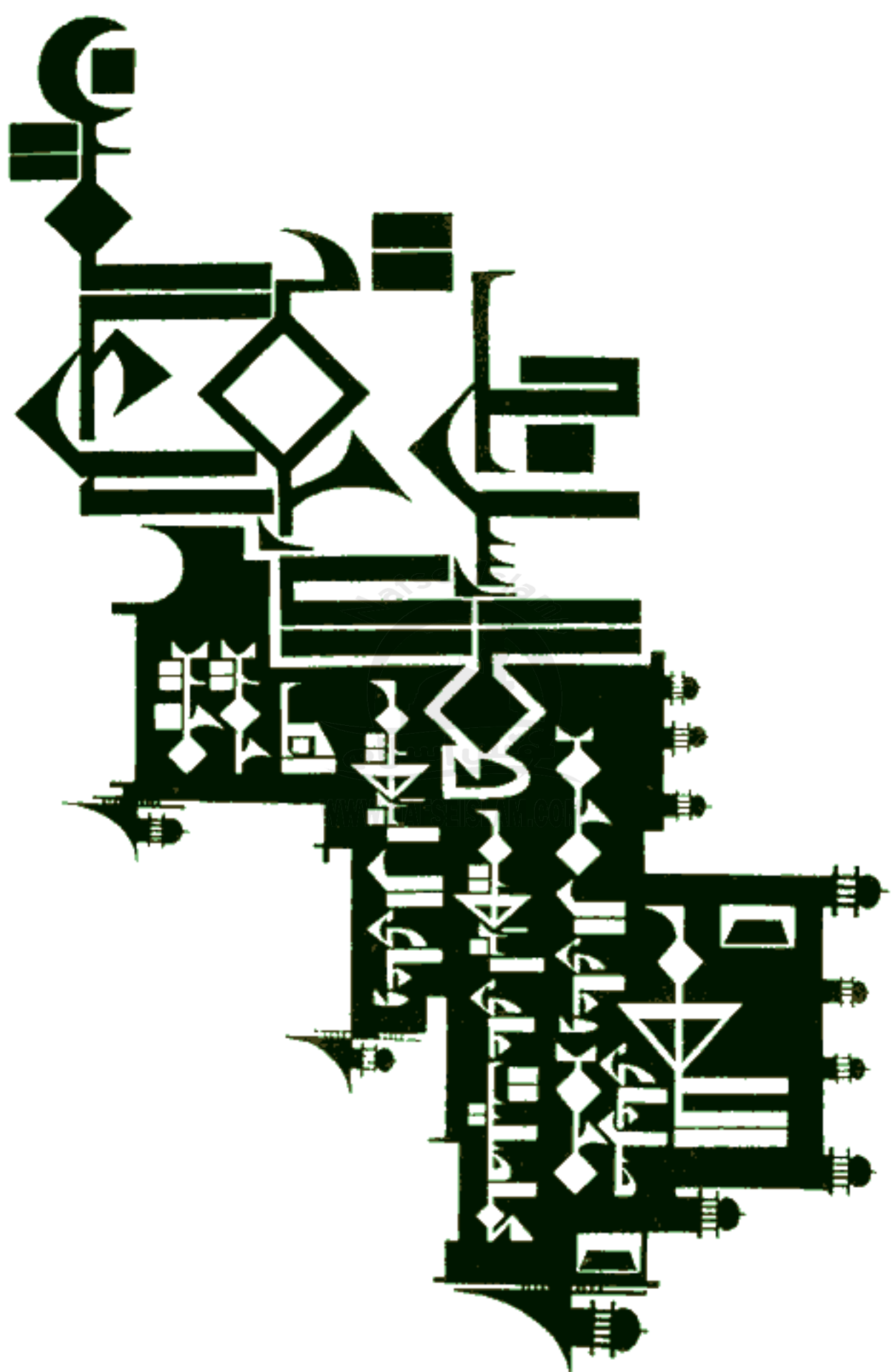
آلوسی بغدادی، ابوالفضل شہاب الدین محمود بن عبداللہ: تفسیر روح المعانی، پارہ ۱۷
ابن اثیر، ابی الحسن علی الجزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
ابن اسحاق بن محمد ہمدانی: سیرت ابن ہشام (ترجمہ فارسی) مطبوعہ تہران ۱۳۶۵ شمسی
ابن تیمیہ، فتاویٰ کبریٰ، جلد اوّل، مطبوعہ سعودی عرب
ابن تیمیہ، اقتضاء الصراط المستقیم، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور؛
ابن جزری، ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی: حصن حصین، مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ / عرف التعریف فی مولد الشریف
ابن جوزی بغدادی، حافظ جمال الدین عبدالرحمٰن: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مترجمہ غلام معین الدین نعیمی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
ابن حجر عسقلانی، ابوالفضل شہاب الدین احمد علی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد نہم
ابن حجر ہیتمی: فتاویٰ حدیثیہ؛
ابن خلکان، شمس الدین احمد بن ابراہیم: وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان۔
(۱) مطبوعہ بیروت ۱۹۷۲ء (۲) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء
ابن حجر ہیتمی، شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی الشافعی: النعمۃ الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم، مطبوعہ استانبول (ترجمہ اردو لاہور ۱۴۰۲ھ
ابن سعد: طبقات ابن سعد، جلد چہارم؛
ابن شامہ، ابو محمد عبدالرحمٰن بن اسمٰعیل: الباعث علی انکار البدع والحوادث
ابن عابدین، محمد امین بن عمر: رد المختار علی الدر المختار،
ابن العماد، شذرات الذہب، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۰ھ
ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل: تفسیر ابن کثیر
ابن کثیر، " " : میلاد مصطفےٰ، (مترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
ابن کثیر ابوالفداء عماد الدین اسمٰعیل: سیرت ابن کثیر، مطبوعہ بیروت ۱۳۱۵ھ

ابن ماجہ قزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ مع حاشیہ مفتاح الحاجۃ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۵ھ

ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام حمیری: سیرت ابن ہشام، مطبوعہ مصر ۱۳۷۵ھ
ابوبکر ہیتمی، حافظ ابوالحسن نورالدین علی بن ابوبکر: نعمۃ الکبریٰ، مطبوعہ مصر
ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی: سنن دارقطنی

ابوعبداللہ تونسی: راح الارواح فیما قالہ مولیٰ ابوحمو من الشعر وقیل فیہ من الامداح
ابوعبداللہ محمد بن عبدالحاکم: المستدرک علی الصحیحین،
ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، امام: سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی
ابویعلیٰ موصلی، محدث احمد بن علی: مسند ابویعلیٰ۔
ابویوسف بن اسماعیل نبہانی: جامع کرامات اولیاء (ترجمہ اردو) مطبوعہ ۱۳۲۴ھ

## الف ممدودہ

احمد بن حنبل، امام عبداللہ احمد بن حنبل شیبانی: مسند امام احمد،
احمد حجازی السقا، دکتور: نبوۃ محمد فی الکتاب المقدس، مطبوعہ مصر!
احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مطبوعہ کراچی!
احمد صاوی: تفسیر صاوی، جلد سوم۔
احمد رضا: جد الممتار علی رد المحتار، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۸ء
〃 : صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۳۲۹ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء
〃 : حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی
〃 : ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
〃 : اقامۃ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
〃 : الکوکبۃ الشہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
احمد سعید دہلوی، شاہ: اثبات المولد والقیام مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
〃 〃 : سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

احمد سعید دہلوی، شاہ : الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف؛
احمد سعید کاظمی، علامہ : میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ حیدر آباد ۱۹۸۶ء
" " : مقالات کاظمی، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ
احمد یار خان، مفتی : علم القرآن (۱۳۷۱ھ) گجرات
ادیب رائے پوری : مدارج النبوت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
ازرقی، اخبار مکہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۹ء
اسمٰعیل حقی بن مصطفےٰ برسوی حنفی، المولیٰ : تفسیر روح البیان،
جلد سوم، جلد نہم، مطبوعہ مصر ۱۲۵۵ھ
اسمٰعیل بن عمر الدمشقی : البدایہ والنہایہ
اشرف علی تھانوی : نشر الطیب
" " " : التکشف
" " " : السرور بظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد
(۱۳۳۲ھ) مطبوعہ ساڈھورہ
اشرف علی تھانوی : الظہور ملقب بہ سر المولد النبوی من المثنوی المعنوی،
مطبوعہ تھانہ بھون
اشرف علی تھانوی : بہشتی زیور، مطبوعہ کراچی۔
امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی : فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل
خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
" " " : شمائم امدادیہ
انجیل برناباس، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء
انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد ۲، مطبوعہ لاہور۔
بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل : بخاری شریف، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء
(مترجمہ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری)

بدرالدین عینی : عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد سوم، مطبوعہ مصر
برہان الدین حلبی : سیرت حلبیہ، جلد اوّل۔
بھاگوت پران
بھوشیہ پران
بیاس جی : پوتھی اسنگ رام
بیہقی، امام ابوبکر احمد بن حسین : دلائل النبوۃ
" " " : شعب الایمان
پیر کرم شاہ ازہری : تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور
ترمذی، امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی : جامع ترمذی مطبوعہ دہلی، وکراچی
توریت، سفر الاستثنار، مطبوعہ ۱۹۳۴ء
جعفر بن اسمٰعیل بن زین العابدین علوی المدنی : الکوکب الازہر علی عقد الجوہر
جعفر برزنجی، سید : عقد الجواہر فی مولد نبی الازہر
جلال الدین رومی : مثنوی شریف،
جلال الدین سیوطی : خصائص الکبریٰ۔
" " : حسن المقصد فی عمل المولد (مشمولہ الحاوی للفتاویٰ)
جمل، سلیمان جمل شیخ : تفسیر جمل، مطبوعہ مصر،
جواد علی : المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۰ء
حاجی خلیفہ، مصطفٰی بن عبداللہ کاتب چلپی : کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ لندن
حدیث وصال، مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۸ء
حسان بن ثابت : دیوان حسان بن ثابت، مطبوعہ مصر۔
حسین احمد دیوبندی : مکتوبات شیخ الاسلام، جلد اوّل۔
حفظ الرحمٰن سیوہاروی : قصص القرآن، مطبوعہ لاہور

خرگوشی، ابوسعید: شرف النبی، مطبوعہ تہران، مہر ماہ ۱۳۶۱ھ
خلیل احمد رانا: انوار قطب مدنیہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ
دارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمن السمرقندی: مسند دارمی
رازی امام: تفسیر کبیر
رحمت اللہ کیرانوی: اظہار الحق، جلد سوم، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
رشید احمد گنگوہی: ہدایت الشیعہ
" " : فتاوی رشیدیہ، جلد اول مطبوعہ دہلی
" " : فتاوی رشیدیہ، جلد دوم مطبوعہ دیوبند
رشید محمود، راجہ: غازی علم الدین شہید، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۹ھ
رکن الدین الوری، شاہ: توضیح العقائد، مطبوعہ لاہور
ریاست علی قادری: امام احمد رضا کے نثری شہ پارے، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء
ژند اوستا؛
زرقانی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی: شرح مواہب اللدنیہ، جلد اول، جلد ہفتم
زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری، حافظ: الترغیب والترہیب مطبوعہ مصر
ساما وید؛
سخاوی: التبر المسبوک، بولاق، مطبوعہ ۱۸۹۶ء
سلیمان منصور پوری، قاضی: رحمۃ للعالمین، جلد دوم، مطبوعہ لاہور
سلیمان جمل، شیخ: تفسیر جمل؛
سلیمان ندوی، سید: سیرت النبی، جلد سوم مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۲۴ء
سید احمد سہر: الخطبات الاحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء
شاطبی امام: کتاب الاعتصام؛
شبیر احمد عثمانی: فتح الملہم، جلد سوم
شوکانی: نیل الاوطار، جلد پنجم؛

شوکانی : البدر الطالع، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۴۸ھ

صدیق حسن خاں، نواب : اتحاف النبلاء

" " " : مسک الختام

" " " : ترجمان وہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ

صلاح الدین محمود : خاک حجاز کے نگہبان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء

صنعانی، عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع : مصنف عبدالرزاق۔

ضیاء القادری ابوالحیا محمد : انوار المحمدیہ فی سیرۃ المصطفویہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ

ظفرالدین بہاری، معراج النبی، مطبوعہ کراچی۔

عاتق بن غیث البلادی : معجم المعالم الجغرافیہ فی السیرۃ النبویہ،

مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء

عاشق الٰہی میرٹھی : تذکرۃ الرشید، جلد اوّل ؛

عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن معروف بہ خطاب مالکی، مذاہب جلیل علی مختصر خلیل

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ : اشعۃ اللمعات، مطبوعہ لکھنو

" " " : مدارج النبوۃ، جلد دوم

" " " : اخبار الاخیار

" " " : جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۹۳ھ

عبدالحق مہاجر مکی : الدار المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم۔

عبدالحئی فرنگی محلی : مجموعۂ فتاویٰ، مطبوعہ لکھنو ۱۳۳۱ھ

عبدالرحمٰن چھوہروی : مجموعہ صلوٰۃ الرسول جلد اوّل و دوم، مطبوعہ لاہور

عبدالرحمٰن جامی : شواہد النبوۃ لتقویۃ لیقین اہل الفتوۃ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء

عبدالرحمٰن صفوری : نزہۃ المجالس، جلد دوم۔

عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمٰن المصری حافظ العراقی : المورد الہنی فی مولد السنی۔

عبدالسمیع، مولوی: انوار ساطعہ، مطبوعہ مراد آباد (۱۳۰۷ھ)
عبدالغنی محدث دہلوی: شفاء السائل،
عبدالغنی نابلسی: الحدیقۃ الندیہ، جلد دوم، مطبوعہ لائل پور
عبدالقادر جیلانی، شیخ: غنیۃ الطالبین، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء
عبدالقیوم، مفتی: تاریخ نجد و حجاز، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۵ھ
عبدالوہاب شعرانی: میزان الشریعۃ الکبرای، جلد اوّل، مطبوعہ مصر
عبدالواحد سیوستانی، علامہ: بیاض واحدی (قلمی) مخزونہ کتب خانہ، خیاری شریف (سندھ)
عطاء اللہ حنیف: التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی، جلد اوّل
علاؤ الدین علی المتقی: کنز العمال،
علاؤ الدین علی بن ابراہیم البغدادی: تفسیر خازن، مطبوعہ مصر
علی قاری بن سلطان محمد الہروی: المورد الروی فی مولد النبوی
علی قاری بن سلطان محمد الہروی: مرقاۃ المفاتیح
" " " : عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد ۲
" " " : موضوعات کبیر
عمر بن حسن دحیہ کلبی، اندلسی بلنسی: التنویر فی مولد السراج المنیر
عنایت رسول چریا کوٹی: بشرای، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۸ء
غزالی، ابو حامد محمد بن محمد: احیاء علوم الدین
غلام دستگیر: آثار اقبال، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۴۶ء
غلام رسول سعیدی، مولانا: مقالات سعیدی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء
فاسی، علامہ: مطالع المسرات
فرید بھکری، شیخ: ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی
قسطلانی، علامہ: مواہب اللدنیہ، جلد اوّل،

قشیری، ابوالحسین بن الحجاج النیشاپوری : مسلم شریف
قطب الدین نہروانی مکی : الاعلام باعلام بیت الحرام، مطبوعہ لیبسگ ۱۸۵۷ء
مجدد الدین : نفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
محمد ابوبکر بن عبداللہ القیسی الشافعی ابن ناصر الدین دمشقی،
جامع الآثار فی مولد النبی المختار (تین مجلدات)
" " : اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق۔
" " : مورد الصادی فی مورد الہادی۔
محمد بن عبداللہ الحاکم، ابوعبداللہ : المستدرک!
محمد بن الرحمٰن معروف بہ خطاب مالکی، عبداللہ : مذاہب جلیل علی مختصر خلیل
محمد بن علوی المالکی الحسنی : حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء (مترجمہ دوست محمد شاکر سیالوی)؛
محمد بن علی شامی : سبل الہدیٰ والرشاد۔
محمد بن علی یوسف دمشقی شامی : سبل الہدیٰ والرشاد، فی سیرت خیر العباد، جلد ۱
محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر : فقہائے ہند، جلد اوّل، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
محمد افضل شریف : بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء
محمد امیر شاہ گیلانی : انوار غوثیہ شرح شمائل ترمذی، مطبوعہ لاہور؛
محمد امین، مفتی : الیواقیت والجواہر، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۷ء
محمد توفیق البکری : بیت الصدیق، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۳ھ
محمد حنیف اختر : گیارھویں شریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
محمد رشید رضا مصری : محمد رسول اللہ، مطبوعہ قاہرہ
محمد رضا مصری : محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی۔
محمد رمضان علی قادری، ابوالحسان حکیم : تاریخ وہابیہ، مطبوعہ لائل پور ۱۹۷۶ء
محمد ضیاء القادری : انوار المحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ

محمد طاہر بن علی الفتنی : مجمع البحار

محمد طفیل قادری ابوالسراج : تحفۃ الزائرین، حصہ چہارم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

محمد عالم آسی امرتسری : الارشاد الی مباحث المیلاد، مطبوعہ امرتسر ۱۹۳۲ء

محمد علاؤالدین حنفی المصکفی : در المختار فی شرح تنویر الابصار

محمد قاسم نانوتوی : آب حیات، مطبوعہ دہلی۔

" " : قصائد قاسمی (۱۳۲۲ھ)، مطبوعہ ساڈھورہ

محمد نصر اللہ خاں، ابوالفتح : عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ، مطبوعہ کراچی؛

محمد ہاشم ٹھٹوی، علامہ : قرۃ العاشقین؛

" " " : ذریعۃ الوصول

" " " : حیات القلوب

" " " : مفتاح الجنان

ممتاز علی دیوبندی : سبیل الرشاد

محبوب رضوی : مکتوبات نبوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء

محبوب علی خاں : سل الحسام علی الظلام (۱۳۴۲ھ) مطبوعہ لاہور

معجم یاقوت، جلد ششم، مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ

محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الاندلسی : محاضرۃ الابرار و مسامرۃ الاخیار فی الادبیات والنوادر والاخبار ـــــ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

نذیر حسین، مولوی : فتاویٰ نذیریہ، جلد دوم

نسائی، امام عبدالرحمٰن احمد بن شعیب : سنن نسائی، مطبوعہ کراچی

نفائس تلامذۃ المدارس، مطبوعہ بیروت ۱۸۸۶ء

نورالدین حلبی، جواہر البحار، جلد دوم

نور محمد قادری، سید : میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء

نووی، امام ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف : شرح مسلم، مطبوعہ دہلی

ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی، ابو عبداللہ: مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء و مطبوعہ کراچی (ترجمہ اردو مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری مظہری)

ولی اللہ محدث دہلوی شاہ: الدار الثمین فی مبشرات نبی الامین

" " " " : حجۃ اللہ البالغہ (ترجمہ اردو آیات اللہ الکاملہ از مولوی سراج احمد اسرائیلی)

" " " " : انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ؛

وید پرکاش اوپادھیائے، ڈاکٹر: کلکی اوتار اور محمد صاحب (قلمی)، الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد

دیلمی، امام: المسند؛

ہاشم رسولی، حاجی سید: زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی سیرت ابن ہشام) جلد اوّل۔ مطبوعہ تہران، ۱۳۶۴ شمسی۔

ہانی زرقا، ڈاکٹر: یسوع المسیح فی ناسوتیہ والوہیتہ، مطبوعہ مصر ۱۹۷ء

ہمدانی: صفۃ الجزیرۃ العرب، مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء

ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور

یافعی، امام: قرۃ الناظر و خلاصۃ المفاخر

یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلۃ اہل السنۃ والجماعہ (ترجمہ اردو مولانا عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء

یوسف العیش: فہرس المخطوطات، مطبوعہ دمشق ۱۹۲۷ء

ABDUL HAQUE: *MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES*, Vol. III, LAHORE, 1975

*CHAMBER'S TWENTIETH CENTURY DICTIONARY*, LONDON.

E. ROYSTON PIKE: *ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION*, NEW YORK, 1961.

*ISLAM THE RELIGION OF ALL PROPHETS*, KARACHI, 1982

J.M.S BALJON: *RELIGION AND THOUGHT OF SHAH WALI ALLAH DEHLAWI* (1703-1762), LIEDEN, 1986

MOINER WILLIAM: *SANSKRIT ENGLISH DICTIONARY.*

PAUL CARUS: *THE GOSPEL OF BUDDHA.*

RASHID KHALIFA: *THE PERPETUAL MIRACLE*, KARACHI.

استقامت (کانپور)، محمد عربی نمبر ۱۹۸۶ء

استقامت (کانپور)، شمارہ مارچ ۱۹۸۷ء

اسلامک ٹائمز (یو۔کے)، دسمبر ۱۹۸۷ء

البصیر (چنیوٹ) شبلی نمبر، شمارہ دسمبر ۱۹۵۷ء

الارشاد جدید (کراچی) شمارہ فروری ۱۹۶۷ء

نقوش (لاہور)، رسول نمبر جلد چہارم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

نقوش (لاہور)، رسول نمبر ۱۹۸۳ء

منار الاسلام، شمارہ اپریل ۱۹۸۱ء

جنگ (کراچی)، شمارہ ۲۴ر جنوری ۱۹۶۷ء

جنگ (کراچی)، شمارہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۱ء

زمیندار (لاہور)، شمارہ ۱۶ر فروری ۱۹۲۷ء

لیڈر (الٰہ آباد)، شمارہ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۰ء

مدینہ (بجنور) شمارہ ۱۷ر فروری ۱۹۲۷ء

## پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

# کی مطبوعات

## (۱) تصانیف

۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری (حیات اور علمی کارنامے) میرپور خاص ۱۹۶۴ء
۲۔ تذکرہ مظہر مسعود — کراچی ۱۹۶۹ء
۳۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات — لاہور ۱۹۷۱ء
۴۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں — لاہور ۱۹۷۳ء
۵۔ حیاتِ مظہری — کراچی ۱۹۷۴ء
۶۔ عاشق رسول — لاہور ۱۹۷۶ء
۷۔ سیرت مجدد الف ثانی — کراچی ۱۹۷۶ء
۸۔ موجِ خیال — کراچی، بمبئی ۱۹۷۷ء
۹۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال — لاہور ۱۹۷۷ء
۱۰۔ عبقری الشرق (انگریزی) — لاہور ۱۹۷۸ء
۱۱۔ عاشق رسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی — لاہور ۱۹۷۸ء
۱۲۔ حیاتِ فاضل بریلوی — لاہور ۱۹۷۹ء
۱۳۔ شاعرِ محبت — گجرات ۱۹۷۸ء
۱۴۔ محبت کی نشانی — کراچی، الٰہ آباد ۱۹۸۰ء
۱۵۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی — سیالکوٹ ۱۹۸۱ء
۱۶۔ گناہِ بے گناہی — لاہور، کراچی ۱۹۸۱ء
۱۷۔ حیات امام اہل سنت — لاہور، کراچی ۱۹۸۱ء

وکونوا مع الصادقین
اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

مکہ مُعظّمہ کا ایک فضائی منظر